انصاراللہ جرمنی کا علمی و تربیتی مجلّہ

الناصر

مارچ، اپریل 2013

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

ایڈیٹر: ڈاکٹر وسیم احمد طاہر

دس شرائط بیعت

بیان فرمودہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم یہ کہ بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حال راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لئے اُس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللّٰہ اور قَالَ الرَّسُوْل کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض لِلّٰہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔ (اشتہار تکمیل تبلیغ 12 رجنوری 1889ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الناصر

مجلس انصاراللہ جرمنی

شمارہ نمبر 2

مارچ، اپریل 2013

بمطابق شہادت، امان 1392 ہجری شمسی

چوہدری افتخار احمد صدر مجلس انصاراللہ جرمنی

نگران

ملک اختر محمود نائب صدر اوّل مجلس انصاراللہ جرمنی

نائب نگران

شاہد محمود نائب صدر دوئم مجلس انصاراللہ جرمنی

ایڈیٹر

ڈاکٹر وسیم احمد طاہر

پبلشر

ظہیر احمد طاہر قائد اشاعت مجلس انصاراللہ جرمنی

گرافکس ڈیزائننگ و کمپوزنگ

شاہد محمود، ظہیر احمد طاہر

مینجر

رانا خلیل احمد قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی

معاونین

مبارک احمد، شاہد، شیخ منیر احمد، ہدایت اللہ شاد، صادق محمد طاہر، داؤد احمد

فوٹو گرافی

شاہد عباسی، سلطان احمد

Majlis Ansarullah Deutschland
Genfer Str. 11
60437 Frankfurt am Main
Germany

Tel.: 069-259270-24271946
Fax: 069-24271317

فہرست مضامین

قرآن وحدیث	2
اداریہ	3
میں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا کہ ایمانوں کو تازہ کروں	4
ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام	7
میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر ۔نظم	8
خلاصہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ یکم فروری 2013ء	10
خلاصہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 23/مارچ 2012ء	11
وسعت حوصلہ اور رواداری	12
عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہو جاؤ۔نظم	17
کنگن	18
صاحب ختم نبوت ﷺ۔ نظم	21
دعوت الی اللہ	22
آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج	28
حَکَم اور عدل	34
رپورٹ پہلا داعیان الی اللہ ریفریشر کورس	36
میاں بیوی کے درمیان پیار اور رحم کا رشتہ	37
ایک پیارا سا خط	42
گرد و پیش	44
سفر غانا	46
شجر کاری 2013ء	51

القرآن

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ O هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ق وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ O وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ط وَهُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ O ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ O (الجمعة:2-5)

''اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدّوس ہے۔ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔''

الحدیث

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے۔ صحیح فیصلہ کرنے والے، عدل سے کام لینے والے ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔ لڑائی ختم کریں گے (یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہوگا)۔ اسی طرح وہ مال بھی لٹائیں گے لیکن کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ ایسے وقت میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

(بخاری کتاب الانبیاء، باب نزول عیسی بن مریم)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر۔ اور جو اس حال میں مرا کہ اُس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب وجوب الملا زمة جماعت المسلمین)

اداریہ

”اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا“

آج سے قریباً ایک صدی قبل جماعتِ احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام نے قادیان سے یہ دعویٰ فرمایا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کی اصلاح کے لئے مامور فرمایا ہے اور آپ ہی وہ مہدی آخرالزمان اور مسیح موعود ہیں جس کے ذریعہ تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ مقدر ہے اور جس کے ظہور کی خبر حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

اس عظیم الشان کام کو پورا کرنے کے لئے ایک جماعت کی ضرورت تھی جو نسلاً بعد نسلٍ اپنی جان، مال اور وقت کی مسلسل قربانیاں دے کر اسلام کے غلبہ کی مہم کو آگے بڑھانے کی جدوجہد قیامت تک جاری رکھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے 23/ مارچ 1889ء کے مبارک دن ہندوستان کے شہر لدھیانہ میں ان مخلصین سے بیعت لی جنہوں نے آپ کو خدا تعالیٰ کا فرستادہ مان کر آپ کا ساتھ دینے اور آپ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ بعد میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مبارک ”احمدؐ“ کی مناسبت سے اپنی اس جماعت کا نام ”جماعتِ احمدیہ“ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پیغام کو قبولیت عطا فرمائی اور یہ سلسلہ تیزی سے ترقی کرنے لگا۔ جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں۔

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی زندگی میں آریوں اور عیسائی پادریوں کے اسلام پر حملوں کے دفاع اور قرآنِ کریم کی روح پرور تعلیم کی اشاعت کی خاطر 80 سے زائد کتب تصنیف فرمانے کی توفیق دی اور یوں احمدیت کا آپ علیہ السلام کے ہاتھ سے لگایا ہوا پودا باوجود شدید مخالفت کے محض اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھتا چلا گیا اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت دنیا کے کناروں تک پھیل چکی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتداء میں ہی اس ترقی کی خبر دے دی تھی جو کہ آج ہم اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ رہے ہیں کہ

”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

پھر خدا تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دے گا“

یہ وعدے ہر طلوع ہونے والے دن کے ساتھ واضح طور پر کھل کر سامنے آتے چلے جا رہے ہیں۔ دنیا میں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانات دکھانے کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ کرے کہ دنیا اس مامور کو پہچانے اور سچ کو کسی بھی آفت کے آنے سے پہلے قبول کرے اور اس کی نصائح سے فائدہ اٹھا کر ان آسمانی حملوں سے بچنے والی بن سکے۔ آمین

میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں

مجھے خدا تعالیٰ نے علم قرآن بخشا ہے اور حقائق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں

اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے

چاہئے کہ دن رات خدا کی حمدوثنا تمہارا کام ہو

ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

۞ ۔’’اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے۔یعنی جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں۔اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔ہمارے آنحضرت ﷺ مثیل موسیٰ بھی تھے۔مثیل عیسیٰ بھی۔موسیٰ جلالی رنگ میں آیا تھا.....مگر عیسیٰ جمالی رنگ میں آیا تھا۔اور فروتنی اس پر غالب تھی۔سو ہمارے نبی ﷺ نے اپنی مکی اور مدنی زندگی میں یہ دونوں نمونے جلال اور جمال کے ظاہر کر دیئے اور پھر چاہا کہ آپ کے بعد آپ کی فیض یافتہ جماعت بھی جو آپ کے روحانی وارث ہیں انہی دونوں نمونوں کو ظاہر کرے۔سو آپ نے محمدی یعنی جلالی نمونہ دکھلانے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا۔کیونکہ اس زمانہ میں اسلام کی مظلومیت کے لئے یہی علاج قرین مصلحت تھا۔پھر جب وہ زمانہ جاتا رہا اور کوئی شخص زمین پر ایسا نہ رہا کہ مذہب کے لئے اسلام پر جبر کرے اس لئے خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمدؐ کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا یعنی جمالی رنگ دکھلانا چاہا۔

سو اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے اور خدا نے تمہیں اس عیسیٰ احمد صفت کے لئے بطور اعضاء کے بنایا۔سو اب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حسن اور جمال دکھلاؤ۔چاہئے کہ تم میں خدا کی مخلوق کے لئے عام ہمدردی ہو اور کوئی چھل اور دھوکہ تمہاری طبیعت میں نہ ہو۔تم اسم احمد کے مظہر ہو۔سو چاہئے کہ دن رات خدا کی حمد وثنا تمہارا کام ہو اور خادمانہ حالت جو حامد ہونے لئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو۔‘‘(اربعین نمبر 4۔روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 447)

’’احمد تو اس کو کہتے ہیں کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا۔اور جو شخص کسی کی بہت تعریف کرتا ہے وہ اپنے لئے وہی خُلق پسند کرتا ہے جو اس میں ہیں اور چاہتا ہے وہ خُلق اس میں ہوں۔پس تم کیونکر سچے احمد یا حامد ٹھہر سکتے ہو جبکہ اس خُلق کو اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔حقیقت میں احمدی بن جاؤ۔‘‘

(اربعین نمبر 4۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 447)

’’سواے دوستو! آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو.....خدا اس نام میں برکت ڈالے۔خدا ایسا کرے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان اسی مبارک فرقہ

میں داخل ہو جائیں تا انسانی خونریزیوں کا زہر بکلّی ان کے دلوں سے نکل جائے اور وہ خدا کے ہو جائیں اور خدا انکا ہو جائے۔ اے قادر و کریم تو ایسا ہی کر۔'' (تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 527-528)

۞۔ ''خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی و عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریّت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 251)

۞۔ ''میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں۔ کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا۔ اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آئے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علت غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہو گا بعد اس کے کہ بہت دور ہو گیا تھا۔ سو میں انہی باتوں کا مجدد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔'' (کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 291)

۞۔ ''جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ..... اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب مَیں نے اُس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں۔ اور خدا سے قوت پا کر اُسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو صلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔'' (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 3)

۞۔ ''مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مَیں اپنے خدائے پاک کے یقینی اور قطعی مکالمہ سے مشرف ہوں اور قریباً ہر روز مشرف ہوتا ہوں اور وہ خدا جس کو یسوع مسیح کہتا ہے کہ تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ اُس نے مجھے نہیں چھوڑا۔ اور مسیحؑ کی طرح میرے پر بھی بہت حملے ہوئے مگر ہر ایک حملہ میں دشمن ناکام رہے۔ اور مجھے پھانسی دینے کے لئے منصوبہ کیا گیا مگر مَیں مسیح کی طرح صلیب پر نہیں چڑھا بلکہ ہر ایک بلا کے وقت میرے خدا نے مجھے بچایا اور میرے لئے اس نے بڑے بڑے معجزات دکھلائے اور بڑے بڑے قوی ہاتھ دکھلائے اور ہزار ہا نشانوں سے اس نے مجھ پر ثابت کر دیا کہ خدا وہی خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور

مَیں عیسیٰ مسیحؑ کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا۔ یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں مَیں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں۔ بلکہ ان سے زیادہ۔ اور یہ تمام شرف مجھے ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے۔ یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کے علامات آنحضرت ﷺ کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی ہم نے اس خدا کو اس کے نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اسی نبیؐ کی برکت سے کھولا گیا اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتے ہیں ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے اور ہم نے اس نبیؐ کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔ مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا۔ مگر مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰؑ سے بڑھ کر بھی ہوسکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمہارے اندر ہے۔ اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ تو ایسا کفر مُنہ پر نہ لاتے۔ خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسولؐ کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو۔ اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔''

(چشمہ مسیحی - روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 353-355)

۞ ''مَیں اُسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اُس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحٰقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیحؑ ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی ﷺ سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اُس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو۔ پس اِسی بنا پر مَیں اُمتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظلّ ہے اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں وہی نبوت محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی ہے۔''

(تجلیات الٰہیہ - روحانی خزائن جلد 20صفحہ 411-412)

''اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں یقین ہی ہے جو گناہ سے چھڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے۔ کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو۔ کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلی کے رُک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پا سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔''

(کشتی نوح ، روحانی خزائن جلد 19صفحہ 66)

ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

ہزار ہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اس نے میری محبت بھر دی

میں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

۞ ۔’’چونکہ یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اس لئے تم صداقت کے نشان ہر یک طرف سے پاؤ گے۔ وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔ یہ تم قرآن شریف سے معلوم کر چکے ہو کہ خلیفۃ اللہ کے نزول کے ساتھ فرشتوں کا نازل ہونا ضروری ہے تا دلوں کو حق کی طرف پھیریں سو تم اس نشان کے منتظر رہو۔ اگر فرشتوں کا نزول نہ ہوا اور اُن کے اُترنے کی نمایاں تاثیریں تم نے دنیا میں نہ دیکھیں اور حق کی طرف دلوں کی جنبش کو معمول سے زیادہ نہ پایا تو تم نے یہ سمجھنا کہ آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوا لیکن اگر یہ سب باتیں ظہور میں آ گئیں تو تم انکار سے باز آؤ تا تم خدا تعالیٰ کے نزدیک سرکش قوم نہ ٹھہرو۔‘‘ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 13-14 حاشیہ)

زبردست روحانی انقلاب

۞ ۔’’ہزار ہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے اور ہزار ہا لوگوں میں بعد بیعت میں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جب تک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے ہرگز ایسا صاف نہیں ہو سکتا اور میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزار ہا صادق اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فردان میں بجائے ایک ایک نشان کے ہے۔‘‘ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 249)

قدرت کا نشان عظیم الشان

۞ ۔’’’’ہزار ہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اس نے میری محبت بھر دی۔ بعض نے میرے لئے جان دے دی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دکھ دیئے گئے اور ستائے گئے اور ہزار ہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل محبت سے پُر ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بکلی دستبردار ہو جائیں یا اپنی جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ تیار ہیں جب میں اس درجہ کا صدق اور ارادت اکثر افراد اپنی جماعت میں پاتا ہوں تو بے اختیار مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اے میرے قادر خدا! درحقیقت ذرہ ذرہ پر تیرا تصرف ہے تو نے اس دلوں کو ایسے پُر آشوب زمانہ میں میری طرف کھینچا اور ان کو استقامت بخشی۔ یہ تیری قدرت کا نشان عظیم الشان ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی ، روحانی خزائن جلد 22ص239-240)

دربار خداوندی میں صادقوں کی آہ و بکا

۞ ۔’’میں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے..... میں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تضرع کرتے ہیں۔ ناپاک دل کے لوگ ان کو کافر کہتے ہیں اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں..... ہندوستان کے شہروں کی مخلص جماعتیں وہ نور اخلاص اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک بافراست آدمی ایک مجمع میں ان کے منہ دیکھے تو یقیناً سمجھ لے گا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسے اخلاص ان کے دل میں بھر دیئے۔ ان کے چہروں پر ان کی محبت کے نور چمک رہے ہیں وہ ایک پہلی جماعت ہے جس کو خدا صدق کا نمونہ دکھلانے کے لئے تیار کر رہا ہے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم - روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 315 حاشیہ)

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر

پاکیزہ منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کردیا دشمن کو اِک حملہ سے مغلوب اور خوار

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب و جوار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ مَیں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

مَیں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

اے فدا ہو تیری راہ میں میرا جسم و جان ودل
مَیں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا مَیں مثلِ طفلِ شیر خوار

نسلِ انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے
تیرے بن دیکھا نہیں کوئی بھی یارِ غمگسار

آسماں میرے لئے تونے بنایا اِک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

تونے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کیلئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار

جس کو چاہے تختِ شاہی پر بٹھا دیتا ہے تو
جس کو چاہے تخت سے نیچے گرادے کرکے خوار

ابتداء سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اِک عظمت سے عار

پر مجھے تونے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
مَیں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ وبار

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

اے مرے پیارے فدا ہو تجھ پہ ہر ذرّہ مرا
پھیر دے میری طرف اے ساربان جگ کی مہار

دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضعفِ دینِ مصطفیٰؐ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اِس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اَب سُن لے پکار

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہٗ زار و نزار

ہے سرِ رہ پر مرے وہ خود کھڑا مولیٰ کریم
پس نہ بیٹھو میری رہ میں اے شریرانِ دیار

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کرکے مجھ پہ وار

قوم کے لوگو! اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

وہ خدا اَب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

رنگِ تقویٰ سے کوئی رنگت نہیں ہے خوبتر
ہے یہی ایماں کا زیور ہے یہی دیں کا سنگار

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالِک ہزاروں دشتِ خار

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

ایک طوفاں ہے خدا کے قہر کا اب جوش پر
نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار

مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم - روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 127 تا 145)

آنحضرت ﷺ کی عظیم شان اور حضرت مسیح موعودؑ کی آپؐ سے عشق پر مشتمل ایمان فروز تحریرات

حضرت محمد ﷺ مخلوق میں بہترین، معززین میں برگزیدہ اور سرداروں میں منتخب وجود ہیں

سب نبیوں سے افضل وہ نبی ﷺ ہے جو دنیا کا مربی اعظم ہے جس کے ہاتھ سے فساد اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا

(خلاصہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ یکم فروری 2013ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم فروری 2013ء کو مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے اس خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات پیش فرمائیں جن میں آنحضرت ﷺ کی شان، بلند مقام و مرتبہ اور حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے آقا و مطاع سے عشق و محبت اور غیرت کا اظہار اور اس کے نمونے ملتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ، آنحضرت ﷺ کی سب نبیوں پر فضلیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ﷺ ہے جو دنیا کا مربی اعظم ہے جس کے ہاتھ سے فساد اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا، جس نے توحید کو پھر زمین پر قائم کیا اور سچا سامان نجات کا عطا فرمایا۔ جو نبی سب نبیوں سے افضل ٹھہرتا ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ تمام ان اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسا کامل کو دیا گیا وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا، صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ، سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت ﷺ کے بعض اقتداری معجزات کے ضمن میں بدر کی آندھی اور معجزہ شق القمر کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالے میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی میں داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار میں موجود تھا اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا۔ ایسے ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ہزاروں درود اور سلام اور برکتیں اور رحمتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا ہمیں نشان دیتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ کا شرف محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا۔ ہزاروں درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل و اصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا۔ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلاء سے چھڑایا اور جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا ایک مومن کے لئے لازمی امر ہے جس کے بغیر محبت کے معیار پورے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کوئی دعا قبولیت کا درجہ حاصل کر سکتی ہے جس میں درود شامل نہ ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ درود شریف اس غرض سے پڑھنا چاہئے کہ تا خداوند کریم اپنی برکات اپنے نبی کریمؐ پر نازل کرے اور اس کو تمام عالم کے لئے چشمہ برکتوں کا بنادے اور اس کی بزرگی اور شان و شوکت اس عالم اور اُس عالم میں ظاہر کرے۔ حضور انور نے درود شریف کے پڑھنے کے طریق، اس کی اہمیت و برکات پر مشتمل حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات پیش فرمائے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کے چند عربی اشعار بیان فرمائے۔ جن میں آپ فرماتے ہیں کہ بے شک محمدؐ مخلوق میں سے بہترین ہیں اور معززین میں سے برگزیدہ اور سرداروں میں سے منتخب وجود ہیں۔ بے شک محمدؐ خدا کے نائب کے طور پر ہیں اور آپ ہی کے وسیلے سے دربار شاہی میں رسائی ہو سکتی ہے۔ حضور انور نے درود شریف پڑھنے اور آنحضرتؐ کے ماننے والوں کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 06/فروری 2013ء صفحہ اوّل)

23/مارچ کو جماعت کے آغاز کے حوالے سے شرائط بیعت کی تشریح اور احباب جماعت کو زریں نصائح

قرآن ورسولؐ کی پیروی سے فضل و برکات کے دروازے کھلتے ہیں

جماعت احمدیہ نے قیام واستحکام پاکستان میں عظیم الشان کردار ادا کیا جس کا مخالفین کو بھی اعتراف ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 23/مارچ 2012ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23/مارچ 2012ء کو مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔اس خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23/مارچ کو جماعت احمدیہ کی ابتداء ہونے کے حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ کی شائع فرمودہ دس شرائط بیعت کی حضرت مسیح موعودؑ کے ہی بعض اقتباسات کے حوالے سے تشریح فرمائی اور اسی کی روشنی میں زریں نصائح فرمائیں۔یہ خطبہ جمعہ حسب معمول ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ براہ راست نشر کیا گیا اور دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے کروڑوں احمدیوں نے ان نصائح سے استفادہ کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے تعلیمات کی روشنی میں جو ہدایات فرمائیں وہ یہ تھیں۔بتوں کی پرستش اور جھوٹ سے پرہیز کرو۔سراسر سچ بولو۔سچی گواہی دو اور عدالت وانصاف کی بات کرو۔سچے مرد اور سچی عورتیں ہی بڑے بڑے رتبے پائیں گی۔زنا، بدنظری سے بچو بلکہ ایسی تقاریب سے بھی پرہیز کرو جو اس کے قریب لے جائیں کہ یہ خدا کی رضا میں روک بنتی ہیں۔پردہ کا حکم مردوں اور عورتوں دونوں کو ہے۔نیک چال چلن بناؤ کہ دنیا کیلئے نمونہ ٹھہرو۔صبر، برداشت اور تحمل سے کام لو۔فساد، خیانت، بغاوت کی راہوں سے بچو۔نمازوں کو ادا کرو۔رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو۔نماز تہجد بھی ادا کرو۔استغفار پر مداومت اختیار کرو۔سچ مچ تقویٰ پر قدم مارو۔روزہ رکھو۔زکوٰۃ ادا کرو۔یاد رکھو کہ نماز سے آسمان انسان پر جھک پڑتا ہے اور تقویٰ ہر نیکی کی جڑ ہے اگر یہ جڑ ضائع ہوگئی تو عمل ضائع ہو جائے گا۔

حضور انور نے فرمایا: استغفار گناہ سے بچاتا ہے اور گناہگار کو اس گناہ کے بدنتائج اور عذاب الٰہی سے بچاتا ہے۔کیونکہ نور کے آنے کے بعد ظلمت باقی نہیں رہتی۔عام خلق اللہ سے عفو کا سلوک کرو۔انسان کو چاہئے کہ شوخ نہ ہو۔بدسلوکی نہ کرے بُغض اور نفرت نہ کرے بلکہ نرمی محبت اور مناسب حال نیکی سے کام لے اور خدا کے عذاب سے ڈرے۔لوگ حکومتوں کے قوانین اور سزاؤں سے تو ڈرتے ہیں مگر خدا کے قانون کی پرواہ نہیں کرتے۔عادات کو شائستہ کریں۔انکساری اختیار کریں اور صدقات دیں۔دعا، توبہ، استغفار اور صدقہ سے خدا کا فضل شامل حال ہو جاتا ہے۔جو خدا کی رضا کیلئے اپنی جان کو بیچ دیتا ہے وہ خدا کی رحمت خاص کا مورد بن جاتا ہے۔خالص خدا کے ہو جاؤ اور خدا کی خاطر اپنے نفس کو چکنا چور کر دو۔بدرسوم اور بدعات کو چھوڑ دو اور صرف خدا کی راہ کو اختیار کرو۔کیونکہ قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی کامل پیروی سے فضل و برکات کے دروازے کھلتے ہیں۔نیز تکبر ونخوت کو چھوڑ دو۔کسی پہلو سے بھی تکبر، ریا، کسل اور خود پسندی قبول کے لائق نہیں اور عہد بیعت میں اس طرح پکا ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے ہر ایک عزیز سے عزیز تر سمجھنے لگ جاؤ۔دین اسلام کا زندہ ہونا ایک فدیہ مانگتا ہے اور وہ اسی کی رہ میں مرنا ہے۔اسی طرح عام خلق اللہ اور بنی نوع انسان سے ہمدردی، محبت اور پیار کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس دنیا میں حضرت مسیح موعودؑ نے جو تعلیم دی ہے اس کی پیروی سے ہی دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات پائیں گے۔جو اس طرف آتا ہے وہ اس شخص کی طرح محفوظ ہے جو سخت طوفان میں جہاز میں بیٹھا ہو۔وہ حصن حصین میں ہے اور چوروں قزاقوں سے محفوظ ہے۔یہی توقع حضرت مسیح موعودؑ کو ہم سے ہے کہ ہم اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والے ہوں۔

آخر میں حضور انور نے 23/مارچ یوم پاکستان کے حوالے سے اخبارات ورسائل اور کتب سے بعض غیر از جماعت کے ایسے حوالے پیش کئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ نے پاکستان کے بنانے میں بہت بڑا کردار ادا کیا۔نیز جماعت احمدیہ کی خدمات کا تذکرہ ہے۔ان تاریخی باتوں کے مختصر ذکر کے بعد حضور انور نے تحریک فرمائی کہ احباب پاکستان کی سالمیت اور ترقی کے لئے دعا کریں کہ خدا اس ملک کو اس تباہی سے بچالے جس کی طرف یہ دوڑا چلا جا رہا ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 27/مارچ 2012ء صفحہ اوّل)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وسعت حوصلہ اور رواداری

مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی

اللہ تعالیٰ کے مامورین صفاتِ باری تعالیٰ کے مظہر ہوتے ہیں اور اس کی معرفت اور فیضان سے حصہ لے کر مخلوقِ خدا کے لئے موجبِ رحمت قرار پاتے ہیں۔ اُن کے فیوض اور برکات کا سرچشمہ ذاتِ باری تعالیٰ ہوتی ہے اور وہ ہر ایک فیض کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی منسوب کرتے ہیں۔ پھر ان مامورین کی سچی اتباع کرنے والے اِن پاک وجودوں کے قرب اور صحبت سے متمتع ہو کر اُنہی پاکیزہ صفات کے حامل بن جاتے ہیں اور یہی بات اُن مامورین کی بعثت کی علّتِ غائی ہوتی ہے۔

سیرت سے مراد کسی شخص کے اخلاق وعادات کا تذکرہ ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت اور اخلاق وہی تھے جو تخلّقوا باخلاق اللہ کا منشا ہے۔ آپ کی پوری زندگی اپنے آقا ومُطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع میں گزری اور آپ کے اخلاق آپ کے آقا ومولا کے اخلاق کا عکس اور جلوہ تھا جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں گواہی دیتے ہوئے فرماتا ہے: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (سورۃ القلم آیت 5) تو یقیناً نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرتِ طیبہ کے بے شمار پہلوؤں میں سے اس مضمون میں آپ علیہ السلام کے وسعتِ حوصلہ اور رواداری کے پہلو کو پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے ارشادات اور آپ کے صحابہ روایات میں سے آپ کی زندگی کی کچھ حسین یادوں کا انتخاب کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی کے واقعات بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تا سننے والے یہ اندازہ کر سکیں کہ جس مقدّس انسان کے ہاتھ میں اُنہوں نے ایمان جیسی گرامی قدر امانت سپرد کی ہے وہ کس طرح ہمارے لئے مشعلِ راہ بنا اور اس کے ذاتی اعمال کس شان اور عظمت کے حامل تھے۔ اِس تذکرے کا یہ بھی مقصد ہے کہ تا افرادِ جماعت کو اپنی روحانی اور اخلاقی تربیت کی طرف توجہ پیدا ہو سکے اور وہ اسلام احمدیت کے اصل مقصد کو حاصل کرنے کی طرف اور تیزی سے قدم بڑھائیں۔ اِسی طرح یہ تذکرہ ان لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کا موجب بھی بن سکتا ہے جو منفی پروپیگنڈے کا شکار ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلق، حلم وحوصلہ اور رواداری کی شان بہت بڑھ جاتی ہے جب ہم اُن حالات پر غور کرتے ہیں جو حضور علیہ السلام کو پیش آئے۔ آپ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ومرسل ہونے کا دعویٰ کیا تو آپکی زندگی میں ایسے بے شمار مواقع آئے کہ مقابلہ میں باوجودیکہ آپ کو بے حد اشتعال دلایا گیا لیکن آپ نے ضبط اور برداشت کی قوتوں کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اس کے علاوہ آپ کی روزمرّہ زندگی میں ایسے بہت سے حالات پیش آجاتے تھے کہ جن میں کوئی شخص بھی صبر اور حوصلہ سے کام نہیں لے سکتا اور جوش اور غضب میں آکر ناگفتنی اور ناکردنی باتیں کر گزرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے مختلف حصوں اور حالتوں پر نظر کریں اور واقعات کا گہری نظر کے ساتھ مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ آپ مجسّم نفسِ مطمئنہ ہیں۔

ایک واقعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ یُوں تحریر فرماتے ہیں: آپ (یعنی حضرت اقدس) دینی سائل کو خواہ کیسی ہی بیباکی سے بات چیت کرے اور گفتگو بھی آپ کے دعوے کے متعلق ہو بڑی نرمی سے جواب دیتے اور تحمل سے کوشش کرتے ہیں کہ آپ کا مطلب سمجھ جائے۔ ایک روز ایک ہندوستانی جس کو اپنے علم پر بڑا ناز تھا اور اپنے تئیں جہاں گرد اور سرد گرم زمانہ سے دیدہ وچشیدہ ظاہر کرتا تھا۔ ہماری مسجد میں آیا اور حضرت سے آپ کے دعوے کی نسبت بڑی گستاخی

سے باب کلام وا کیا۔اور تھوڑی ہی گفتگو کے بعد کئی دفعہ کہا آپ اپنے دعویٰ میں کاذب ہیں اور میں نے ایسے مکار بہت سے دیکھے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) اور میں تو ایسے کئی بغل میں دبائے پھرتا ہوں۔غرض ایسے ہی بیبا کانہ الفاظ کہے مگر آپ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ بڑے سکون سے سنا کئے۔اور پھر بڑی نرمی سے اپنی نوبت پر کلام شروع کیا..... بسا اوقات بعض سامعین اس دلخراش لغو کلام سے گھبرا کر اٹھ گئے ہیں۔اور آپس میں نفرین کے طور پر کانا پھوسی کی ہے۔اور مجلس کے برخاست ہونے کے بعد تو ہر ایک نے اپنے اپنے حوصلے اور ارمان بھی نکالے مگر مظہر خدا کی حلیم اور شاکر ذات نے کبھی کو ئی بھی ایسا اشارہ کنایہ نہیں کیا۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از مولانا عبدالکریم سیالکوٹیؓ صفحہ 49-50)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ حضور کا حوصلہ اور عفو و درگزر صرف قصور معاف کرنے تک محدود نہ ہوتا تھا بلکہ اس سے بہت آگے نہایت درجہ گندہ دہن اور گالیاں دینے والے کو معاف کر دینے کے بعد آپ اس کے ساتھ غیر معمولی حسنِ سلوک کرتے ہیں اور اُس سلوک کو دوسروں سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔ایک دفعہ ایک مولوی قادیان آیا اور حضور سے بحث کرنے لگا۔پھر حضور نے اسے جواب دینا شروع کیا تو وہ خاموش ہو گیا۔وفات حیات عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو تھی اور ابتدائی زمانہ کا یہ واقعہ ہے۔آپ نے جب اس کو سمجھایا اور خاموش رہا تو آپ نے اس سے دریافت کہ آپ سمجھ گئے ہیں؟ تو اس نے کہا ''جی میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ دجال ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)۔چونکہ دجال کی صفت میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ بحث میں دوسروں (کا منہ) بند کر دیا کرے گا''۔آپ نے پھر کچھ نہیں فرمایا اور وہ (کچھ دیر کے بعد) چلا گیا۔امرتسر جا کر اس نے ایک اشتہار چھپوایا اور اس میں یہ واقعہ بیان کیا کہ مَیں نے یہ الفاظ کہے لیکن باوجود اس کے جب آپ اندر تشریف لے گئے تو میں نے ایک رقعہ بھیجا کہ میں ضرورت مند ہوں۔کچھ سلوک میرے ساتھ کرنا چاہئے۔آپ نے فوراً پندرہ روپے بھیج دئے۔'' پھر وہ لکھتا ہے کہ آپ سخی بہت ہیں اور آپ کے مونہہ پر بھی سخت لفظ کہا جائے تو آپ رنج نہیں کرتے۔راوی لکھتے ہیں کہ ''آپ نے خود اس آخری امر کا کسی سے ذکر نہیں کیا تھا لیکن اشتہار سے اس پندرہ روپے دینے کا پتہ چلا''۔

(اصحابِ احمد جلد چہارم اشاعت مئی 2007ء صفحہ 144-145)

ایک دفعہ حضرت اقدس بڑی مسجد میں تقریر فرما رہے تھے اور جلسہ کی وجہ سے جماعت کثیر تعداد میں جمع تھی کہ اتنے میں ایک آریہ مسجد میں گھس آیا اور سامنے کھڑا ہو کر حضرت صاحب کو اور آپ کی جماعت کو سخت گندی اور فحش گالیاں دینے لگا۔اور ایسا شروع ہوا کہ چپ ہونے میں ہی نہ آتا تھا۔مگر حضرت اقدس خاموشی کے ساتھ سُنتے رہے۔اتنے بڑے مجمع میں ہر قسم کی طبائع کے لوگ ہوتے ہیں۔بعض لوگوں کو اُس وقت اس قدر جوش تھا کہ حضرت صاحب کی اجازت ہوتی تو اسکی وہیں تکّا بوٹی کر دیتے۔مگر آپ کے خوف سے سب خاموش رہے۔آخر جب اس کی فحش زبانی حد سے گزر گئی اور اُسے بار بار نرمی سے سمجھانے کے باوجود وہ اپنی اس گندہ دہنی اور دشنام دہی سے باز نہ آیا۔تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ اسے نرمی سے پکڑ کر مسجد سے باہر کر دیں مگر اسے کچھ نہ کہیں۔اور اگر یہ نہ جائے تو پولیس کے سپاہی حاکم علی کے سپرد کر دیں۔

حضرت امام آخرالزمان کے وسعتِ حوصلہ کا پہلو ان واقعات سے بھی نمایاں ہوتا ہے کہ مخالفین آپ کے خلاف مختلف مقدمات عدالتوں میں کرتے رہتے تھے۔نقصان مال کے علاوہ دل و دماغ پر بہت کوفت پڑ رہی ہے۔برابر خبریں مل رہی ہیں کہ حکام آپکو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔آپ کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور منصوبہ بازیاں ہو رہی ہیں۔آپ کے خلاف گورنمنٹ میں مخبریاں ہو رہی ہیں۔لیکن ان تمام مصائب اور ہلا چلی میں آپ کے شگفتہ چہرہ اور خندہ جبینی پر بل تک نہیں پڑتا۔وہی ہشاش بشاش چہرہ۔لبوں پر مسکراہٹ۔ہنستے ہوئے آنا اور روتے ہوؤں کو ہنسا کر چلے جانا۔آپ کی تصنیف وتالیف۔وعظ ونصائح۔نماز اور دعا۔دوستوں سے ملاقات اور خط وکتابت، مہمانداری اور تواضع غرضیکہ کسی چیز میں بھی تو فرق نہیں پڑتا۔جب دیکھو اللہ تعالیٰ کی توحید اور معرفت ومحبت پر تقریر ہو رہی ہے۔بات بات میں زبان اُس کی حمد وتسبیح سے رطب اللّسان ہو رہی ہے۔سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی طمانیتِ قلبی ہے کہ جس میں دنیا کی کوئی آفت بھی خلل انداز نہیں ہو سکتی۔خواجہ کمال الدین صاحب روتے ہوئے آتے کہ حضرت مقدمہ میں بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔آپ ہنستے ہوئے فرماتے: خواجہ صاحب! کوئی خانہ خدا کیلئے بھی خالی چھوڑو۔اگر بچنے کی کوئی قانونی صورت موجود ہو تو خدا کی خدائی کہاں سے نظر آئے گی۔لوگ سمجھیں گے کہ مرید قانون دان تھے مقدمہ فتح ہو گیا۔

قادیان کے بعض آریہ سماجی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت مخالف تھے اور آپ کے خلاف ناپاک پروپیگنڈے میں حصہ لیتے رہتے تھے۔مگر جب بھی انہیں کوئی تکلیف پیش آتی یا کوئی بیماری لاحق ہوتی تو اپنی کارروائیوں کو بھول کر آپ کے پاس دوڑے آتے اور آپ ہمیشہ ان کے ساتھ نہایت درجہ ہمدردانہ اور محسنانہ سلوک کرتے اور انکی امداد میں دلی خوشی پاتے۔چنانچہ ایک صاحب قادیان میں لالہ بڈھامل ہوتے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت مخالف تھے۔جب قادیان میں منارۃ المسیح بننے لگا تو ان لوگوں نے حکام سے شکایت کی۔اس پر ایک مقامی افسر یہاں آیا اور اس کی معیت میں لالہ بڈھامل اور بعض دوسرے مقامی ہندو اور غیر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے گفتگو کے دوران آپ نے اس افسر سے فرمایا کہ اب یہ لالہ بڈھامل صاحب ہیں۔آپ ان سے پوچھیں کہ کبھی کوئی موقعہ ایسا آیا ہے کہ جب یہ مجھ کو کوئی نقصان پہنچا سکتے ہوں اور انہوں نے اس موقعہ کو خالی جانے دیا ہو۔اور پھر انہیں سے پوچھئے کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ انہیں فائدہ پہنچانے کا کوئی موقع مجھے ملا ہو اور میں نے اس سے دریغ کیا ہو؟ حضرت مسیح موعود کی اس گفتگو کے وقت لالہ بڈھا مل اپنا سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے اور آپ کے جواب میں ایک لفظ تک مونہہ پر نہ لا سکتے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سنایا کرتے تھے کہ ’’جب مَیں نیا نیا قادیان آیا تو نیچریت دل و دماغ پر مسلّط تھی۔میں گول کمرہ میں رہتا تھا اور حضرت اقدس علیہ السلام کی تصنیف آئینہء کمالاتِ اسلام چھپ رہی تھی۔حضرت اقدس اور میری روزانہ بحث ہوتی تھی۔میں ہر بات کو نیچریت میں ڈھالتا تھا اور حضرت اقدس اس کے خلاف تھے۔اور بعض دفعہ بحث کے درمیان میں مجھے جوش آ جاتا اور میری آواز بلند ہو جاتی اور شور مچ جاتا۔لیکن حضرت اقدس نہایت دھیمے پن اور نرمی سے فرماتے کہ ’’مولوی صاحب! کوئی مضائقہ نہیں۔جلدی نہیں۔رفتہ رفتہ آپ کو سب کچھ سمجھ آ جائے گا‘‘۔اور ایسا ہی ہوا کہ رفتہ رفتہ سب کچھ سمجھ آ گیا۔اور نیچریت بالکل دل و دماغ سے نکل گئی۔اور اب وہ وقت یاد کر کے سخت ندامت ہوتی ہے کہ میں کس قدر گستاخی سے حضرت اقدس سے کلام کرتا تھا۔بہت استغفار کرتا ہوں۔اللہ تعالےٰ معاف فرماوے‘‘۔لیکن حضرت نے ذرا بھی برا نہیں منایا کہ تم میرے مرید ہو کر مجھ سے اختلاف کرتے ہو۔بحث کرتے ہو جھگڑتے ہو۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اپنی کتاب سیرت مسیح موعود میں تحریر فرماتے ہیں: محمود چار ایک برس کا تھا۔حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔میاں محمود دیا سلائی لے کر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے۔پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسوّدات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مصروف ہیں اور سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسوّدے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔حضرت کو سیاق عبارت کے ملانے کے لئے کسی گذشتہ کاغذ کو دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔اس سے پوچھتے ہیں خاموش اس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے آخر ایک بچہ بول اٹھا۔میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے۔عورتیں، بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدنداں۔اب کیا ہوگا.....مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں ’’خوب ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی۔اور اب خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صفحہ 23-24)

اس واقعہ کا اثر دل پر ہوتا ہے لیکن دنیا میں ایسے بھی نکتہ چین حضرات ہیں جو اس واقعہ کو سن کر بھی یہ کہہ اٹھیں گے کہ یہ کون سی بڑی بات ہے۔ٹھیک ہے ایک مصنف کے لئے یہ بڑی تکلیف دہ صورت حال تھی لیکن یہ بھی تو دیکھیں کہ قصور کس کا تھا مسوّدے جلائے کس نے تھے۔اپنے بیٹے نے اور اس بیٹے نے جو دو بچوں کے فوت ہونے کے بعد پیدا ہوا اور زندہ رہا تھا۔باپ کی محبت کب اجازت دیتی ہے کہ ایسی حالت میں بچے کو ڈانٹا جائے! مگر خدا کی قدرت کے رنگ نرالے ہیں۔اسی قسم کا ایک اور واقعہ بھی حضورؑ کی زندگی میں پیش آتا ہے۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اُس زمانے میں (قادیان میں) بجلی نہیں ہوتی تھی اور روشنی کے لئے لالٹین لیمپ اور موم بتیاں استعمال کی جاتی تھیں۔حضور علیہ السلام لکھنے پڑھنے کا کام موم بتی کی روشنی میں کیا کرتے تھے۔حضور کے ایک نجی ملازم محمد اکبر خان سنوری صاحبؓ تھے ان کی بیٹی نے جس کی عمر ابھی چھوٹی تھی۔حضور کے کمرے میں موم بتی جلا کر رکھی اور شائد موم بتی پوری احتیاط سے نہیں رکھی گئی تھی کہ وہ گر پڑی اور حضور کے مسوّدات میں آگ لگ گئی اور آگ نے اتنا زور پکڑا کہ مسوّدات کے ساتھ کچھ اور چیزیں بھی جل گئیں۔محمد اکبر خان صاحب بیان کرتے تھے کہ جب پتہ چلا کہ میری بیٹی سے حضور کے مسودات جل گئے ہیں تو

میں اور میری بیوی سخت پریشان ہوئے کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ان مسوّدات کو بہت احتیاط کے ساتھ رکھا کرتے تھے اور ہمیں بڑی فکر ہوئی اور ہم بہت خوف زدہ تھے کہ نہ جانے اب حضور کی طرف سے کیسی ڈانٹ پڑتی ہے اور کیسی سزا ملتی ہے۔ لیکن ہم حیران ہو گئے کہ جب یہ بات حضور کے علم میں آئی تو حضور نے بچی کو یا ہمیں کچھ بھی نہ کہا۔ کہا تو صرف یہ کہ ''خدا کا بہت ہی شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس سے زیادہ نقصان نہیں ہو گیا''۔

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 103-104)

بچی تو چھوٹی تھی اور بچپن کی وجہ سے بچے کو کچھ رعایت دینا ہی پڑتی ہے لیکن محمد اکبر خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضور مسجد مبارک کی چھت سے اپنے گھر جانے کے لئے لکڑی کی سیڑھی سے اترنے لگے میں لالٹین اٹھا کر حضور کو راستہ دکھانے لگا۔ لالٹین میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی لکڑی کی سیڑھی پر مٹی کا تیل گرا اور اوپر سے نیچے تک ساری سیڑھی کو آگ لگ گئی۔ مسجد میں جو لوگ کھڑے تھے وہ کچھ بولنے بھی لگ گئے مگر حضور نے یہ کہہ کر انہیں بھی خاموش کروا دیا کہ ''خیر ایسے واقعات ہو ہی جاتے ہیں مکان بچ گیا''۔ اکبر خان صاحب کہتے ہیں کہ اس ایک فقرہ کے علاوہ حضور نے اس واقعہ کے بارہ میں کچھ نہیں فرمایا اور نہ مجھے کوئی ڈانٹ ڈپٹ کی اور مجھے دوسروں کی لعن طعن سے بھی بچا لیا۔ (سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 104-105)

حافظ حامد علی صاحب حضرت کے پرانے خدام میں سے تھے اور حضور کے ذاتی ملازم تھے۔ ایک بار حضور نے کچھ ضروری خطوط حضرت حافظ صاحب کو دیئے کہ ڈاک میں ڈال آئیں۔ یہ خطوط بہت ضروری تھے اور ان میں سے بعض بذریعہ رجسٹری بھجوانے تھے اور ان کے جواب کا حضور کو انتظار بھی تھا۔ ایک ہفتہ گزر گیا مگر کسی خط کا جواب نہ آیا۔ ایک روز میاں محمود جو ابھی بچہ تھے کچھ خطوط لئے دوڑتے ہوئے حضور کے پاس آئے کہ ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے یہ خط نکالے ہیں۔ حضور نے دیکھا وہی خطوط تھے جن میں سے بعض کے جواب کا انتظار تھا۔ حافظ صاحب کو بلوایا اور فرمانے لگے! تمہیں نسیان بہت ہو گیا ہے ذرا فکر سے کام کیا کرو۔'' (سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ ۱۰۹) (سیرت حضرت مسیح موعودؑ از مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صفحہ 60-61)

خطوط کے متعلق یہ بات مدِّنظر رہنی چاہئے کہ یہ خطوط صرف ذاتی اور نجی نوعیت کے نہیں ہوتے تھے۔ جس کسی نے مکتوبات احمد کی سات جلدوں کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ ان خطوط میں ہر قسم کے خطوط ہوتے تھے۔ (خلافت خامسہ میں یہ خطوط تین جلدوں میں شائع ہوئے) مریدوں کی طرف سے آنے والے دعائیہ خطوط کے جواب بھی جن میں بسا اوقات حضور کو ہونے والے الہام بھی درج ہوتے تھے۔ پھر سوال کرنے والوں کے خطوط کے جواب جن میں علم و معرفت کے بڑے قیمتی نکات بیان ہوتے تھے۔ پھر مخالفین کے نام اپنے دعوے کے حق میں دلائل پر مشتمل خطوط بھی، غیر مسلموں کے نام اسلام کی تعلیم کی صداقت اور حقانیت ثابت کرنے والے خطوط بھی ہوتے تھے۔ ان میں مناظرہ اور مباہلہ کے چیلنج بھی ہوتے تھے اور سالکوں کے لئے راہِ سلوک کی منازل کی نشان دہی بھی ہوتی تھی۔

حضور علیہ السلام کے وسعتِ حوصلہ کا ایک واقعہ حضرت مولوی فضل الٰہی صاحبؓ نے حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحبؓ امرتسری کی روایات سے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ غالباً 1893ء کی بات ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دہلی سے واپسی پر امرتسر میں قیام فرمایا۔ ایک روز جب بہت سے غیر از جماعت شرفاء بھی مجلس میں حاضر تھے۔ ایک سقہ یعنی ماشکی جو غزنی اصحاب کا مرید تھا مجلس میں آ گیا اور حضور کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ تم نے دین کو برباد کر دیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اس نے حد درجہ گستاخی سے کام لیا اور بہت یاوہ گوئی کی۔ ان بیہودہ باتوں کو سن کر ان غیر از جماعت لوگوں نے بھی بہت برا منایا اور چاہا کہ اس شخص کو دبائیں اور روکیں لیکن حضور نے ان کو منع کر دیا اور فرمایا اسے چھوڑ دو۔ مولویوں نے اسے بہکایا ہے۔ اس کا قصور نہیں ہے۔

13/فروری 1903ء کی بات ہے ایک صاحب لکھنؤ سے آئے ڈاکٹر تھے انہوں نے بیان کیا کہ ان کے دوستوں نے انہیں تحقیق کے لئے بھجوایا ہے۔ انہوں نے سوال و جواب کا سلسلہ شروع کیا ان کے بیان میں شوخی، بدزبانی اور استہزاء تھا مگر حضور نے کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ نہایت اطمینان سے ان کے سوالوں کا جواب دیتے رہے۔ دورانِ گفتگو ان ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ سے زیادہ فصیح عربی کوئی نہیں لکھ سکتا جب کہ حالت یہ ہے کہ آپ قاف تو صحیح طریق سے کہہ نہیں سکتے۔ عرفانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں اس مجلس میں موجود تھا۔ اس کی باتیں نہایت گستاخانہ اور بے ہودہ تھیں جو ہم برداشت نہ کر سکتے تھے مگر

حضور کی وجہ سے مجبوراً ضبط کئے بیٹھے تھے۔اس بیہودہ سوال پر حضور نے صرف اتنا جواب دیا میں پنجابی ہوں اس لئے میرا لہجہ لکھنوی نہیں ہوسکتا۔نیز فرمایا حضرت موسےٰ علیہ السلام پر بھی یہ اعتراض ہوا تھا لایَکَادُ یُبِیْنا وراحادیث میں مہدی کے بارے میں آیا ہے کہ اس کی زبان میں لکنت ہوگی۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ سوال حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کو بہت ناگوار گزرا۔وہ اس سوءادبی کو برداشت نہ کر سکے اور کہا یہ حضرت اقدس کا ہی حوصلہ ہے اس پر ڈاکٹر صاحب طیش میں آ گئے اور کہنے لگے میں اعتقاد نہیں رکھتا اور یہ کہ استہزاء اور گالیاں سننا انبیاء کا ورثہ ہے۔حضور نے اس کے جواب میں فرمایا ہم ناراض نہیں ہوتے یہاں تو خاکساری ہے۔پھر احبابِ جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا۔''اگر کوئی مہمان آوے اور سبّ وشتم تک نوبت پہنچ جاوے تو اس کو گوارا کرنا چاہئے کیونکہ وہ مریدوں میں تو داخل نہیں ہے۔ہمارا کیا حق ہے کہ اس سے وہ ادب اور ارادت چاہیں جو مریدوں سے چاہتے ہیں۔یہ بھی ہم ان کا احسان سمجھتے ہیں کہ نرمی سے بات کریں۔'' یہ ڈاکٹر صاحب کئی روز تک قادیان میں مقیم رہے اور روزانہ صبح شام کی مجالس میں اور سیر میں حضور سے سوال جواب کرتے رہے اور حضور کی نرمی، حلیمی اور حسنِ اخلاق سے اس قدر متاثر ہوئے کہ جانے سے قبل انہوں نے حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی ۔نیز کہا کہ ''میں برا ارادہ کر کے آیا تھا کہ میں آپ سے استہزاء کروں اور گستاخی کروں مگر خدا نے میرے ارادہ کو رد کر دیا میں اب اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو فیصلہ (فتاوٰی کفر کی طرف اشارہ ہے) آپ کے خلاف دیا گیا ہے وہ بالکل غلط ہے''۔(سیرت مسیح موعود مصنفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 451 تا 453)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلاتمیز ہر ایک سے نیکی کرو.....مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں آئے دن یہ دیکھتا اور یہ سنتا ہوں کہ کسی سے یہ سرزد ہوا اور کسی سے وہ۔میری طبیعت ان باتوں سے خوش نہیں ہوتی میں جماعت کو بھی اس بچہ کی طرح پاتا ہوں جو دو قدم اٹھاتا ہے اور چار قدم گرتا ہے۔لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ اس جماعت کو کامل کر دے گا۔اس لئے تم بھی کوشش، تدبیر، مجاہدہ اور دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کچھ بنتا ہی نہیں۔جب اس کا فضل ہوتا ہے تو ساری راہیں کھول دیتا ہے۔''(الحکم مورخہ 24/جنوری 1905 صفحہ 2 تا 4)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاقِ کریمانہ کا یہ ذکر بہت لمبا ہے جس کے بیان کے لئے دفتر درکار ہیں اور لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم کے مطابق دل تو یہی چاہتا ہے کہ اسے انسان بیان کرتا ہی چلا جائے۔حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ اخلاق ہیں جنہیں اختیار کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ السلام کے ہاتھوں اس جماعت کا قیام فرمایا تھا اور یہی وجہ ہے کے حضور نے اپنی تصنیف کشتی نوح میں اس سلسلہ میں ہمیں بیش قیمت نصائح فرمائی ہیں۔اگر ہم اِن نصائح پر عمل کریں گے اور وسعتِ حوصلہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے قصورواروں کے قصوروں کو معاف کریں گے اور اپنے پر ظلم کرنے والوں کے ظلم کا جواب احسان کے ساتھ دیں گے تب ہی ہم اس امن اور امان اور طمانیت اور اطمینان اور عافیت اور سلامتی اور خیر اور بھلائی کے حقدار قرار پائیں گے جس کا وعدہ حضور نے اپنے اس شعر میں فرمایا ہے:۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

اللہ کرے کہ ہم جو خود کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام میں شامل کرتے ہیں اور خود کو حضور کا غلام اور حضور کا جاں نثار کہتے ہیں اور حضور سے محبت اور پیار اور عشق اور وفا کا تعلق رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں حضور کی بیان فرمودہ تمام نصائح پر عمل کرنے والے ہوں۔ہم اپنے قصورواروں کے قصور معاف کرنے والے اور اپنے پر ظلم کرنے والوں پر احسان کرنے والے اور دکھ دینے والوں کو آرام پہنچانے والے اور گالیاں سن کر دعا دینے والے بنیں۔خدا کرے کہ ہم وسعتِ حوصلہ سے مخلوقِ خدا کے ساتھ بلاتمیز مذہب وملت نیکی کرنے والے اور رواداری کا سلوک کرنے والے ہوں تا حضور کا وعدہ ہمارے حق میں پورا ہو اور ہم اِس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی حضور کے قائم کردہ حصار میں داخل ہوں۔اللہ ہم پر رحم فرمائے، ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمیں اس کی ہمت اور طاقت اور قوت اور توفیق عطا فرمائے۔آمین!

عہد شکنی نہ کرو اہلِ وَفا ہو جاؤ

پاکیزہ منظوم کلام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عہد شِکنی نہ کرو اہلِ وَفا ہو جاؤ
اہلِ شیطاں نہ بنو اہلِ خدا ہو جاؤ

گِرتے پڑتے درِ مولیٰ پہ رسا ہو جاؤ
اور پروانے کی مانند فِدا ہو جاؤ

جو ہیں خالق سے خفا اُن سے خفا ہو جاؤ
جو ہیں اِس دَر سے جُدا اُن سے جدا ہو جاؤ

حق کے پیاسوں کے لیے آبِ بقا ہو جاؤ
خشک کھیتوں کے لیے کالی گھٹا ہو جاؤ

غنچۂ دیں کے لیے بادِ صَبا ہو جاؤ
کُفر و بدعت کے لیے دَستِ قضا ہو جاؤ

سُرخرُو رُو بَروئے دَاوَرِ مَحشَر جاؤ
کاش تم حَشر کے دن عُہدہ بَر آ ہو جاؤ

بادشاہی کی تمنا نہ کرو ہرگز تم
کوچۂ یارِ یگانہ کے گدا ہو جاؤ

بحرِ عرفان میں تم غوطے لگاؤ ہر دم
بانیٔ کعبہ کی تم کاش دُعا ہو جاؤ

وَصلِ مولیٰ کے جو بھوکے ہیں انہیں سیر کرو
وہ کرو کام کہ تم خوانِ ہُدیٰ ہو جاؤ

قُطب کا کام دو تم ظلمت و تاریکی میں
بھولے بھٹکوں کے لیے راہ نما ہو جاؤ

پَٹیۂ مَرہَمِ کافُور ہو تم زخموں پر
دلِ بیمار کے دَرمان و دَوا ہو جاؤ

طالبانِ رُخِ جاناں کو دِکھاؤ دِلبَر
عاشقوں کے لیے تم قبلہ نُما ہو جاؤ

اَمرِ مَعرُوف کو تعویذ بناؤ جاں کا
بے کسوں کے لیے تم عُقدہ کُشا ہو جاؤ

دمِ عیسیٰؑ سے بھی بڑھ کر ہو دعاؤں میں اَثَر
یَدِ بیضا بنو مُوسیٰ کا عَصا ہو جاؤ

راہِ مولیٰ میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں
موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہو جاؤ

مَوردِ فضل و کَرَم وارثِ ایمان و ہُدیٰ
عاشقِ احمدؐ و محبوبِ خدا ہو جاؤ

(کلام محمود صفحہ 84۔ ناشر نظارت نشرواشاعت قادیان 2008)

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام۔ علیک الصلوٰۃ ،علیک السلام

کنگن

مکرم ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ صاحب

وہ اپنی جگہ ہکا بکا کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ جو بات اس نے سنی تھی وہ اس کے خواب وخیال سے بھی باہر تھی۔ اتنی بعید از قیاس کہ گویا ناممکن۔ تن تنہا وسیع وعریض صحراء میں اپنی گھوڑی کو بگٹٹ دوڑاتا ہوا کچھ ہی دیر پہلے وہ یہاں تک پہنچا تھا۔ تب اچانک اس کی گھوڑی نے ٹھوکر کھائی تھی اور وہ دھڑام سے زمین پر آ رہا تھا۔ وہ ایک ماہر گھڑسوار تھا اور اس کی گھوڑی بہت سدھائی ہوئی تھی لیکن وہ بمشکل ہی اٹھ سکی تھی۔ گھوڑی کا یوں ٹھوکر کھا کر گرنا اور پیٹ تک زمین میں دھنس جانا ایک غیر معمولی امر تھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ اگر اس نے اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش جاری رکھی تو اس پر کوئی سخت بلا نازل ہوگی۔

اسی صبح قریش کے کچھ لوگ اس کے قبیلہ کے پاس آئے تھے۔ انہوں نے بصد افسوس بتایا تھا کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے چنگل سے نکل گئے ہیں۔ اس لئے اہل مکہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو کوئی محمد ﷺ کو گرفتار یا قتل کر کے لائے گا اسے ایک انسان کی دیت کے برابر انعام دیا جائے گا۔ اور ایک انسان کا خون بہا ایک سو اونٹ مقرر تھے۔ کچھ دیر بعد ایک اور شخص نے مجلس میں ذکر کیا کہ اس نے سمندر کی جانب چند لوگوں کو جاتے دیکھا ہے اور اس کا خیال ہے کہ وہ محمدؐ اور ان کے ساتھی ہیں۔ سراقہ بن مالک بن جُعشم المدلجی سمجھ گیا کہ اس جگہ اس وقت آپ ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔ لیکن سارا انعام اکیلے حاصل کرنے کے لالچ میں اس نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ وہ محمد ﷺ نہیں بلکہ فلاں فلاں لوگ ہیں۔ پھر گفتگو کا رخ کسی اور موضوع کی جانب موڑنے کے بعد وہ چپکے سے اٹھ کر گھر آیا اور گھوڑی پر سوار ہو کر، ہاتھ میں نیزہ لئے وہ تیزی کے ساتھ اس جانب روانہ ہوا جہاں اس کے اندازہ کے مطابق آپؐ محو سفر تھے۔

تھوڑی دیر بعد اس نے دور اُفق پر تین آدمیوں کو جاتے دیکھا۔ تب اپنی مشرکانہ عادت کے موافق اس نے فال نکالی تو وہ اس کے ارادہ کے مخالف نکلی۔ لیکن ایک سو اونٹوں کے انعام کا لالچ زیادہ طاقتور ثابت ہوا اور اس نے تیزی سے آگے بڑھنا شروع کیا۔ نزدیک پہنچنے پر اس نے دیکھا کہ آنحضور ﷺ مسلسل تلاوت فرما رہے ہیں۔ کسی قسم کے خوف یا تجسس کا مظاہرہ آپ ﷺ نے نہ فرمایا اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا کہ کون آ رہا ہے اور کس قدر نزدیک پہنچ چکا ہے۔

ایسا کیوں تھا؟ اس لئے کہ خدا پر کامل توکل، اس کی حفاظت پر کامل یقین، اس کی معیت کی کامل معرفت، اور اس کے مدد و نصرت کے وعدوں پر کامل بھروسہ ہی وہ چیز تھی جس نے آپ ﷺ کو ہر قسم کے خوف سے کامل طور پر بے نیاز کر دیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ اس یقین سے پُر تھے کہ آپ ﷺ خدا تعالیٰ کے اذن اور اس کے منشاء کے مطابق سفر فرما رہے ہیں۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ اس کی منشاء کے برخلاف کچھ بھی رونما ہو سکے۔ یہی سبق تو آپ ﷺ نے غار ثور کے منہ پر آنے والے اہل قریش کو دیکھ کر سوال کرنے والے حضرت ابوبکرؓ کو دیا تھا: لا تحزن ان اللّٰہ معنا۔ اس کے مقابل پر حضرت ابوبکرؓ اب بھی بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتے تھے۔ اور بار بار عرض کرتے تھے کہ حضور ﷺ اب تو پیچھا کرنے والا سر پر آن ہی پہنچا ہے۔ غار ثور کے موقع پر تو قریش نے نہ دیکھا تھا لیکن سراقہ تو دیکھ بھی رہا تھا۔ حضور ﷺ لیکن کچھ جواب نہ دیتے۔ آخر آپ رو پڑے اور عرض کیا کہ مجھے اپنی فکر نہیں مجھے آپ ﷺ کی فکر ہے۔ تب آپ ﷺ نے دعا کی تو سراقہ کی گھوڑی ٹھوکر کھا کر گری اور اس کے اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اس وقت تک بے نیازی اور اطمینان قلب کا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ نے سراقہ کو اس قابل بھی نہیں سمجھا کہ اس کے واسطے دعا ہی کی جائے۔ اور اب بھی محض حضرت ابوبکرؓ کے غم کو دیکھتے ہوئے دعا کی ورنہ اپنا معاملہ آپ ﷺ نے مکمل طور پر اپنے خدا کے سپرد کر رکھا تھا۔

سراقہ جو آپ ﷺ کو یوں بے خوف و بے نیاز دیکھ کر پہلے ہی مرعوب ہو چکا تھا، جان گیا کہ گھوڑی کا دھنسنا آپ ﷺ کی دعا ہی کا نتیجہ ہے۔ تب اس نے یقین کیا کہ ضرور کوئی بالا طاقت آپ ﷺ کے ساتھ ہے اور آپ ﷺ ضرور ایک دن کامیاب ہوں گے۔ تب تمام تر لالچ کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس نے باعجز و احترام عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤں گا بس میری ایک بات سن لیں۔ آپ ﷺ نے اب بھی اس کی طرف توجہ نہ فرمائی اور حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اس سے پوچھیں کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ تب اس نے عرض کیا کہ مجھے ایک تحریر لکھ دیں جو میرے اور آپ کے درمیان عہد و پیمان ہو۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو ارشاد فرمایا کہ اسے تحریر لکھ دی جائے۔ اس پر سراقہ نے عرض کیا کہ میرے یہ تیر بطور نشانی لے لیں۔ فلاں جگہ میرے اونٹ ہیں وہاں یہ نشانی دکھا کر جتنے چاہیں اونٹ لے لیں۔ خدا کی شان۔ یہی سراقہ چند منٹ پہلے اونٹوں کے لالچ میں آپ ﷺ کی جان کے درپے تھا اور اب یہ حالت کہ خود آپ ﷺ کے حضور اونٹ پیش کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس کمال استغنا سے، جو آپ ﷺ کے وجود کے ذرہ ذرہ سے چھلکتا تھا، فرمایا کہ ہمیں اس کے اونٹوں کی کچھ ضرورت نہیں۔ گو سراقہ نے اونٹ بطور ہدیہ پیش کئے تھے لیکن غالباً آپ ﷺ نے اس للہی سفر میں سب کچھ خدا کے حضور پیش کرنے اور سب کچھ اسی سے لینے کا فیصلہ فرما لیا ہوا تھا۔ سراقہ تو پھر دشمن تھا اس سفر میں تو آپ ﷺ نے ابوبکرؓ کی اونٹنی بھی اس شرط پر قبول فرمائی تھی کہ اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔ انہی حضرت ابوبکرؓ سے آپؐ نے دوسرے وقت ہدایا اور تحائف قبول فرمائے ہوں گے لیکن اس وقت نہیں۔ اس وقت استغناء اور توکل کی ایک نئی شان ظہور پذیر تھی۔ بظاہر تو آپ ﷺ بے سروسامان اور یک وتنہا تھے، لیکن اس حالت میں بھی آپ ﷺ کی ایک عجیب شان وجود مبارک سے منعکس ہو رہی تھی جس کا ایک خاص ظہور چند ہی لمحوں میں ہونے والا تھا۔

خدا کا اپنے بندوں کے ساتھ کیا ہی عجیب سلوک ہے۔ ہر چیز جو وہ اس کی خاطر چھوڑتے ہیں وہ انہیں دی جاتی ہے۔ جو کچھ اس کی راہ میں کھوتے ہیں وہ انہیں مل کر رہتا ہے۔ اور اس سے بہت بڑھ کر۔ پھر اس کی یہ بھی ایک سنت ہے کہ اس وقت جب بندے اس کی خاطر کمزوری اور خطرے کی حالت میں ڈالے جاتے ہیں عین اس وقت بکثرت فرشتے ان پر نازل ہوتے اور ان کو نحن اولیاکم فی الحیاۃالدنیا و الآخرہ کی نوید سناتے ہیں۔ تب ان بندوں کا ایمان و یقین ایسی بلندی کو چھو لیتا ہے کہ کسی قسم کا تردد و تامل، کوئی خوف اور غم ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتا۔ وہ ان کو اپنی قدرت اور طاقت کے ایسے نظارے دکھاتا اور کامیابی و نصرت کے وہ وعدے دیتا ہے جو ان بے کس و کمزور بندوں سے ہونے محال ہوتے ہیں۔ شائد اس لئے کہ ایک طرف تو اس کے پیاروں کی ڈھارس بندھے اور ان کے یقین و ایمان میں اضافہ ہو تو دوسری طرف مخالفوں کے لئے وہ بطور نشان ٹھہریں۔ اور بظاہر ناممکن حالات میں عظیم الشان فتوحات کی پیش خبریاں دینا اور پھر ان کا فی الحقیقت پورا ہو جانا خدا تعالیٰ کے وجود کا ثبوت ہو۔

اسی سنت کے موافق خدا تعالیٰ نے اس بے سروسامانی کی حالت میں آپ ﷺ کو ایران کی فتح کی خوشخبری دی اور کشف میں نظارہ دکھایا کہ کسریٰ شہنشاہ ایران کے ہاتھوں کے کڑے اسی سراقہ کو پہنائے جائیں گے۔ چنانچہ اب پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے براہ راست سراقہ کو تخاطب کا شرف بخشا اور فرمایا سراقہ تیرا کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے؟ سراقہ کہتے ہیں کہ میں نے حیرت سے کہا کسریٰ شاہ ایران؟ کہاں عرب کا ایک بدو اور کہاں ایران کا شہنشاہ جو ایک عظیم الشان سلطنت کا فرمارواتھا۔ ایک ایسی سلطنت جس نے کچھ ہی سال پہلے اس وقت کی دنیا کی سب سے بڑی طاقت، سلطنت روم، کو شکست فاش دے کر اس کے قیمتی ترین صوبے چھین لئے تھے۔ شہنشاہ ایران کے کنگن اس بدو کے ہاتھوں میں؟ کتنی محیر العقول بات تھی؟ آپ ﷺ یہ خوشخبری سراقہ کو سنا کر پہلے سی شان استغناء کے ساتھ اپنے راستہ پر رواں ہو گئے۔ آپ ﷺ کو کسریٰ اور اس کی سلطنت کی کیا پرواہ؟ یہ تو ایک پیغام تھا جو آپ ﷺ کو ملا اور آپ ﷺ نے سراقہ تک پہنچا دیا، بس۔ اور سراقہ؟ وہ تو اپنی گستاخی پر نادم تھا ہی اور اسی لئے اونٹ پیش کر رہا تھا، اس کے وہم میں بھی نہ ہوگا کہ یہ شہنشاہ دو جہاں ﷺ اس پر ایسا احسان کرے گا کہ قیامت تک اس کا نام زندہ رہے گا۔

پھر بہت سال گزر گئے۔ آپ ﷺ مختلف مرحلوں سے ہوتے ہوئے فاتح مکہ ہوئے اور پھر اپنا کام پورا کر کے اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے جو اس وعدہ کے عینی گواہ تھے۔ آپ ﷺ بھی وفات پا گئے اور سراقہ کا ہاتھ ان کنگنوں سے خالی ہی رہا۔ سراقہ تو شائد اس

وعدہ کو بھول بھی چکا ہو لیکن محمد ﷺ کے قادر مطلق خدا کو وہ وعدہ یاد تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے دور میں شہنشاہ ایران کی سلطنت خود اس کی اپنی ہی زیادتیوں کی بنا پر زیر نگیں کی گئی۔ تب کسریٰ کا خزانہ بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ اس میں وہ دو کنگن بھی تھے جن کا وعدہ بہت سال پہلے آپ ﷺ نے سراقہ سے کیا تھا۔ جب کنگن حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کئے گئے تو آپ نے سراقہ کو بلا بھیجا۔ تب فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ محمد ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے وہ الفاظ حرف بہ حرف پورے ہوئے اور شہنشاہ دو جہاں ﷺ کے فرمان کے مطابق ایران کے شہنشاہ کے کنگن اس بدو کو پہنائے گئے جس نے ایک نازک وقت میں، اگرچہ نادم ہو کر ہی، آپ ﷺ کے ساتھ اچھے سلوک کا ارادہ کیا تھا۔ **اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم۔**

سراقہ سے ایک حدیث بھی مروی ہے۔ انہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ بعض گم گشتہ اونٹ میرے حوض پر آ جاتے ہیں اگر میں ان کو پانی پلاؤں تو کیا اس کا بھی اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس کا بھی اجر ملے گا۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جب خوب سوچ بچار اور دعا کے بعد کسی کام کا ارادہ کر لیا جائے تو پھر اپنی توجہ کامل طور پر اس کام پر مرکوز کر دینی چاہئے اور کوئی خطرہ بھی پھر اس میں خلل ڈالنے والا نہ ہو۔ ایک اہم سبق یہ بھی ہے کہ جو شخص ہمارے کسی پیارے کے ساتھ اچھا سلوک کرے اس کے ساتھ بھی نیک سلوک کرنا چاہئے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے سے نیک ارادہ کے بدلہ سراقہ کو یہ عزت بخشی۔ نیز یہ بھی کہ نیک سلوک کرنے والے سے اس سے بھی بڑھ کر نیک سلوک کرنا چاہئے۔

ایک سوال جو یہاں اٹھتا ہے وہ یہ ہے کہ اس سفر میں تو آپؐ بے فکر تھے اور حضرت ابوبکرؓ فکرمند ہو کر روتے تھے، لیکن دو سال بعد بدر کے میدان میں اس کے الٹ آپؐ دعائیں کرتے روتے جاتے تھے جبکہ حضرت ابوبکرؓ تسلی کے کلمات عرض کرتے تھے۔ اس بظاہر تضاد کی وجہ دونوں مرتبہ شدید محبت اور دوسرے کے لئے فکر معلوم ہوتی ہے۔ یہاں ابوبکرؓ کو آنحضرت ﷺ کی محبت کی وجہ سے فکر تھی اور بدر کے میدان میں آپ ﷺ کو صحابہؓ کی فکر تھی۔ اس سفر میں آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ کفار صرف آپؐ کے مخالف ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کو کچھ نہیں کہیں گے، جیسا کہ ہجرت کرتے وقت اپنے بستر پر سلانے کے باوجود حضرت علیؓ کو بھی کچھ نہیں کہا۔ جبکہ بدر میں کفار اسلام اور مسلمانوں کو فنا کرنے کے ارادہ سے آئے تھے۔ پس آپ ﷺ کو بدر کے میدان میں صحابہ کی ہی فکر تھی۔

ماخذ: ابن ہشام، سیرت رسول اللہ ﷺ، جلد 2، صفحہ 111، مطبوعہ دار الصحابہ للتراث بطنطا، 5991۔ بخاری، جامع الصحیح، حدیث نمبر 6093، مطبوعہ دار ابن کثیر، دمشق سوریا، 2002۔ ابن حجر العسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، جلد 8، صفحہ 96، مطبوعہ دار الطیب للنشر التوزیع،

آپس میں اخوت اور محبت پیدا کرو

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''آپس میں اخوت اور محبت پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو اور اس کی اطاعت میں واپس آ جاؤ..... ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 266 تا 368)

''ہماری جماعت کے لئے اسی بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے، خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو، نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو کیونکہ اگر سستی ہو تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے۔ اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کے لئے جوش نہ ہو تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 711۔ ایڈیشن 2003ء)

صاحبِ ختمِ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم

مکرم سعید احمد اعجاز صاحب

زِندہ باد اَے صاحبِ ختمِ نبوّت زندہ باد
زِندہ باد اَے مُنتہائے ہر رسالت زِندہ باد
زِندگی کو حشر تک پَیغامِ رَحمت زندہ باد
مُحسنِ انسانیت ، رُوحِ محبت زِندہ باد
زِندہ باد اَے تجھ سے زِندہ آدمیت کا شرف
ہر شرف پر تجھ کو حاصِل خاتمیت کا شرف

اَے کہ تیرے نُور سے رَوشن نگاہِ آفتاب
اَے کہ تیرے عکس سے رنگیں جمالِ ماہتاب
زِندگی کا حُسن تجھ سے ، زِیست کا تجھ سے شباب
تجھ سے ہستی اِک حقیقت ورنہ اِک مُبہم سا خواب
مقصدِ تخلیق تُو ہَے صاحبِ لولاک تُو
بزم آرائے جہاں تو رَونق افلاک تُو

مدعائے دو جہاں ، کونین کا حاصِل ہے تُو
صاحبِ معراج ، رازِ عرش کا حامِل ہَے تُو
دہَر میں نُورِ خدا کا جلوۂ کامِل ہے تُو
آدمی کے ارتقاء کی آخری منزل ہے تُو
ختم تجھ پر سب کمالاتِ نبوت زندہ باد
ختم تجھ پر سب مقاماتِ رسالت زندہ باد

اَے تری ذاتِ گرامی ، شاہکارِ زندگی
تیرے نقشِ پا سے رَوشن رہگُذارِ زندگی
تجھ سے پہلے آدمی تھا بے وقارِ زندگی
تُو نے بخشا زندگی کو افتخارِ زندگی
زندہ باد اے غمگسارِ آدمیت زندہ باد
زندہ باد اَے صاحبِ ختمِ نبوت زندہ باد

اَے رسُولِ ہاشمیؐ! اَے رحمۃٌ للّعالمیںؐ
اَے امیرِ انبیاءؐ! اَے تاجدارِ مُرسلیںؐ
ہر نبوت ہے تری مُہرِ نبوت کی رہیں
ہر رسالت پر ترے فیضِ رسالت سے یقیں
زندہ و پائندہ باد اَے تاجدارِ مرسلیںؐ
زندہ و پائندہ باد اَے رحمۃٌ للّعالمیںؐ

پا نہیں سکتا تِری عظمت کو فَہمِ آدمی
مرحبا صد مرحبا تیرے غلاموں میں نبیؐ
یہ مدارج یہ مراتب اور تیرے اُمّتی
تیرے انوارِ نبوّت سے مُنوّر ہر صدی
تا قیامت ہے تِرا عہد رسالت زندہ باد
زندہ باد اَے صاحبِ ختمِ نبوت زندہ باد

(الفرقان ربوہ ۔فروری 1976ء صفحہ 19-20)

اک انجمن تھے ذات میں خوبی میں چاند تھے
ان کے عمل کے سامنے تارے بھی ماند تھے

دعوت الی اللہ

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کی روشنی میں

مکرم مولانا طاہر احمد صاحب، مربی سلسلہ جرمنی

وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ وَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ

(سورۃ الجمعہ 4)

ترجمہ: اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت چلی آئی ہے کہ وہ جب دنیا میں اپنے گمراہ بندوں کی رشد و ہدایت کے لئے اپنے برگزیدہ انبیاء اور ماموروں کو مبعوث کرتا ہے تو وہ انہیں بے یارو مددگار نہیں چھوڑتا۔ وہ نہ صرف خود انہیں اپنی مدد اور نصرت سے نوازتا ہے بلکہ ایسی نیک جماعت بھی عطا فرماتا ہے جس کے افراد ان کے اعضاء اور جوارح بن کر اس کی لائی ہوئی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا موجب ہوتے ہیں۔ اسی سنت کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ''ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء'' کا وعدہ دیا اور عملی طور پر ایسے صحابہ عطا فرمائے جنہوں نے آپ کے پیغام کی اشاعت میں اپنا تن من دھن سب کچھ لگا دیا اور دنیوی حرص و آرزو کو چھوڑ کر دین کے ہی ہو رہے۔ خدا تعالیٰ ان کی مالی اور جانی قربانیوں کو دیکھ کر عرش پر خوش ہوا اور اپنے پاک کلام میں ان کی تعریف کی اور ان کے لئے رضی اللہ عنھم ورضوعنہ کے الفاظ استعمال فرمائے۔

یہ وہ جماعت تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے اس دور میں اسلام کے احیاء کا کام لیا اور وہ اپنے اعمال افعال اخلاق عادات اطوار اور خدمت دین کے جوش اور جذبہ کی بناء پر اسلام کے دور اول کے صحابہ کے مثیل قرار پائے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا''۔ نیز فرمایا ''میں اس بات کے اظہار اور اس کے شکر کے ادا کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔ نہ میں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔''

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35)

''ہماری ہندوستان کے شہروں کی مخلص جماعتیں وہ نور اخلاص اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک بافراست آدمی ایک مجمع میں ان کے منہ دیکھے تو یقیناً سمجھ لے گا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسے اخلاص ان کے دل میں بھر دیئے۔ ان کے چہروں سے ان کی محبت کے نور چمک رہے ہیں وہ ایک پہلی جماعت ہے جس کو خدا صدق کا نمونہ دکھانے کے لئے تیار کر رہا ہے۔''

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 315)

نیز فرمایا:

و کم من عبادٍ اثرونی بصدقھم
علی النفس حتّٰی خُوفوّ اثمّ دُمّروا

بہت سے بندے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی جان پر مجھ کو اختیار کر لیا یہاں تک کہ ڈرائے گئے اور پھر قتل کئے گئے۔

عباد یکون کمُبسراتٍ وجودھم
اذا ما اتو فالغیث یأتی و یمطرُ

یہ وہ بندے ہیں کہ مون سون کی ہوا کی طرح ان کا وجود ہوتا ہے جب آتے ہیں تو ساتھ ہی بارش رحمت کی آتی ہے۔

أتعلم اَبُدَالًا سواھم فانھم
رمُوا بالحجارۃِ فاستقاموا و اَجمرو

کیا تو ان کے سوا کوئی اور ابدال جانتا ہے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جن پر پتھر چلائے گئے تو انہوں نے استقامت اختیار کی اور ان کی جمعیت باطنی بحال رہی۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد21صفحہ329تا330)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اسی طرح آپؑ نے اپنے حلقہ بیعت میں آنے والے اپنے صحابہ کے دلوں میں بھی یہ روح پھونکی کہ دنیا کو یہ پیغام دو کہ خدا کی طرف آئیں، اُس سے تعلق جوڑیں اور یہ تعلق اب آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کے ساتھ جڑنے سے ہی حقیقی رنگ میں جڑ سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے والے غریب مزدور لوگ بھی تھے، زمیندار بھی تھے، کسان بھی تھے اور ہر ایک نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو سمجھا۔ آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھایا اور اس حقیقی پیغام کو، حقیقی اسلام کو سمجھ کر دنیا میں پھیلانے کی کوشش بھی کی۔ اپنے اپنے حلقہ میں پھیلانے کی کوشش بھی کی۔ دوسرے مذاہب پر اسلام کی بالادستی کا حقیقی ادراک حاصل کیا اور پھر اُن لوگوں میں شامل ہو گئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں۔ پس یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے پھر بڑی تیزی سے اسلام کے حقیقی پیغام کو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ باہر بھی پھیلانے کی کوشش کی۔''

(الفضل انٹرنیشنل 30/ مارچ2012ء)

صحابہؓ آسمان احمدیت کے وہ چمکتے ہوئے ستارے ہیں جن کی روشنی تا قیامت دنیا کی ہر قوم میں عشاق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا کرتی رہے گی۔ انشاء اللہ۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ اور دیگر کئی صحابہ خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تحریک شدھی کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے اور بے شمار لوگوں کو دوبارہ اسلام میں داخل کیا۔ ان مجاہدین نے تیز اور چلچلاتی دھوپ میں کئی کئی میل کا پیدل سفر کیا، کھانا تو الگ رہا ان کو پانی بھی نہ مل سکا۔ اسی طرح یہ صحابہؓ امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے زندگیاں وقف کر کے دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئے۔ کیا ایشیاء، اور کیا یورپ اور امریکہ کے سبزہ زار اور کیا افریقہ کے جنگل اور ریگستان اور کیا مشرقی جزائر سب کے سب اس بات پر نازاں ہیں کہ ان پر صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک قدم پڑے۔ ان کے ذریعہ بے شمار قومیں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ یہ عشق و وفا کی داستانیں ایسی دل گداز ہیں کہ بدن پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ لیکن صحابہؓ کی یہ جماعت عشق و وفا کی راہوں پر چلتے ہوئے ہر حالت میں اسلام کی منادی کرتی رہی۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

کس بہر کسے سر ندہد ، جان نفشاند
عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند
عشق است کہ بر آتشِ سوزاں بنشاند
عشق است کہ بر خاکِ مذلت غلطاند

یہ عشق ہی ہے جو ذلت کی خاک پر لوٹاتا ہے۔ یہ عشق ہی ہے جو جلتی آگ پر بٹھاتا ہے۔ کوئی کسی کے لئے نہ سر دیتا ہے۔ نہ جان چھڑکتا ہے۔ یہ عشق ہی ہے جو یہ کام پورے خلوص سے کرواتا ہے۔ (درثمین فارسی صفحہ300-299)

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کے چند واقعات پیش خدمت ہیں:۔

تبلیغی میدان میں تائید الٰہی بذریعہ رؤیا و کشوف

مغربی افریقہ کے سب سے پہلے مبلغ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر رضی اللہ عنہ ایک روز نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس میں غیر احمدیوں کی مرکزی مسجد میں تشریف لے گئے۔ یہ 1921ء کی بات ہے۔ حاضرین مجلس میں سے ایک نے کہا کہ مسجد کے ایک سابق امام ''الفا ایانمو'' نے اپنی وفات سے قبل اپنا یہ خواب ہمیں سنایا تھا کہ انہوں نے ایک بار خواب میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کی اور انہوں نے اسے بتایا کہ وہ خود تو اس ملک میں نہ آسکیں گے مگر ان کا ایک مرید یہاں پہنچ کر مسلمانوں کی ہدایت کا موجب بنے گا۔ مسجد میں موجود سب حاضرین نے یک زبان ہو کر اس بات کی تصدیق کی۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّرؓ فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر اور اپنی خوش بختی کا تصور کر کے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس واقعہ سے اگلے روز مسجد کے دو نمائندے آپ کے پاس آئے اور یہ پیغام لائے کہ ان کی ساری جماعت احمدیت میں داخل ہونا چاہتی ہے۔ آپ نے اس فرقہ کے چیف امام اور چالیس نمائندگان کو بلوا بھیجا کہ وہ سب کی طرف سے بطور نمائندہ بیعت کریں۔ اس طرح اس فرقہ کے سارے افراد نے جن کی تعداد دس ہزار تھی بیک وقت بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔

(بحوالہ تبلیغی میدان میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات صفحہ 10)

تبلیغ کے ذریعہ صحت میں برکت

حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب مہر سنگھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے نور سے منور فرمایا۔ ایک دفعہ آپ اتنے شدید بیمار ہو گئے کہ زندہ بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ جب سب حیلے جاتے رہے تو آپ کے دل میں ایک عجیب خیال آیا۔ آپ نے اپنے بیوی بچوں کی طرف نظر کی اور اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی کہ اے اللہ! تو ہر چیز پر قادر ہے۔ مجھ جیسے مردہ انسان کو از سر نو زندہ کرنا تیری قدرت میں ہے۔ میرے اہل و عیال کو ابھی میری ضرورت ہے۔ ان کی پرورش میرے ذمہ ہے۔ تو اپنے فضل سے مجھے صحت عطا فرما۔ میں عہد کرتا ہوں کہ میں تبلیغ میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ دعا قبول فرمائی اور آپ کی زندگی میں برکت عطا فرما دی۔

(بحوالہ تبلیغی میدان میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات صفحہ11)

تبلیغی میدان میں معجزات کا رونما ہونا

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''فیضانِ ایزدی نے۔۔۔تبلیغ احمدیت کی برکت سے میرے اندر ایک روحانی کیفیت پیدا کر دی تھی کہ بعض اوقات جو کلمہ بھی منہ سے نکلتا تھا اور مریضوں اور حاجتمندوں کے لئے دعا کرتا تھا۔مولیٰ کریم اسی وقت میری معروضات کو شرف قبولیت بخش کر لوگوں کی مشکل کشائی فرما دیتا تھا۔''

آپ نے بیان فرمایا کہ ایک بار ایک گاؤں کھنانوالی میں ایک تبلیغی جلسہ میں آپ نے خطاب فرمایا اور صداقتِ احمدیت کی دلیل کے طور پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات اور نشانات کا خاص ذکر کیا۔آپ فرماتے ہیں کہ اس کامیاب جلسہ کے بعد جب آپ نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں آئے تو ہمارے پیچھے پیچھے گاؤں کے دو ماچھی بھی آ گئے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ مہدی اور مسیح کے آنے کا دعویٰ تو کیا جاتا ہے مگر نور اور ایمان اتنا بھی نہیں کہ کوئی کرامت دکھا سکیں۔طبیبوں اور ڈاکٹروں کے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔اگر احمدیت سچی ہے تو اس کا کچھ اثر دکھائیں تا دنیا بچشم خود دیکھ لے کہ احمدی اور غیر احمدی لوگوں میں کیا فرق ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر خاص کیفیت عطا فرما دی اور میں نے کہا کہ اچھا یہ بات ہے تو لاؤ کہاں ہے تمہارا مریض۔حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''اس مریض کا میرے سامنے آنا تھا کہ میں نے ایک غیبی طاقت اور روحانی اقتدار اپنے اندر محسوس کیا اور مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ میں اس مرض کے ازالہ کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعجاز نما قدرت رکھتا ہوں۔چنانچہ اسی وقت میں نے اس مریض کو کہا کہ تم میرے سامنے ایک پہلو پر لیٹ جاؤ اور تین چار منٹ تک جلد جلد سانس لینا شروع کر دو۔یہ بات میں نے ایک الہامی تحریک سے اسے کہی تھی۔چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔اس کے بعد میں نے اسے اٹھنے کے لئے کہا۔جب وہ اٹھا تو اس کی ہچکی بالکل نہ تھی۔اس کرامت کو جب تمام حاضرین نے دیکھا تو حیرت زدہ رہ گئے۔اور وہ دونوں بھائی بلند آواز سے کہنے لگے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب واقعی سچے ہیں اور ان کی برکت کے نشان واقعی نرالے ہیں۔''(حیاتِ قدسی جلد دوم صفحہ 58۔اشاعت یکم ستمبر 1951ء)

خدا تعالیٰ کا بروقت جواب دل میں ڈالنا

خالدِ احمدیت حضرت مولانا جلال الدین شمس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ 1926ء میں دمشق میں ان کی ایک انگریز پادری ایلفر ڈنیلسن کے وکیل سے لمبی مذہبی گفتگو ہوئی۔اس نے بڑے طمطراق سے یہ دعویٰ کیا کہ قرآنِ مجید کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے افضل ثابت ہوتے ہیں کیونکہ قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے کہ غُلٰمًا زَکِیًّا(مریم:20) لفظ زَکِیًّا کسی اور نبی کے حق میں نہیں آیا۔حضرت مولانا کو خدا تعالیٰ نے خوب جواب سمجھایا۔آپ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے متعلق یزکّی کا لفظ متعدد بار آیا ہے۔(البقرہ 152،آل عمران 165،الجمعہ 3) جو نہ صرف آپ کی پاکیزگی کی دلیل ہے اور زکی کے مفہوم پر خوب حاوی ہے بلکہ اس سے بہت بڑھ کر آپ کا یہ مقام بتاتا ہے کہ آپ دوسرے لوگوں کو بھی پاکیزگی عطا فرمانے والے ہیں۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو حضرت مسیح علیہ السلام ایک شاگرد ثابت ہوتے ہیں اور آنحضرت ﷺ ان کے استاد۔شامی وکیل یہ جواب سن کر دم بخود ہو گیا۔

(بحوالہ تبلیغی میدان میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات صفحہ 21)

بارش کے ذریعہ تائیدِ الٰہی

موضع کریام ضلع جالندھر کا واقعہ ہے کہ ایک مجلس میں حضرت حاجی غلام احمد رضی اللہ تعالیٰ اور ہنگہ کے حضرت شیر محمد رضی اللہ تعالیٰ تانگے والے موجود تھے۔اس وقت شدت کی گرمی پڑ رہی تھی۔ایک غیر احمدی دوست چھجو خان نامی سے تبلیغی گفتگو کا سلسلہ جاری تھا۔دوران گفتگو اس نے کہا کہ اگر آج بارش ہو جائے تو میں احمدی ہو جاؤں گا۔حضرت حاجی صاحبؓ نے اسی وقت احمدی احباب کی معیت میں دعا کے لئے ہاتھ بلند کر دیئے۔مسبب الاسباب خدا کی قدرت نے عجیب کرشمہ دکھایا۔ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور زور سے بارش برسنے لگی۔یہ خدائی نشان دیکھ کر چھجو خان نے اسی وقت بیعت کر لی۔(بحوالہ تبلیغی میدان میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات صفحہ 31-32)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارش سے تعلق رکھنے والا ایک بہت دلچسپ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک موقعہ پر بھاگل پور میں ایک تبلیغی جلسہ وسیع پیمانے پر منعقد ہونے والا تھا۔سب تیاریاں عروج پر تھیں۔حاضرین بھی بکثرت موجود تھے کہ اچانک ایک کالی گھٹا نمودار ہوئی اور بارش کے موٹے موٹے قطرے گرنے لگے۔یوں لگتا تھا کہ بس دیکھتے ہی دیکھتے جل تھل ہو جائے گا اور تبلیغی جلسہ منعقد نہ ہو سکے گا۔آپؓ فرماتے ہیں کہ اس تبلیغی نقصان کو دیکھ کر میں نے نہایت تضرع سے یوں دعا کی کہ اے خدا! یہ ابرِ سیاہ تیرے سلسلہ حقہ کی تبلیغ میں روک بننے والا ہے،تو اپنے کرم سے اس امڈے ہوئے بادل کو برسنے سے روک دے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا عجیب کرشمہ دکھایا۔امڈا ہوا بادل فوراً پیچھے ہٹ گیا اور ہمارا تبلیغی جلسہ نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔

(حیات قدسی جلد سوم صفحہ 25.26 مطبوعہ 1954ء تاج پریس حیدرآباد)

ایک شاعرِ احمدیت صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اک انجمن تھے ذات میں خوبی میں چاند تھے
ان کے عمل کے سامنے تارے بھی ماند تھے

تبلیغی کام میں خلفاء وقت کی اطاعت

حضرت چوہدری ظفراللہ خانؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے شہزادہ ویلز کے لئے ایک نہایت قابل قدر تحفہ کتاب کی شکل میں تیار کیا۔ اور مجھے ارشاد فرمایا کہ پانچ دن کے اندر ترجمہ کر کے قادیان میں لے آؤ۔ مجھے ان دنوں دن بھر مصروفیت رہتی تھی۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مقررمعیاد کے اندر خاکسار ترجمہ لے کر حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

(تحدیث نعمت صفحہ210)

حضرت امام دین صاحب سیکھوانیؓ کو خلفاء کرام کے ساتھ بے انتہا محبت اور عقیدت تھی۔ آپ کے اخلاص وایمان کی پختگی کا یہ عالم تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کو تحصیل شکر گڑھ میں مواشہ قوم کی بیعت لینے کے لئے بھیجا۔ کسی کے یہ کہنے پر کہ یہ سادہ سا شخص ہے اسے بھیجنا مناسب نہیں۔ حضورؓ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے ان صحابہ کی قدر ومنزلت معلوم نہیں۔ جب کوئی مبلغ نہ تھا تو یہی لوگ تبلیغ کرتے تھے اور دینِ حق لوگوں تک پہنچاتے تھے۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے خلافتِ احمدیہ کا سلسلہ جاری فرمایا تو آپ بڑی مضبوطی کے ساتھ اس کے ساتھ چمٹ گئے۔ اور نہ صرف اخلاص و وفا اور کامل ایمان کے ساتھ اس پر قائم رہے بلکہ خلافت کے مخالف فتنوں کے سامنے بھی سینہ سپر رہے۔ چنانچہ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی سابق ایڈیٹر الفضل لکھتے ہیں: ''حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ اپنی مجالس میں بڑی کثرت سے یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ اگر اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کی درخواست پر مشتمل خطوط باقاعدگی سے ارسال کیا کرو۔ اور پھر خود بھی دعاؤں میں لگے رہو۔ خلیفہ کا آسمانی وجود ایک پاور ہاؤس ہے اس سے تعلق محبت وعقیدت قائم کئے بغیر آپ لوگ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوتی رہتی ہے کہ خلیفہء وقت سے دعاؤں کی درخواست کرتا رہوں۔''

(روزنامہ الفضل یکم اکتوبر2007ء)

صحابہؓ کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حضرت حافظ مختار احمد صاحبؓ کی وفات پر میں نے بہت دعا کی کہ اے میرے رب! غلبہ اسلام کی جو مہم تو نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جاری کی ہے اس کی سرحدوں میں وسعت پیدا ہو رہی ہے۔ ہمیں حافظ صاحبؓ جیسے ایک نہیں، سینکڑوں نہیں ہزاروں فدائی اور اسلام کے جانثار چاہئیں۔'' (خطباتِ ناصر جلد سوم صفحہ 464)

دیوانوں کی طرح تبلیغ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

''پھر حضرت قاضی محمد یوسف صاحب (یہ مردان کے تھے) فرماتے ہیں کہ: ''اپنے دورانِ سیاحت ہندوستان میں بمبئی، کراچی، دہلی، آگرہ، شملہ اور کلکتہ کے دیکھنے کا موقع ملا۔ افغانستان میں جلال آباد، کابل اور چارے کار نعمانی دیکھے۔ پنجاب میں کوہ مری، قادیان، گورداسپور، امرتسر، راولپنڈی، سیالکوٹ، لاہور اور وزیر آباد دیکھے۔ سرحد میں تمام ایجنسیاں دیکھیں اور پھر سوات اور جموں اور کشمیر دیکھا۔ روضہ بل میں حضرت یوز آسف، یسوع یوسف کی قبر دیکھی جو محلّہ خانیار میں واقع ہے۔ جب خاکسار نے بیعت کی تو اُسی دن سے تمام اسلامیہ سکول کے طلباء میں، شہر پشاور کے تمام محلوں کے طلباء میں قادیانی قادیان اور مرزا قادیان کے نام سے مشہور ہو گیا۔'' (یعنی جس دن بیعت کی اُسی دن ایسا اظہار کیا کہ سارے سکول میں مشہوری ہو گئی) کہتے ہیں کہ: ''اگر فٹ بال فیلڈ میں جاتا تو تمام شاہی باغ میں یہی چرچا ہوتا رہتا کہ احمدیت کی خوب شہرت ہوئی اور لوگوں نے سوالات کرنے شروع کئے اور روزمرہ مباحثات اور سوال وجواب کا اکھاڑہ جم جاتا۔ (سکول میں جاتے تھے تو) سکول میں شاہی باغ میں اور جہاں بھی موقع پیش آتا رفتہ رفتہ یہ چرچا عام ہوتا گیا اور میرے ایام ملازمت میں سکول اور شہر کے دائرے سے نکل کر اطراف پشاور اور پھر اطراف سرحد میں پھیل گیا۔ کیونکہ میں تمام اضلاع میں سرحد میں دوروں پر آنریبل چیف کمشنر صوبہ سرحد کے ساتھ جایا کرتا تھا۔ اور سرحد کی ایجنسیوں میں بھی اتفاق ہوتا۔ اسلامیہ کالج اور مشن کالج میں سرحد کے تمام اضلاع کے لڑکے پڑھتے۔ ان کو بورڈنگوں میں جا کر ملتا .....، (وہاں بھی تبلیغ کرتے) میرے ذریعے احمدیت کو تمام سرحد میں اشاعت اور بذریعہ تحریر بھی اور بذریعہ تقریر بھی اور کثرت سے اور معمر لوگ داخل سلسلہ ہوتے گئے۔ لوگ جو میرے ذریعے احمدی ہوئے یا پھر اُن کے ذریعے احمدی ہوئے اُن کی تعداد کم از کم دو اڑھائی سو افراد پر مشتمل ہو گی۔ ان میں سے کچھ تو فوت ہو گئے، کچھ زندہ ہیں۔ (لیکن کہتے ہیں کہ کچھ اُن میں سے خلافت ثانیہ میں) پیغامی ہو گئے اور کچھ جماعت میں موجود ہیں۔'' (خطبہ جمعہ 9/مارچ2012ء بحوالہ الفضل 8 مئی2012ء)

حضرت احمد دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد مانا صاحب فرماتے ہیں:۔ ''میں نے ایک دفعہ خطبہ جمعہ میں مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ میری جماعت کے بے علم بھی دوسروں پر غالب رہیں گے اور وہ (یعنی غیر احمدی) اُن کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ مَیں نے تجربہ سے دیکھا ہے کہ مَیں نے باوجود بے علم اور اَن پڑھ ہونے کے غیر احمدی علماء کو بالکل ساکت اور مات کر دیا حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے کہ میں بے علم اور اَن پڑھ

ہوں۔‘‘(الفضل انٹرنیشنل 30/مارچ 2012ء صفحہ 6)

حضرت ڈاکٹر محمد بخش صاحب ولد میاں کالے خان صاحب فرماتے ہیں:

’’خاکسار نے 1903ء میں بذریعہ خط از چھاؤنی چتوگ ضلع شملہ بیعت کی تھی۔ حضور کی زیارت 1902ء میں کی۔ اُس وقت حضور نے ریش مبارک کو مہندی لگا کر اوپر کپڑا باندھا ہوا تھا۔ کمر میں تہ بند یعنی چادر بندھی ہوئی تھی۔ حضور مسجد مبارک کے قریب والے مکان میں صحن کے اندر چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ اُس وقت چار پانچ آدمی تھے جن سے حضور نے مصافحہ کیا اور ہر ایک کے حالات دریافت کرتے رہے۔ خاکسار سے پوچھا۔ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ عرض کی موضع کھیراں والے ریاست کپورتھلہ سے اور رخصت پر آیا ہوں۔ میں توپ خانے میں ملازم ہوں۔ وہاں اکیلا میں احمدی ہوں اور فوج میں تبلیغ بڑی مشکل ہے۔ (شوق مجھے ہے لیکن تبلیغ مشکل ہے۔) وہاں افسر تبلیغ نہیں کرنے دیتے۔ حضور نے فرمایا کہ تم اکیلے نہیں رہو گے۔ استقلال کے ساتھ تبلیغِ احمدیت کرتے رہو۔ گھبراؤ نہیں۔ پھر حضور نے دریافت کیا کہ ایک ہی جگہ چھاؤنی میں رہتے ہو؟ عرض کی کہ ہر تین سال کے بعد چھاؤنی بدل جاتی ہے۔ فرمایا کہ جہاں بھی جاؤ وہاں کی جماعت سے ملتے رہا کرو۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی بیان کرتے ہیں کہ: ’’میں نے بیعت کر لی۔ حضرت اقدس کی کتابیں پڑھیں۔ ایک جوش پیدا ہوا اور تبلیغ شروع کر دی۔ اُن ایام میں میری تبلیغ کا طریق یہ تھا کہ جہاں چار پانچ آدمی اکٹھے بیٹھے دیکھتا، جاتے ہی السلام علیکم کہہ کر کہتا کہ مبارک ہو۔ لوگ متوجہ ہو کر پوچھتے کہ کیا بات ہے؟ میں کہتا کہ حضرت امام مہدی آ گئے ہیں۔ اس پر کوئی ہنستی اڑاتا۔ کوئی مخول کرتا۔ کوئی مزید تفصیل سے پوچھتا۔ غرضیکہ کسی نہ کسی رنگ میں بات شروع ہو جاتی اور میں تبلیغ کا موقع نکال لیتا۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’تبلیغ کا موقع نکالنے کی بات ہے۔ آجکل جماعتیں اس طرح ہی بہت ساری جگہوں پر جو لیف لٹنگ (Leafletting) کر رہی ہیں تو اس کی وجہ سے دنیا میں اُن سے لوگ سوال جواب بھی کرتے ہیں۔ اور اُس سے بھی تبلیغ کے آگے موقع نکلنے چاہئیں۔ صرف اتنا کافی نہیں ہے کہ کاغذ دے دیا کہ جماعت احمدیہ کا امن کا پیغام ہے اور بس فرض پورا ہو گیا۔ بلکہ اُس رابطے کو، اُس تعلق کو پھر آگے بھی جس حد تک بڑھایا جا سکتا ہے بڑھانا چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 9/مارچ 2012ء بحوالہ الفضل 8/مئی 2012ء)

’’حضرت مولوی عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں حضرت صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت اُس وقت ایک جگہ کھڑے تھے۔ ایک صحابی حضرت صاحب کے پاس کھڑا تھا۔ اُس نے مجھ کو دیکھ کر حضرت صاحب کو کہا کہ یہ مولوی عبداللہ کھیوے والا ہے۔ اس کے ساتھ بڑے مقابلے ہوئے ہیں۔ یعنی (دینی) مقابلے بحثیں وغیرہ۔ لیکن ہر میدان میں اس کو اللہ تعالیٰ غلبہ دیتا رہا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا: ہاں حق کو ہمیشہ غلبہ ہی ہوتا ہے۔ یہ کلماتِ مبارک اس برکت والے منہ سے سن کو میری تسلی ہوئی اور بڑی خوشی ہوئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ اس منہ سے یہ کلمہ نکلا ہے۔ مجھے امید ہو گئی کہ مَیں حق پر رہوں گا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے غلبہ ہی دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُس وقت سے اب تک کسی مقابلے میں مجھے شکست نہیں ہونے دی، غلبہ ہی بخشا ہے۔

حضرت چوہدری محمد علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب سیالکوٹ جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب واپس تشریف لائے تو انہوں نے آ کر تبلیغ شروع کر دی۔ وہ خود بیعت کر کے آئے تھے۔ اُن کی تبلیغ سے گھٹیالیاں کے لوگ دھڑا دھڑ بیعت کرنے لگے۔ غالباً غلام رسول بسراء صاحب سے مَیں نے یہ سنا کہ حضرت صاحب نے جب یہ دیکھا کہ کثرت سے گھٹیالیاں کے لوگ بیعت کر رہے ہیں تو فرمایا یہ گھٹیالیاں کیا ہے؟ گاؤں ہے کہ شہر ہے۔ اس پر چوہدری محمد علی صاحب کے بھائی حاکم علی نے کہا کہ یہ روایت صحیح ہے۔

مکرم میاں شرافت احمد صاحب اپنے والد حضرت مولوی جلال الدین صاحب مرحوم کے حالات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ والد صاحب کو خدمتِ دین کا بہت شوق تھا اور اس پیرانہ سالی میں بھی، بڑھاپے میں بھی آپ جوانوں سے بازی لے جاتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانے میں 1934ء میں جہاں خطبہ جمعہ میں آپ کی وفات کو شہادت کی موت قرار دیا ہے، وہاں آپ نے اعتراف فرمایا کہ مولوی صاحب جوانوں سے بڑھ کر کام کرنے والے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ تین آدمی مَیں نے دیکھے ہیں جو کہ تبلیغ میں دیوانوں کی طرح کام کرتے تھے، ایک حافظ روشن علی صاحب مرحوم، دوسرے یہ مولوی صاحب اور تیسرے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ یہ تینوں نہ دن نہ رات دیکھتے ہیں تبلیغ میں ہی لگے رہتے ہیں۔

پھر میاں شرافت احمد صاحب ہی کی مولوی جلال الدین صاحب کے بارے میں ایک روایت ہے کہ والد صاحب 1924ء میں ملکانہ میں تبلیغ کی خاطر تشریف لے گئے اور وہاں بنجاروں اور ملکانوں میں تبلیغ کرتے رہے۔ ملکانوں اور بنجاروں کے علاوہ آپ نے معززین علاقہ سے بھی تعلقات پیدا کر لئے۔ حکام وقت سے بھی اپنے پھٹے پرانے کپڑوں میں جا ملتے۔ وہ لوگ آپ کو اس رنگ میں دیکھ کر کہ ستر اسّی سال کا بوڑھا اپنی گٹھڑی اٹھائے پھر رہا ہے اور دن رات اس دھن میں ہے کہ لوگ مسلمان بن جائیں اور احمدیت قبول کر لیں، بہت اچھا اثر لیتے تھے۔ آپ اُن سے کافی چندہ وصول کرتے تھے۔ وہ خوشی سے دیتے تھے

کہ یہ جماعت کام کرنے والی ہے۔ اس علاقہ میں بھی آپ کی سعی اور کوشش سے بہت سے لوگ سلسلہ حقہ میں داخل ہو گئے۔''

(خطبہ جمعہ 16 مارچ 2012ء بحوالہ الفضل 15 مئی 2012ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کو پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

آپؑ فرماتے ہیں ''میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو۔ (اب یہ جو الفاظ حضرت مسیح موعودؑ نے استعمال کیا ہے ایک ایسا بہت بڑا اعزاز ہے کہ تم میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو۔ اعضاء بھی انسان کے خود تو کام نہیں کر سکتے، جو دماغ حکم دیتا ہے اس کے مطابق چلتے ہیں۔ پس یہ ہر احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اس توقع پر پورا اترنے کی کوشش کرے۔ ہمارے وہ کام ہوں جو اسلام کی، قرآن کی حقیقی تعلیم کے مطابق ہوں۔ جن کی حضرت مسیح موعودؑ نے اس زمانے میں ہمیں بار بار نصیحت فرمائی ہے۔ اس کے بغیر ہم اپنی بیعت کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ فرمایا کہ) ''میرے اعضاء ہو گئے ہو۔ ان باتوں پر عمل کرو۔ اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ اس لئے کہ آجکل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بنا پر ہے۔ اس لئے لازم ہوا کہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے گاہی حاصل کریں تا کہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کھل جائے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 68 مطبوعہ لندن)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔ ''تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی''۔ (جو بھی بات کرنی ہے سچے دل سے ہونی چاہئے اور تمہارا عمل بھی اس کے مطابق ہونا چاہئے، ورنہ وہ اثر نہیں کرتی فرمایا) ''اسی سے تو ہمارے نبی کریم ﷺ کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپؐ کے حصہ میں آئی اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپ (ﷺ) کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 67.68 مطبوعہ لندن)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صحابہ اور بزرگوں کے حالات اور ان کے احسانات کو جمع کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پس اپنے ان بزرگوں کے احسانات کو نہ بھولیں جو خدا کی راہ میں اپنی جانیں بچھاتے رہے جن پر احمدیت کی بلند و بالا عمارتیں تعمیر ہوئیں اور یہ عظیم الشان جزیرے ابھرے۔ وہ لوگ ہماری دعاؤں کے خاص حق دار ہیں اگر آپ اپنے بزرگوں کو ان عظمتوں کے وقت یاد رکھیں گے جو آپ کو خدا کے فضل عطا کرتے ہیں تو آپ کو حقیقی انکساری کا عرفان نصیب ہوگا۔''

(الفضل 27 مارچ 1989ء)

ہم پر خدائے ذوالمنن کا یہ عظیم الشان انعام ہے کہ ہمیں اس عظیم امانت کا امین بنایا ہے۔ یہ انعام ہمیں قربانی اور تبلیغ کے ان میدانوں کی طرف بلاتا ہے جن میں اس دورِ آخرین کے صحابہ کرامؓ کی عظیم الشان قربانیوں کی داستانیں رقم ہیں۔ ان داستانوں کو آج پھر سے زندہ کرنا ہمارا فرض ہے۔ جس طرح وہ عشق و محبت اور اطاعت کا ثبوت دیتے ہوئے تبلیغ کے میدانوں میں آگے سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اسی طرح آج ہمیں بھی تبلیغ کرنی چاہئے کہ ہم بھی تو اطاعت اور عشق و وفا کے دعووں میں انہی صحابہ کی راہوں پر گامزن ہیں۔

ہمارے محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو پیغام دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے اپنے اندر جو تبدیلیاں پیدا کیں اور قربانی کے اعلیٰ نمونے قائم کئے ان تبدیلیوں کو ہم نے اس زمانے میں جاری رکھنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہماری بچت اسی میں ہے۔'' (خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 574)

''اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات بلند فرمائے جنہوں نے بہت سوں کو زمانے کے امام کا پیغام پہنچایا اور پھر انہوں نے آگے تبلیغ کر کے اس پیغام کو آگے پہنچاتے چلے گئے اور یہ کام جاری رکھا۔ آج اُن کی نسلیں، انہی کی محنت، نیکیوں اور تقویٰ کے پھل کھا رہی ہیں۔ پس اپنے بزرگوں کے لئے بھی دعائیں کریں جن کی نسلوں میں اُن صحابہ کے ذریعے سے احمدیت آئی ہے جو حضرت مسیح موعود کے زمانے میں تھے۔ اور ہمیں اُن کا بہت زیادہ شکر گزار ہونا چاہئے اور حقیقی شکر گزاری یہی ہے کہ جہاں اُن کے لئے دعائیں کریں وہاں اپنا تعلق بھی جماعت سے مضبوط کریں اور اس پیغام کو آگے سے آگے پہنچاتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔''

''پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوہ کی صحیح پیروی کی کوشش ہمارا ایک فرض بھی ہے اور وہ تبھی ہوگی جب ہمارے قول و فعل ایک ہوں گے اور تبھی ہماری کوششوں کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہترین پھل لگیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی اس خواہش کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم دین کی اشاعت کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانے والے بنیں۔ آپ کے اعضاء ہونے کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اور ہمارے قول اور فعل میں کبھی تضاد نہ ہو۔ کبھی دجالی طاقتوں اور دنیاوی علم سے مرعوب اور مغلوب نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بنیادی چیز کو، اصل کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔'' آمین ثم آمین

(خطبہ جمعہ مورخہ 8 و 15 مئی 2012ء)

آخری زمانہ میں سورج مغرب سے طلوع ہوگا

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا

یورپین پارلیمنٹ برسلز اور کیپیٹل ہل امریکہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری پر اہم شخصیات کے خیالات و تاثرات

مکرم ظہیر احمد طاہر صاحب۔ قائد اشاعت مجلس انصاراللہ جرمنی

تاریخ عالم گواہ ہے کہ وہ وجود جنہوں نے دنیا کے لوگوں کو سب سے زیادہ متاثر کیا، اُن میں انبیاء علیہم السلام سب سے نمایاں اور ممتاز ہیں۔ ابتدائے انسانیت سے اللہ کے یہ فرستادے روحانی مائدہ تقسیم کرنے کے لئے مبعوث ہو رہے ہیں۔ نظر بینا رکھنے والے جانتے ہیں کہ دنیا میں جہاں کہیں نیکی کی روشنی، اچھائی کا نور، دلوں کی صفائی کا اجالا اور پرخلوص جذبوں کی حکمرانی ہے اس کے پیچھے انبیاء کرامؑ کی لائی ہوئی تعلیم اور وہ نور ہدایت کارفرما ہے جو اُن کے ذریعہ آسمان سے اتارا گیا۔ ہر وہ ملک اور قوم جہاں نور کی ان روشنیوں کا ظہور ہوا، آج بھی وہاں کہیں نہ کہیں اُن برکتوں کا اجالا ضرور نظر آتا ہے جو دلوں کی صفائی کا موجب ہوا تھا۔ گویا نورِ ہدایت کے اُن سرچشموں نے اپنی قوت قدسی کے ذریعہ گناہ کی غلاظتوں کو مصفا آسمانی پانی سے دھوکر نور ایمان کی شمعیں روشن کی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کے کام بہت پرحکمت اور نرالے ہوتے ہیں۔ ایک عام انسان ان کی کنہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ ہر ایک کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے اور جب وہ مقررہ وقت آپہنچے تو پھر وہ کام اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور منشاء کے مطابق اپنی تکمیل کے مراحل طے کرنے لگتا ہے۔ آسمان پر کسی تبدیلی کا فیصلہ ہو جائے تو زمینی حالات خود بخود سازگار ہونا شروع ہو جاتے ہیں چنانچہ صاحبِ بصیرت ہواؤں کے رخ سے موسم کی تبدیلی کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اُسی آسمانی نظام کا حصہ ہے جو اس سے پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے ذریعہ اس دنیا میں جاری ہوا۔ یہ نظام امن وآشتی، صلح جوئی اور آپس کی نفرتوں کو مٹا کر پیغام توحید کو عام کرنے کے لئے قائم ہوا ہے تا کہ تمام دنیا کے انسانوں کو دین واحد پر جمع کیا جا سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔‘‘ (الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

جب بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی مامور انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے مبعوث ہوتا ہے تو سخت مخالفت کے باوجود کچھ نیک فطرت سعید روحیں اُس کی طرف مائل ہوتی ہیں اور وہ سلسلہ اپنی اصل منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے اور حالات خود بخود سازگار ہوتے جاتے ہیں تب پھر

اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

کے روح پرور نظارے جلوہ نما ہوتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی تقدیر کب، کس طرح اور کیسے جلوہ گر ہوگی اسے کوئی نہیں جانتا لیکن جب وقت کا پہیہ اپنے مقررہ وقت پر پہنچ جائے تو سارے تانے بانے خود سے ملنے لگتے ہیں۔ حقیقتیں واضح ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور ابدی صداقتیں حقیقت کا روپ دھار لیتی ہیں۔ سورج نکل آئے تو اجالے نمودار ہو ہی جایا کرتے ہیں۔ دلوں کی گرہیں کھلنا شروع ہو جائیں تو ذہنوں کے زنگ دور ہونے لگتے ہیں تب ابدی سچائی اپنا اثر دکھاتی ہے اور روح کی کثافتیں ایک دم میں زائل ہو جاتی ہیں۔ مخبرِ صادق ہمارے ہادی و رہنما حضور نبی کریم ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

(مسلم کتاب الفتن۔ باب الایات التی تکون قبل الساعۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۞ ’’ایسا ہی طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منوّر کئے جائیں گے اور اُن کو اسلام سے حصہ ملے گا..... درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدائے تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اوّل سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب خدائے

تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے..... جب ممالک مغربی کے لوگ فوج درفوج دین اسلام میں داخل ہو جائیں گے تب ایک انقلاب عظیم ادیان میں پیدا ہوگا۔ اور جب یہ آفتاب پورے طور پر ممالک مغربی میں طلوع کرے گا۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 376-378)

آثار و قرائن بتا رہے ہیں کہ تبدیلی کا پہیہ گردش میں ہے۔ تقدیر الٰہی کی مسموم ہواؤں نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا ہے اور تائیدات سماوی کی موسلا دھار بارش کا نزول شروع ہو چکا ہے، دلوں کی بنجر زمین نرم ہو رہی ہے اور اس پر روئیدگی کے آثار نمایاں ہیں۔ مغربی اقوام کی محرومیاں ختم ہونے کا وقت آپہنچا ہے اور اُن کی روحیں اسلام کی آغوش میں آنے کے لئے بیتاب ہو رہی ہیں گویا الٰہی نوشتوں اور پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آپہنچا ہے کیونکہ یہی وقت کا تقاضا اور زمانے کی ضرورت ہے:

آسماں پر دعوتِ حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 131- روحانی خزائن جلد 21)

مشہور برطانوی مدبر جارج برنارڈ شا (1856-1950ء) ایک نامور شخصیت ہیں اور لندن اسکول آف اکنامکس کے بانی شمار کئے جاتے ہیں وہ تحریر کرتے ہیں:

''قرون وسطیٰ کے پادریوں نے یا تو جہالت کی وجہ سے یا تعصب کی بناء پر محمدؐ کے دین کی نہایت تاریک تصویر کھینچی تھی۔ فی الحقیقت انہیں محمد (ﷺ) اور اس کے مذہب سے نفرت کرنے کی ٹریننگ دی گئی تھی ان کے نزدیک محمدؐ یسوع کے دشمن تھے۔ لیکن میں نے اس عظیم الشان شخصیت کا مطالعہ کیا ہے میرے رائے میں وہ نہ صرف یہ کہ دشمن مسیح نہ تھے بلکہ انسانیت کے نجات دہندہ تھے میرا ایمان ہے کہ اگر موجودہ زمانہ میں محمدؐ جیسا انسان دنیا کا آمر بن جائے تو وہ ہمارے زمانہ کی مشکلات کا ایسا حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جس کے نتیجہ میں مسرت اور امن حاصل ہو جائے۔ اب یورپ محمدؐ کے مذہب کے اصولوں کو سمجھنے لگا ہے اور آئندہ صدی میں یورپ اس بات کو اور زیادہ تسلیم کرے گا کہ اسلام کے اصول اس کی الجھنوں کا حل کر سکتے ہیں۔ میری پیشگوئی کو ان حقائق کے ماتحت سمجھنا چاہئے موجودہ وقت میں بھی میری قوم اور یورپ کے کئی لوگ اسلام اختیار کر چکے ہیں اور کہا جا سکتا ہے کہ یورپ کے اسلامی بننے کا آغاز ہو چکا ہے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 152-153)

یورپ کے ایک اور مشہور مورخ پروفیسر ٹائن بی (Propessor Toynbee) لکھتے ہیں:

''مغرب سے ٹکراؤ کے نتیجہ میں اب اسلام میں پھر جوش پیدا ہو رہا ہے اور اس میں ایسی روحانی تحریکات جنم لے رہی ہیں جو ممکن ہے آئندہ جا کر عالمگیر مذہب اور تہذیب کی بنیاد بن جائیں مثلاً احمدیہ تحریک ہے۔''

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 153)

یورپین یونین میں حضور انور کی تشریف آوری

الٰہی جماعتوں کی کامیابی کے پیچھے دراصل خدائی ہاتھ کارفرما ہوتا ہے جب کُنْ کا محسور کن نقارہ بجتا ہے تو فَیَکُوْن کے جلوے خود بخود رونما ہونے لگتے ہیں اور روحانی طور پر مردہ جسموں میں زندگی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ مغربی اقوام میں پیدا ہونے والی اس تبدیلی کو آج لاکھوں احمدی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ حالات بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں اور سعید فطرت لوگ اسلام کی امن پسند تعلیم کو سمجھنے کیلئے بیتاب ہو رہے ہیں۔

چنانچہ ہمارے پیارے اور محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جس علاقے اور ملک میں تشریف لے جاتے ہیں آپ کو سربراہان مملکت جیسا پروٹوکول دیا جاتا ہے۔ وہاں کی اسمبلیوں کے ممبر آپ کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ آپ کی مجالس میں شامل ہو کر آپ کی باتوں کو بڑے غور سے سنتے ہیں اور باہر آکر اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ جو باتیں ہم نے خلیفہ کے منہ سے سنیں یہی وقت کی ضرورت اور حالات کا تقاضا ہے۔ ایسی حسین تعلیم اور اسلام کا ایسا خوبصورت چہرہ پہلے دیکھنے کو نہیں ملا اگر یہ اسلام ہے تو اس لائق ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ:

۞ ''نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔'' (الاشتہار، تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ 8)

4/دسمبر 2012ء کا دن ایک خاص اہمیت کا دن تھا جب یورپ کی 28 قوموں کو بیک وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چشمہ سے سیراب ہونے کا موقع ملا۔ اُس روز سچائی کا آفتاب ایک نئی شان کے ساتھ مغرب کی طرف سے طلوع ہوا تھا۔ اُس روز حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے اعزاز میں یورپین پارلیمنٹ برسلز میں ایک انتہائی اہم تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔

یورپین یونین کے نمائندوں اور اس سے قبل امریکن پارلیمنٹ کے نمائندوں سے حضور انور کے خطاب کے نتیجہ میں اُن کے ذہنوں اور سوچوں میں جو حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا ہوئیں ان کی صرف چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

یورپین پارلیمنٹ، یورپی یونین کو چلانے کے لئے ایک پارلیمانی ادارہ ہے۔ ہر پانچ سال بعد یورپین پارلیمنٹ کے ممبران کا انتخاب ہوتا ہے۔ اس کے موجودہ ممبران کی تعداد 754 ہے۔ جنہیں MEP کہا جاتا ہے۔

۞ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی یورپین پارلیمنٹ کی عمارت میں تشریف آوری پر پروٹوکول آفیسر اور پارلیمنٹ سیکیورٹی آفیشلز نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور اُس VIP دروازہ سے پارلیمنٹ کی عمارت میں لے جایا گیا جو صرف سربراہان مملکت کے لئے مخصوص ہے۔ بعد ازاں پروٹوکول آفیسر آپ کو Protocol

Room1 میں لائے جہاں چند ممالک کے ممبران پارلیمنٹ اور دیگر مہمانوں نے باری باری حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

۞۔ساڑھے بارہ بجے حضور انور نے پارلیمنٹ کے Prayer Room میں تشریف لاکر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ یہ یورپین پارلیمنٹ میں پہلی نمازیں تھیں جو خلیفۃ المسیح نے پڑھائیں۔

بعض ممبران کے تاثرات

یورپین پارلیمنٹ میں حضور انور کے خطاب سے پہلے ایک ممبر پارلیمنٹ Claude Moraes نے کہا:

۞۔آج کل دنیا کے حالات اس طرف جارہے ہیں کہ ہمیں احمدیہ جماعت کے امن وآشتی کے نظریات کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ایک دوسرے کیلئے برداشت پیدا کرنے اور ایک دوسرے کی عزت کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ ان نظریات کا مجھ سے پہلے مقررین نے بھی اپنی تقریروں میں ذکر کیا ہے۔ یہ نظریات صرف کتابی باتیں نہیں ہیں بلکہ آج کل کے دور میں ان پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہوگیا ہے۔

.....انہوں کہا کہ حضور انور کا یہاں آنا اس بات کی علامت ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے متعلق جاننا چاہتے ہیں۔میرا خیال ہے احمدیہ جماعت کو مزید سمجھنے کی ضرورت ہے۔ان کے امن اور ایک دوسرے کیلئے برداشت کے متعلق نظریات اور پیغام کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔اس کے علاوہ مذہب وملت کی تفریق کے بغیر انسانیت کی خدمت کرنا بھی اس جماعت کا خاصہ ہے۔اس سب باتوں کو مزید سمجھنے کی ضرورت ہے۔

اس تقریب کے میزبان ممبر یورپین پارلیمنٹ Dr.Charles Tannock نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

۞۔مجھے بطور ممبر آف یورپین پارلیمنٹ تیرہ برس ہو چکے ہیں اور لوگ اکثر مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہم نے اس دوران کیا کیا؟ تو مَیں کہتا ہوں جیسے آج وقت کی ضرورت کے عین مطابق 'امن' کے فروغ کے حوالہ سے تقریب منعقد ہورہی ہے اور جس طرح ہم سب لوگ یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہم سب تبدیلی چاہتے ہیں اور اس کے لئے کوشش کررہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ جیسے حضور انور بھی اس سے پہلے بیان فرما چکے ہیں کہ شدت پسندی کے نظریہ کے پیچھے دنیا کے عالمی حالات بھی کارفرما ہیں۔اگر کوئی ملک انتہا پسندی کو ختم نہیں کرتا تو انتہا پسندی پھیلتی جاتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ آج کل جماعت احمدیہ دنیا کے لئے امن اور برداشت کی ایک اعلیٰ مثال ہے جبکہ دوسری طرف مذہبی انتہا پسندی اور شدت پسندی امن اور انسانی حقوق دونوں کے لئے خطرہ بن چکی ہے اور یہ انتہا پسندی پھر عالمی سطح پر ہونے والی دہشتگردی کے ساتھ جڑ جاتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ آج کل کے بعض جہادی گروپ کسی طور پر بھی حقیقی اسلام کو پیش نہیں کرتے۔ جماعت احمدیہ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے کیونکہ اس جماعت نے دنیا کے مختلف ممالک میں، جن میں پاکستان سے انڈونیشیا تک اور نائیجر سے قرغیزستان تک شامل ہیں، مظالم سہے ہیں اور مختلف اوقات میں یورپی پارلیمنٹ اس حوالہ سے قراردادیں بھی پاس کرچکی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 28/دسمبر2012ء)

وہی مغرب جہاں 1894ء میں ایک مشنری کانفرنس میں عیسائی پادریوں کے سامنے ڈاکٹر ہربرٹ (Dr. Herbert) یہ اعلان کررہے تھے کہ:

۞۔''فرض کرو لنڈن کہ کسی علاقے میں کوئی مسلمان آوارد ہو جو اجنبی کپڑوں میں ملبوس ہو۔ٹوٹی پھوٹی انگریزی بولتا ہو۔اور وہ ہمیں یہ بتانے کی کوشش کرے کہ محمدؐ خدا کا سچا رسول ہے اور یہ کہ اب ہم یسوع مسیح کی بجائے اس پر ایمان لائیں۔ذرا سوچو تو سہی اس مسلمان کا کیا حشر ہوگا یہی کہ چھوٹے چھوٹے بچے اس پر کیچڑ اچھالتے پھریں گے۔'' (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 153)

عالم انسانیت کے بہتر مستقبل کی ضمانت اسی پیغام پر عمل کرنے میں ہے

اب اسی مغرب میں اسلام کو خوش آمدید کہا جارہا ہے اور اسلام پر نفرتوں کے تیر چلانے کی بجائے اُس کے حقیقی نمائندوں پر مسکراہٹوں کے پھول نچھاور کئے جاتے ہیں۔چنانچہ 4/دسمبر2012ء کو اسلام احمدیت کے حقیقی نمائندے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں جانشین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یورپین یونین میں خطاب کے لئے تشریف لائے تو چرچ کا ایک نمائندہ حضور انور کی زبان مبارک سے اسلام کی امن پسند تعلیم کو سن کر یہ کہنے پر مجبور ہوگیا کہ 'اب عالم انسانیت کے بہتر مستقبل کی ضمانت اسی پیغام پر عمل کرنے میں ہے۔' چنانچہ مسٹر Christian Mirre نے جو چرچ آف سائنٹالوجی یورپ کے ممبر ہیں یورپین یونین میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کے بعد اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

۞۔یہ ایک بہت اہم میٹنگ تھی حضور انور نے اپنے خطاب میں ہم سب کو یہ پیغام دیا ہے کہ ہم سب مل کر امن کے لئے کام کریں اور آپس کی نفرتوں کو دور کریں۔حضور کا پیغام حکمت سے پُر تھا اور اب عالم انسانیت کے بہتر مستقبل کی ضمانت اسی پیغام پر عمل کرنے میں ہے۔

احمدیہ خلیفہ کا پیغام ہر مذہب، نسل اور ثقافت کی تفریق سے بلند

اسپین سے Mayor of Meco مسٹر Pedro Luis Carlavilla بھی یورپین یونین میں ہونے والے تاریخ ساز پروگرام میں شامل تھے۔اس موقع پر انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

۞۔میں اپنی طرف سے احمدیہ مسلم جماعت کا بے حد شکرگزار ہوں جنہوں نے مجھے ایسا غیر معمولی موقع فراہم کیا۔جس انداز سے احمدیہ خلیفہ نے آج کل دنیا کو درپیش مسائل کی طرف توجہ دلائی ہے وہ ہر مذہب، نسل اور ثقافت کی تفریق سے بلند تھا۔اگر عزت مآب Pope بھی اس تقریب میں شریک ہوتے تو وہ بھی اس بات سے اتفاق کرتے جو احمدیہ خلیفہ نے بیان فرمائیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 27/دسمبر2012ء)

ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر رکھتے ہیں

ایک اور عیسائی رہنما جو Bishop کے اہم عہدہ پر فائز ہیں جنیوا (سوئٹزرلینڈ) سے اس تقریب میں شمولیت کے تشریف لائے تھے۔ موصوف انٹرفیتھ انٹرنیشنل کے نمائندہ اور رفاعی تنظیم Feed a Family کے بانی صدر بھی ہیں۔ خطاب سے ایک روز قبل برف پر سے پھسل گئے تھے اور ان کی آنکھ پر شدید چوٹ آئی تھی اس کے باوجود برسلز تشریف لائے۔ حضور انور کے خطاب کے بعد انہیں حضور انور سے مصافحہ کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اُن کی خوشی دیدنی تھی انہوں نے اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

۞ ''یہ شخص جادوگر نہیں لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان مَیں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کی طرح کے صرف تین انسان اگر اس دنیا کو مل جائیں تو امن عامہ کے حوالے سے اس دنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں نہیں بلکہ دنوں کے اندر برپا ہوسکتا ہے اور یہ دنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ مَیں اسلام کے بارے میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ آپ کے خطاب نے اسلام کے بارے میں میرے نقطۂ نظر کو کلیۃً تبدیل کر دیا ہے۔''

حضور سے ملاقات کو مَیں کبھی فراموش نہیں کرسکتا

سوئٹزرلینڈ سے جاپانی بدھ ازم کے ایک نمائندے Jorge Koho Mello جو راہب بھی ہیں اس تقریب میں شامل ہوئے تھے۔ وہ بھی حضور انور کی بارعب اور مسحور کن شخصیت سے بہت متأثر ہوئے۔ اس موقع پر اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

۞ ''آپ کو (یعنی حضور انور کو) جو علم، دانائی اور حکمت ودیعت کی گئی ہے کاش کہ لوگ اس علم اور دانائی سے فائدہ اٹھائیں۔ آپ کا مَیں مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم لیکچر میں شامل ہونے کے لئے مجھے دعوت دی اور اس میں شامل ہونا اور حضور سے ملاقات کا موقعہ ملنا میرے لئے ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ حضور کے ساتھ ملاقات کے لمحات میرے لئے قیمتی ترین لمحات ہیں جن کو مَیں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ مجھے یہاں دوسرے ممالک کے اہل علم لوگوں سے ملنے کا بھی موقعہ ملا جس کے لئے مَیں آپ کا ممنون ہوں۔''

حضور انور کا خطاب تمام مسلمانوں کے لئے فخر کی بات ہے

بیلجیم کی نیشنل پارلیمنٹ کے ایک مسلمان ممبر آنریبل Fouad Ahidar نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ:

۞ حضور انور کا یورپی پارلیمنٹ میں خطاب صرف میرے لئے ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے فخر کی بات ہے۔ حضور کے خطاب نے ہمارے سر بلند کر دیئے ہیں۔

بیلجیم کی وزارت داخلہ کے نمائندہ Jonathan Debeer نے کہا:

۞ حضور انور کے خطاب نے ہم سب کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہم نے اس سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ یہ خطاب ہم سب کے لئے انسپائرنگ ہے۔

ممبر پارلیمنٹ Mr.Mass نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

۞ آج ایک بہت بڑی اور اہم روحانی شخصیت یورپین پارلیمنٹ میں تشریف لائی۔ حضور نے دنیا کے لئے جو امن کا پیغام دیا ہے اور ہماری رہنمائی کی ہے اس کے لئے ہم حضور کے بیحد شکرگزار ہیں۔

ملک مالٹا (Malta) سے Prof.Amold Cassola اس تقریب میں شمولیت کے تشریف لائے تھے۔ آپ یونیورسٹی آف مالٹا میں بطور پروفیسر کام کررہے ہیں۔ آپ 30 سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کو اٹالین پارلیمنٹ میں ممبر آف پارلیمنٹ رہنے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس تقریب پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

۞ ''کانفرنس کا انتظام نہایت اعلیٰ تھا یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کا بھی خاص طور پر خیال رکھا گیا اور کہیں کسی قسم کی کمی نظر نہیں آئی۔ جماعت احمدیہ کا عالمی بھائی چارہ کا تصور اور ماٹو 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' ایک نہایت اہمیت کا حامل تصور ہے جو تمام انسانیت کو اکٹھا کر دیتا ہے اور ہر قسم کے نسلی اور مذہبی تفریق کو الگ کر کے انسانیت کو یکجا کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔

خلیفہ (ایدہ اللہ تعالیٰ) کی تقریر عالمی امن کے قیام کی جدوجہد کی واضح عکاسی ہے۔ درحقیقت جماعت احمدیہ دنیا کے تمام لوگوں کے لئے جو امن اور رواداری کی تلاش میں ہیں مذاکرات کا ایک اہم پلیٹ فارم مہیا کررہی ہے، یہاں تک کہ سیاسی سطح پر بھی وہ اس معاملہ کو خوب اچھی طرح پیش کررہی ہے۔''

ملک مالٹا سے آنے والے ایک دوسرے مہمان Ivan Bartolo تھے آپ کا تعلق میڈیا سے ہے اور آپ دو پروگراموں کے پروڈیوسر اور میزبان ہیں۔ موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

۞ ''درحقیقت عزت مآب خلیفہ امن کے عظیم سفیر ہیں اور مَیں آپ کی شخصیت اور امن اور عالمی بھائی چارہ کے لئے آپ کے مشن اور جدوجہد سے بہت متأثر ہوا ہوں۔''

ناروے سے ایک ممبر پارلیمنٹ اور کرسچن ڈیموکریٹک پارٹی کے صوبائی سیکرٹری بھی اس تقریب میں شامل ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے برملا کہا:

۞ ''جماعت احمدیہ بہت خوش نصیب ہے کہ ان کو ایسا عظیم رہنما ملا ہے۔ حضور انور کا خطاب اور تقریب کا انتظام بہت اعلیٰ تھا۔ بغیر فعال اور مؤثر لیڈرشپ کے ایسا ممکن نہیں ہے۔''

حکومت فرانس سے وزارت داخلہ اور وزارت خارجہ کے نمائندہ Mr.Eric نے حضور انور کے خطاب کے تمام اہم پوائنٹس نوٹ کئے اور کہا کہ:

۞ حضور انور کے خطاب میں فرانس کے لئے بہت رہنمائی ہے۔ مَیں واپس

جا کر اپنی منسٹری میں رپورٹ پیش کروں گا۔

(ملخص از الفضل انٹرنیشنل 4/جنوری2013ء

U.S.Capital Hill میں حضور انور کی آمد

گزشتہ سال2012ء میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی امریکہ تشریف آوری پرآپ کے اعزاز میں U.S.Capital Hill کے مشہور ہال Gold Room میں ایک تاریخ ساز تقریب کا انعقاد ہوا ۔امریکہ کی پارلیمنٹ جوکہ House of Representatives کہلاتی ہے اور ایوان بالا سینیٹ کے اجلاسات کیپٹل ہل کی عمارات میں ہوتے ہیں ۔یہاں کے ممبر پارلیمنٹ کانگریس مین (Congressmen) کہلاتے ہیں ۔امریکن حکومت کے تمام اہم دفاتر اور ادارے انہی عمارات میں واقع ہیں۔

اس تقریب میں29 سینیٹرز،سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ،وائٹ ہاؤس اور پینٹا گون کے نمائندوں کے علاوہ Think-tank،ہیومین رائیٹس کی تنظیموں کے نمائندے ،کالجز اور یونیورسٹیز کے پروفیسر،مختلف ممالک کے سفراء،مندوبین اور متعدد دیگر اہم افراد شامل ہوئے۔

پندرہ سال میں اتنے زیادہ کانگریس ممبرز کو ایک ساتھ نہیں دیکھا

ایک کانگریس مین Ellison کے چیف آف سٹاف نے کہا کہ اسے یہاں پر کام کرتے ہوئے 15 سال ہوگئے ہیں اور اس نے آج تک دس سے زیادہ کانگریس ممبرز کو کسی پرائیویٹ تقریب میں اکٹھے نہیں دیکھا اور اگر کبھی آ بھی جائیں تو دس پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں ٹھہرتے ۔اس کے علاوہ یہاں سیاسی رقابت بہت ہے اور یہ لوگ ایک جگہ اکٹھا ہونے کے بھی روادار نہیں ہوتے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کے وجود کی برکت تھی کہ ایک بڑی تعداد میں سینیٹرز اور کانگریس مَین نہ صرف شامل ہوئے بلکہ آخر تک بیٹھے رہے اور پھر یہ آپس کی سیاسی رقابتیں بھی بھول گئے ۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یورپ اور امریکہ کے لوگ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور اس سلسلہ کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جیسا کہ ایک سخت پیاسا یا بھوکا جو شدّت بھوک اور پیاس سے مرنے پر ہو اور یکدفعہ اس کو پانی اور کھانا مل جائے۔‘‘(براہین احمدیہ حصہ پنجم،روحانی خزائن جلد1 صفحہ107)

سینیٹر اور کانگریس مَین سے ملاقات

عمارت کے اندر آنے بعد حضور انور کمرہ نمبر B-329 میں تشریف لائے جہاں سینٹر Casey، کانگریس مین Sherman اور کانگریس مین Honda نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی ۔کانگریس مین Honda حضور انور سے ملاقات کے لئے آئے تو انہوں نے اپنی گلے میں خدام الاحمدیہ والا رومال پہنا ہوا تھا۔

سینیٹر Casey نے دوران ملاقات کہا کہ حضور انور کا امن ، رواداری اور وفاداری کا پیغام بہت اچھا ہے اور ہم حضور کے شکر گزار ہیں۔

کانگریس مین Sherman نے بتایا کہ وہ حضور انور کا بہت مداح ہے۔

(ملخص از الفضل انٹرنیشنل 24/اگست2012ء)

چند شرکاء کے تاثرات

اگرچہ کسی اہم جگہ پر کسی تقریب کا انعقاد بھی اہمیت کا حامل ہوتا ہے لیکن اُس کے نتیجہ میں جو مثبت اثرات مرتب ہوں ان کی روشنی میں اندازہ لگایا سکتا ہے کہ وہ پروگرام کتنی اہمیت کا حامل تھا اور اس میں شامل ہونے والوں پر اس کا کیا اثر ہوا۔ چنانچہ اس پروگرام کا آغاز ہوتے ہی پہلے مقرر سینیٹر جناب Robert Casey نے سٹیج پر تشریف لا کر اس بات کا برملا اعتراف کیا کہ

امن وسلامتی کے پیغام کا شکریہ

۞۔آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہاں آمد کے طفیل ایوان بالا یعنی Senate اور ایوان زیریں یعنی House of Representatives کے نمائندے اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں جو عام طور پر کبھی نہیں ہوتا۔موصوف نے کہا ہم حضور انور کی عظیم لیڈر شپ اور آپ کے امن وسلامتی اور رواداری کے پیغام کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور آج آپ کو یہاں خوش آمدید کہتے ہیں۔

کانگریس مین آنریبل Brad Sherman کی طرف سے خیر مقدم

۞۔موصوف نے دنیا میں امن کے قیام کے لئے حضور انور ایدہ اللہ کی کوششوں کو سراہا اور کہا ہم حضور کے امن،رواداری اور بھائی چارہ کے کام کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو آپ ساری دنیا میں کر رہے ہیں۔

خاص تحفہ

کانگریس مَین Sherman نے اپنے خطاب کے آخر میں حضور انور کی خدمت میں Congressional Flag پیش کیا۔یہ امریکہ کا جھنڈا ہے جس کو Capital Hill کی عمارت پر لہرایا گیا تھا۔یہ خاص مہمانوں کی عزت افزائی کے لئے دیا جاتا ہے۔

آنریبل Dr.Katrina Lautos Sweet نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ Dr.Katrina امریکی حکومت کے ادارہ United States Commission for International religious Freedom کی چیئر مین ہیں۔ڈاکٹر کترینہ نے بتایا کہ:

۞۔احمدی یہ تقریب اپنے کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے نہیں کر رہے بلکہ خلیفۃ المسیح دنیا میں امن کے قیام کے خواہاں ہیں اور اس تقریب کا مقصد صرف یہ ہے کہ دنیا میں امن قائم ہو سکے۔ جماعت اس کے بدلہ میں کسی چیز کی خواہاں نہیں ہے۔

اس تقریب میں امریکن پارلیمنٹ کی سابق سپیکر آنریبل Nancy Pelosi نے بھی خطاب کیا۔ Nancy Pelosi پریزیڈنٹ Obama کے خاص ساتھیوں میں سے سمجھی جاتی ہیں۔ موصوفہ کی اسی دوران ایک اور میٹنگ تھی لیکن اپنے چیف آف سٹاف کی کئی مرتبہ کی یاددھانی کے باوجود بیٹھی رہیں اور حضور کی مکمل تقریر سنی۔

اپنی تقریر میں Nancy Pelosi نے حضور انور کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور خاص طور پر ذکر کیا کہ حضور پاکستان کے Anti-Ahmadiyya قوانین کی وجہ سے اسیر راہ مولیٰ رہ چکے ہیں اور آج کل انگلستان میں مقیم ہیں۔

امریکی کانگریس کا ریزولیوشن

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی امریکہ میں آمد پر امریکی کانگریس میں ایک ریزولیوشن پیش کی گئی۔ یہ ریزولیوشن بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے اور عام طور پر صرف خاص مقاصد کے لئے دی جاتی ہے۔ بہت کم مذہبی رہنما ہیں مثلاً Pope جن کے لئے اس قسم کی ریزولیوشن دی جاسکتی ہے۔ یہ ریزولیوشن امریکی کانگریس کی طرف سے انتہائی عزت افزائی سمجھی جاتی ہے۔ یہ ریزولیوشن 27/جون 2012ء کو کمیٹی میں پیش کی گئی تھی۔ چنانچہ Golden Room میں منعقد ہونے والی اس اہم تقریب کے دوران Congress Woman آنریبل Zoe Lofgren نے سٹیج پر آکر House Resolution No.704 کا متن پڑھ کر سنایا۔ اس ریزولیوشن کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں۔

۞۔ عالمگیر جماعت احمدیہ کے روحانی سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو واشنگٹن ڈی سی میں خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ کی دنیا میں امن کے قیام، عدل، انصاف، انسانی حقوق کے قیام، جمہوریت اور مذہبی آزادی کے لئے کوششوں کو تسلیم کرتے ہیں۔

۞۔ یہ قرار داد اس بات کو بھی تسلیم کرتی ہے کہ فرقہ وارانہ تشدد جو احمدی مسلمانوں پر ہو رہا ہے اس کے باوجود عزت مآب (حضور انور) نے اپنے پیروکاروں کو کسی بھی قسم کا جوابی تشدد کرنے سے روکا ہوا ہے۔

۞۔ یہ قرارداد اس بات کو بھی تسلیم کرتی ہے کہ حضور انور جب دنیا کے مختلف ممالک کے دورہ میں ممالک کے صدران، وزائے اعظم، ملکوں کے سفراء اور دیگر پارلیمانی شخصیات کو ملتے ہیں تو ان میں خدمت انسانیت کے جذبہ کو اجاگر کرتے ہیں اور خدمت انسانیت کے لئے عملی قدم اٹھاتے ہیں۔

۞۔ یہ قرارداد اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ امریکہ کے اس دورہ کے دوران حضور انور ہزارہا احمدی مسلمانوں سے ملاقات کریں گے اور اس کے علاوہ امریکی حکومت کے لیڈران اور دیگر حکام سے بھی ملیں گے تا کہ بہتر تعلقات قائم ہوں اور بلا امتیاز امن اور عدل قائم ہو۔

۞۔ پس کانگریس یہ قرارداد پاس کرتی ہے کہ وہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا واشنگٹن ڈی سی میں استقبال کرتی ہے۔ آپ کے قیام امن اور قیام انصاف کی کوششوں کا اعتراف کرتی ہے اور اس بات کا بھی اعتراف کرتی ہے کہ آپ اپنی جماعت کو باوجود ان پر سخت ظلم اور Persecution کے انہیں امن سے رہنے اور صبر کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

حضور انور کا خطاب وسیع پیمانے پر شائع ہونا چاہئے

حضور انور کے خطاب کے بعد ممبر آف کانگریس Keith Ellison نے کہا:

۞۔ حضور انور کے خطاب کا ان پر بہت اثر ہوا ہے۔ امن اور عدل کے بارہ میں حضور انور نے جس طرح دینی تعلیمات پیش کی ہیں وہ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ حضور انور کا خطاب شائع کر کے وسیع پیمانہ پر تقسیم کیا جانا چاہئے۔

۞۔ بعد ازاں ریڈیو کے ایک نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے Mr.Keith نے کہا کہ حضور جیسا اعلیٰ روحانیت کے درجہ پر فائز مسلمان لیڈر آج امت مسلمہ کی ضرورت ہے اور فرقوں میں بٹے ہوئے مسلمانوں کے لئے حضور کا وجود برکتوں کا موجب ہے۔ موصوف نے کہا قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق دین میں کوئی جبر نہیں ہے اور سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی صحیح تعلیمات بابت امن وعدل کو سمجھیں۔

کانگریس میں حضور کا خیر مقدم

اس پروگرام کے بعد حضور انور اور قافلہ کے تمام ممبران کو کانگریس کی Visitor`s Gallery میں لے جایا گیا جہاں اس وقت کانگریس کا اجلاس ہو رہا تھا۔ کانگریس کے اجلاس کے دوران کانگریس مَین آنریبل Sherman سپیکر کی اجازت سے ڈائس پر آئے اور کانگریس کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خیر مقدم کیا اور حضور انور کا تعارف کروایا اور بتایا کہ حضور انور امن کے علمبردار ہیں اور ساری دنیا میں امن کے قیام کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔

کانگریس کے اجلاس کے دوران، حضور انور کا یہ خیر مقدم T.V چینل C-Span کے ذریعہ سارے ملک میں Live دکھایا گیا۔

(ملخص از الفضل انٹرنیشنل 24/اگست 2012ء)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حِصنِ حصین مَیں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور بھاگنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے! اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔'' (فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

موجودہ حالات میں دنیا کو یہ پیغام دینے کی ضرورت ہے کہ اس وقت اُن کے تمام مسائل کا حل اگر کسی کے پاس ہے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمائندے اور خدا تعالیٰ کے تائید یافتہ خلیفۂ وقت کے پاس ہے۔

رعب پڑے دلوں پہ دیکھا ہے　　حق اترتے دلوں پہ دیکھا ہے
اے محبت کے بادشاہ ترا　　حکم چلتے دلوں پہ دیکھا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

بحیثیت

حَکَم اور عدل

مکرم میاں مشہود احمد عارف صاحب۔ فرینکفرٹ

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی راہنمائی کیلئے انبیاء کو مبعوث فرمایا اور زمانہ کے تقاضوں اور انسان کی ذہنی استعدادوں کے مطابق آسمانی شریعت صحیفوں اور کتابوں کی صورت میں نازل فرمائی۔ پھر ایک وقت آیا جب خدا تعالیٰ نے اپنے کامل بندے سردارانِ انبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر قران شریف جیسی کامل شریعت نازل فرمائی جو قیامت تک کیلئے کامل اور مکمل شریعت ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم اس دنیا میں انسان کی انفرادی اور معاشرتی زندگی کی ہر جہت سے راہنمائی فرماتی ہے۔ اس دنیا میں انسان کے تعلق با اللہ اور عبادت کی غرض وغائیت کے ساتھ ساتھ اُخروی زندگی کیلئے ایک طرف خوشخبری سناتی ہے تو دوسری طرف انذار کا پہلو بھی ہے اور آنحضرت ﷺ نے اپنے اسوہ حسنہ کے ذریعہ ہماری راہنمائی بھی فرمائی۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ’’آنحضرت ﷺ کے اخلاق اور اطوارِ زندگی قران کریم کے عین مطابق تھے۔‘‘ (مستدرك للحاكم تفسير سورة المومن جلد 2 ص 392 بحواله حديقة الصالحين صفحه 50)

جس طرح پہلے زمانہ میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آسمانی شریعت میں ردوبدل کر دیا گیا اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نفسانی خواہشات کے غلام ملاؤں نے یہود علماء کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس مقدس شریعت قران کریم کی پاکیزہ تعلیم کو اپنے اپنے مزاج کے مطابق پیش کیا اور کر رہے ہیں جس نے اُمت مسلمہ کو ایسی راہوں پر گامزن کر دیا ہے جن کا کوئی تعلق قران کریم کی پاک وحسین اور امن وسلامتی کی تعلیم سے نہیں ہے۔ اس غلط روش اور بے راہ روی اور فتنہ وانتشار کے دور میں اُس مسیح ومہدی کی ضرورت تھی جس کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ ’’حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی جب آپؐ نے اسکی آیت وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ ’’کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے،،۔ تو ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہؐ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضورؐ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا اس شخص نے تین دفعہ یہی سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ فارسی ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اُٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اسکو واپس لے آئیں گے (یعنی آخرین سے مراد ابنائے فارس ہیں جن میں مسیح موعود ہوں گے اور ان پر ایمان لانے والے صحابہ کا درجہ پائیں گے)

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعہ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ 892-893)

پس اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے ایک مصلح اور فرستادہ کی ضرورت تھی جو ان علماء کی بے راہ روی سے اُمت مسلمہ کو نہ صرف بچائے بلکہ اُن کو ایسی راہ پر چلائے جو صراط مستقیم ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اس فتنہ وانتشار کے زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ کو مبعوث نہ فرماتا تو اسلام کی حسین و پاکیزہ اور امن وسلامتی کی تعلیم رُوئے زمین سے یکسر غائب وخاسر ہو جاتی۔ لیکن اسلام وہ دین ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَاللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ وَمَا اخۡتَلَفَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ اِلَّا مِنۡ بَعۡدِ مَاجَاءَ هُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡیًا بَیۡنَهُمۡ وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ. (سورۃ آل عمران آیت 20)

ترجمہ ’’یقیناً دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ اور اُن لوگوں نے جنہیں کتاب دی گئی اختلاف نہیں کیا مگر آپس میں سرکشی کرتے ہوئے اس کے بعد

کہ اُن کے پاس علم آچکا تھا۔اور جو اللہ کی آیات کا انکار کرتا ہے تو اللہ یقیناً حساب (لینے) میں بہت تیز ہے۔''

خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب قران کریم کے بارہ میں فرمایا ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ. (الحجر:10)

ترجمہ''یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اُتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

قرآن کریم کی حفاظت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کتاب مقدس پر جب بھی معترضین کی طرف سے حملے ہونگے یا اُمت مسلمہ کے وہ علماء جو اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے اُمت کو اُن غلط عقائد کی طرف گامزن کریں گے جن عقائد کا تعلق قران کریم کی پاکیزہ تعلیم سے نہیں ہے تو اس حالت میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو کھڑا کرے گا جو ایک طرف دشمنان اسلام کے حملوں کا جواب اسی پاک تعلیم میں دلائل و براہین سے دیں گے اور دوسری طرف اُمت مسلمہ کی اصلاح اور راہنمائی بھی اسی کتاب قران کریم کی تعلیم کے ذریعہ کریں گے۔خلفائے راشدین کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ میں مجددین کا سلسلہ شروع فرمایا اور اپنے دین کی حفاظت فرمائی۔اب بانی جماعت احمدیہ امام آخر الزماں حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود ومہدی معہودؑ نے قرآن شریف کی روشنی میں اس زمانے کے علماء کے غلط عقائد کی نشاندہی فرماتے ہوئے ان کی اصلاح فرمائی۔انشاءاللہ اب خدا تعالیٰ تا قیامت اپنے مسیح موعودؑ کی تعلیم رُوحانی خزائن، جو قران کریم کی پُر معارف اور لطیف خزائن کی تعلیم ہے اور خلفاء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اپنے دین کی نصرت فرماتا رہے گا۔اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''ازانجملہ ایک یہ ہے کہ مسیح جب آئے گا تو لوگوں کے عقائد اور خیالات کی غلطیاں نکالے گا جیسا کہ بخاری میں یہی حدیث لکھی ہے کہ مسیح ابن مریم حَکَم اور عدل ہونے کی حالت میں نازل ہوگا۔پس حَکَم اور عدل کے لفظ سے ہر یک دانا سمجھ سکتا ہے کہ مسیح بہتوں کے فہم اور سمجھ کے مخالف حق اور عدل کے ساتھ حَکَم کرے گا۔اور جیسے حَکَم عدل سے نادان لوگ ناراض ہو جاتے ہیں ایسا ہی اس سے بھی ہونگے سو یہ عاجز حَکَم ہو کر آیا اور تمام غلط اوہام کا غلط اوہام ہونا ظاہر کر دیا۔چنانچہ لوگ اول یہ سمجھ رہے تھے کہ وہی مسیح ابن مریم نبی ناصری جو فوت ہو چکا ہے پھر دوبارہ دنیا میں آجائے گا سو پہلے یہی غلطی ان کی دور کر دی گئی اور اُن لوگوں کو سچا ٹھہرایا گیا جو مسلمانوں میں سے مسیح کی موت کے قائل تھے یا جیسے عیسائیوں میں سے یونی ٹیرین فرقہ جو اسی بات کا قائل ہے کہ مسیح مر گیا اور پھر دنیا میں نہیں آئے گا اور ظاہر کر دیا گیا کہ قرآن کریم کی تیس آیتوں سے مسیح ابن مریم کا فوت ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ کسی نبی کی وفات ایسی صراحت سے قرآن کریم میں نہیں لکھی جیسی مسیح ابن مریم کی۔اور یہ وہ امر ہے جس کو ہم شرطی طور پر قرآن کریم کی رو سے پیش کر سکتے ہیں۔اور ہم نے مسیح کی موت کا ثبوت دینے کے بعد یہ بھی ثابت کر دیا کہ وعدہ صرف یہ تھا کہ جب چودھویں صدی تک اُمت کے ایام پہنچ جائیں گے تو خدائے تعالیٰ اس لطف و احسان کی طرح جو حضرت موسیٰؑ کی اُمت سے اُس اُمت کے آخری زمانہ میں کیا تھا مثیل موسیٰ کی ایک غافل اُمت پر بھی اُن کے آخری زمانہ میں وہی احسان کرے گا اور اسی اُمت میں سے ایک کو مسیح ابن مریم بنا کر بھیجے گا سو وہ مسلمانوں میں سے ہی آوے گا جیسا کہ اسرائیلی ابن مریم بنی اسرائیل میں سے ہی آیا۔(ازالہ اوہام صفحہ 477۔روحانی خزائن جلد3)

ایک اور جگہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:''حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے ایک دن بھاگنا ہی تھا۔ہر ایک برکت (جو تجھ کو ملی ہے) وہ محمد ﷺ سے ملی ہے۔دو انسان بڑی برکت والے ہیں جن کی برکتیں کبھی اور کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوں گی۔ایک وہ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جس کی طرف سے اور جس کے فیضان سے یہ تمام برکتیں تجھ پر اُتاری گئی ہیں اور دوسرا وہ انسان جس پر یہ ساری برکتیں نازل ہوئیں (یعنی یہ عاجز) کہہ اگر میں نے افتراء کیا ہے اور خدا کے الہام سے نہیں بلکہ یہ بات خود بنائی ہے تو اس کا وبال میرے پر ہوگا۔اور میں اس جرم کی سزا پاؤں گا۔نہیں بلکہ حق یہ بات ہے کہ خدا نے اس رسول کو یعنی تجھ کو بھیجا ہے۔اور اس کے ساتھ زمانہ کی ضرورت کے موافق ہدایت یعنی راہ دکھلانے کے علم اور تسلی دینے کے علم اور ایمان قوی کرنے کے علم اور دشمن پر حجت پوری کرنے کے علم بھیجے ہیں۔اور اسکے ساتھ دین کو ایسی چمکتی ہوئی شکل کے ساتھ بھیجا ہے جس کا حق ہونا اور خدا کی طرف سے ہونا بدیہی طور پر معلوم ہو رہا ہے۔خدا نے اس رسول کو یعنی کامل مجدد کو اس لیئے بھیجا ہے کہ تا خدا اس زمانہ میں یہ ثابت کر کے دکھلا دے کہ اسلام کے مقابل پر سب دین اور تمام تعلیمیں ہیچ ہیں۔اور اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو تمام دینوں پر ہر ایک برکت اور دقیقہ معرفت اور آسمانی نشانوں میں غالب ہے یہ خدا کا ارادہ ہے کہ اس رسول کے ہاتھ پر ہر ایک طرح پر اسلام کی چمک دکھلاوے۔کون ہے جو خدا کے ارادوں کو بدل سکے۔خدا نے مسلمانوں کو اور ان کے دین کو اس زمانہ میں مظلوم پایا۔اور وہ آیا ہے کہ تا ان لوگوں اور ان کے دین کی مدد کرے یعنی رُوحانی طور پر اس دین کی سچائی اور چمک اور قوت دکھلاوے اور آسمانی نشانوں سے اس کی عظمت اور حقیت دلوں پر ظاہر کرے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

(تریاق القلوب صفحہ266-267 روحانی خزائن جلد15)

مختصر رپورٹ

پہلا داعیانِ اِلی اللہ ریفریشر کورس

مکرم راجہ محمد سلیمان صاحب۔ قائد تبلیغ مجلس انصاراللہ جرمنی

مجلس انصاراللہ جرمنی کے تحت سال 2013 کو آنحضرت ﷺ کی سیرت کے پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کیلئے منانے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اس فیصلہ کے پیشِ نظر قیادت تبلیغ کے تحت جرمنی بھر کے منتظم صاحبان تبلیغ اور داعیانِ الی اللہ کی ٹریننگ کے لئے ایک ریفریشر کورس مورخہ 30/مارچ 2013ء بروز ہفتہ منعقد کیا گیا۔ اس ریفریشر کورس کا تفصیلی پروگرام ناظمینِ علاقہ اور زعماء کرام کی خدمت میں ایک ماہ قبل ارسال کر دیا گیا تھا اور ان سے درخواست کی گئی تھی کہ ہر مجلس سے منتظم صاحب تبلیغ اور داعیانِ الی اللہ کو اس کورس میں بجھوائیں۔ پروگرام کی کامیابی کے لئے حضور اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھا گیا۔ زعماء کرام سے ٹیلیفون پر مسلسل رابطے کئے گئے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا جو مکرم حافظ فخر احمد صاحب نے کی۔ مکرم و محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے عہد دہرایا اور پھر ریفریشر کورس کے اغراض و مقاصد آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بیان کئے۔ اسکے بعد مکرم و محترم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ نے داعیان الی اللہ کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے اسلام کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے انعامات کا ذکر کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں لوگوں کو خدائے واحد و یگانہ تک پہنچانے کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے چند داعیانِ الی اللہ کے روح پرور واقعات بھی پیش کئے۔

مکرم و محترم نائب امیر و مشنری انچارج صاحب نے بھی داعیانِ الی اللہ کو اپنے خطاب سے نوازا۔ آپ نے کہا جب صدر صاحب نے مجھے پروگرام بتایا تو ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا کہ ہم نے منتظمین تبلیغ کو بھی دعوت دی ہے کہ وہ اس پروگرام سے استفادہ کریں یہ بہت اچھا ہے کیونکہ جب تک منتظمین کو معلوم نہیں ہوگا کہ ایک داعی الی اللہ کی کیا ذمہ داریاں ہیں تو وہ مجالس میں کس طرح کام کریں گے۔ امام صاحب نے داعیان الی اللہ کو انکی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی۔

آپ نے حاضرین ریفریشر کورس کو تاکید کی کہ جب آپ واپس جائیں تو آپ میں ایک نمایاں تبدیلی نظر آنی چاہیئے کہ آپ ریفریشر کورس میں شامل ہو کر آئے ہیں۔

اسکے بعد پروگرام کے مطابق داعیانِ الی اللہ سے انکے ایمان افروز واقعات سنے گئے اور تبلیغی میدان میں بہتری پیدا کرنے کے لئے تجاویز لی گئیں۔ اس پروگرام میں تقریباً دس افراد نے حصہ لیا۔

قیادت تبلیغ مجلس انصاراللہ جرمنی کی طرف سے ہر داعی الی اللہ کو ایک تبلیغی فائل دی گئی جس میں تبلیغ سے متعلق معلومات بہم پہنچائی گئی تھیں۔

محترم صدر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا اور تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

خالص دینی و روحانی ماحول میں منعقد ہونے والے داعیانِ الی اللہ ریفریشر کورس کی حاضری اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور حضور اقدس کی دعاؤں کے نتیجہ میں 170 رہی۔

اس پروگرام کے انتظامی امور کے سلسلہ میں بشارت نوراللہ صاحب ناظم علاقہ ہیسن ویسٹ اور مکرم طارق احمد کاہلوں صاحب زعیم مجلس گنز ہائیم نے اپنا بھرپور تعاون پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ اس ریفریشر کورس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش کے مطابق مجلس انصاراللہ جرمنی کو تبلیغی میدان میں نمایاں خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں کا بھرا ہوا ہے جس میں مرد اور عورت میں محبت و اخلاص و موافقت ہو

میاں بیوی کے درمیان پیار اور رحم کا رشتہ

قرآن کریم نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس بننے کا حکم دیا ہے

مکرم مولانا محمد احمد راشد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ جرمنی

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:75)

آج کی دنیا میں عورت اور مرد کے تعلقات کی حدود و قیود اور میاں بیوی کا رشتہ ایک بہت بڑا معمہ بنا ہوا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اس وقت دنیا کے اہم ترین سوالات میں سے ایک سوال عورت اور مرد کے تعلقات کا ہے۔ ایک طرف اس روشنی کو لیں جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے عرب میں نمودار ہوئی جس نے انسان کے ذہن میں یہ فکر اور خیال پیدا کرنے کی کوشش کی کہ عورت بھی انسان ہی ہے۔۔۔ قرآن کریم میں مرد کو مخاطب کر کے عورتوں کے متعلق و لھن مثل الذی علیھن ایک چھوٹا سا فقرہ فرمایا گیا جو عظیم الشان نتائج پیدا کرنے والا تھا۔۔۔ یہ آواز ان آوازوں میں سے ایک تھی جن کی حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے وابستہ تھی۔

عورت اور مرد کے تعلق کا مسئلہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے جس کے حل کے لیے تیرہ صدیاں درکار تھیں اور اب اس نے ایسی شکل اختیار کر لی ہے کہ دنیا حیران ہو رہی ہے کہ آئندہ کیا ہوگا۔ اب عورت نے اس امر کا احساس کیا ہے کہ میری حریت کا زمانہ آ گیا ہے۔ وہ مرد جو عورتوں کو خدمت گار بلکہ غلام سمجھتے تھے اور جو اپنے اکرام کی خاطر بیوی سے ہر قسم کی خدمت لیتے تھے حیران ہیں کہ ہماری زندگی اب کس طرح گذرے گی' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ان سے پوشیدہ ہے اور ان کے سامنے وہی احساس ہے جو ان کو ورثہ میں ملا ہے اور وہ حیران ہو رہے ہیں کہ اب کیا ہوگا۔ ایک تغیر یورپ میں رونما ہوا ہے وہاں مرد اپنی جگہ اور عورت اپنی جگہ چلّا رہے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دونوں اپنی جگہ سے ہل گئے ہیں اور اکھڑنا ہمیشہ درد پیدا کرتا ہے۔ ان کو آرام اسی وقت حاصل ہوگا جب اسلام نے مرد و عورت کے جو حقوق بتائے ہیں ان کا لحاظ رکھا جائے گا۔'' پھر فرماتے ہیں:۔

''مسلمان عورتوں میں بھی وہی باتیں پیدا ہو رہی ہیں جو دوسری قوموں میں ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمان بجائے اس کے کہ ان کا علاج قرآن کریم سے پوچھیں یورپ کا طریق اختیار کر رہے ہیں۔ اس لیے وہی بے چینیاں جو یورپ میں ہیں ان میں بھی پیدا ہو رہی ہیں۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے گو رسم و رواج کا مقابلہ کرنے میں تکلیف تو ہوگی مگر اس کا انجام نیک ہوگا۔ عورت اور مرد کے حقوق کے متعلق دنیا میں ایک انقلاب پیدا ہونے والا ہے مگر ضروری ہے کہ وہ تغیر قرآن کے مطابق ہو۔'' (خطبات محمود جلد 3 صفحہ 245-243)

عائلی زندگی کا وہ بنیادی پتھر جو جیون ساتھی کے طرز انتخاب سے رکھا جاتا ہے اسی پر مستقبل کی جنتی یا جہنمی زندگی کی عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے رشتہ کے انتخاب میں جذبات سے نہیں کثرت دعا، عقل سلیم اور قول سدید سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاظفر بذات الدین تربت یداک کا حکم دیکر اپنی امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ جیون ساتھی کے انتخاب میں دوسری ساری باتوں کو ثانوی حیثیت دے اور دین اور اخلاق کے پہلو کو اس انتخاب کی بنیاد بنائے۔

مگر آج مسلمانوں کا مغرب زدہ طبقہ رشتوں کی تلاش کا ایک ذریعہ انٹرنیٹ اور جدید ٹیکنالوجی کو بنائے ہوئے ہے۔ دو اجنبی انسانوں کے تعلقات کی ابتداء یہیں سے ہوتی ہے اور بسا اوقات دیکھتے ہی دیکھتے یہ تعلق رشتہ ازدواج کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اپنے وقتی نفسانی جذبات سے مغلوب' مغربی طرز زندگی سے مرعوب لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگوں کا رشتہ ازدواج بھی انہی خطوط پر چلنے لگ جاتا ہے جن پر آج مغربی معاشرہ چل رہا ہے۔

دعا' قول سدید اور عقل سلیم کو نظر انداز کر کے اجنبی لوگوں کے ساتھ اس طرح رشتہ ازدواج کی پہلی اینٹ رکھنے والے اس طبقہ کو آئندہ کی زندگی میں

کن کن مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اس زمانہ میں جو طرح طرح کی بدچلنیوں کی وجہ سے اکثر لوگوں کی نسل خراب ہوگئی ہے لڑکیوں کے بارہ میں مشکلات پیدا ہوگئی ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ بڑی بڑی تلاش کے بعد بھی اجنبی لوگوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے کئی بد نتیجے نکلتے ہیں۔بعض لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے باپ یا دادوں کو کسی زمانہ میں آتشک تھی اور کئی مدت کے بعد وہ مرض ان میں بھی پیدا ہو جاتی ہے بعض لڑکیوں کے باپ دادوں کو جذام ہوتا ہے تو کسی زمانے میں وہی مادہ لڑکیوں میں بھی پیدا ہو جاتا ہے۔بعض میں سل کا مادہ ہوتا ہے اور بعض میں دق کا مادہ اور بعض کو بانجھ ہونے کی مرض ہوتی ہے اور بعض لڑکیاں اپنے خاندان کی بدچلنی کی وجہ سے پورا حصہ تقویٰ کا اپنے اندر نہیں رکھتیں۔ایسا ہی اور بھی عیوب ہوتے ہیں کہ اجنبی لوگوں سے تعلق پکڑنے کے وقت معلوم نہیں ہوتے۔''

(سیرت المہدی جلداول حصہ سوم صفحہ737-736)

ایک اور نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''ہماری قوم میں یہ بھی ایک بدرسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے ۔ یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریقہ ہے جو احکام شریعت کے بالکل خلاف ہے۔۔۔رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 49-48 طبع جدید)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''سنو میاں بیوی کا تعلق ایک گھنٹہ کا نہیں ساری عمر کا ہے۔ساری عمر کا نہیں بلکہ میں تو کہتا ہوں قیامت تک کا ہے۔۔جیسا بیج ہوگا ویسا ہی پھل لگے گا۔۔۔یہی وجہ ہے کہ نکاح میں بھی دینی طور پر ان باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے کہ لڑکی ذات الدین ہو۔لڑکے کے اخلاق خراب نہ ہوں۔۔۔۔دیکھو حضرت ابراہیم کی شادی ہوئی۔اس نکاح کی بنیاد کسی ایسے نیک اصل پر تھی کہ اس سے نبی ہی نبی پیدا ہوتے چلے گئے۔۔۔لوگ ایسی باتوں کا بہت کم خیال رکھتے ہیں اور وقت پر جسطرح بن پڑے اپنی غرض کو حاصل کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔''

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 5)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام میاں بیوی کے تعلق پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت حکیم مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔''نہایت نیک قسمت اور سعید وہ آدمی ہے کہ جس کو اہلیہ صالحہ محبوبہ میسر آجائے کہ اس سے تقویٰ طہارت کا استحکام ہوتا ہے اور ایک بزرگ حصہ دین اور دیانت کا مفت میں مل جاتا ہے۔اسی وجہ سے تقریباً تمام نبیوں اور رسولوں کی توجہ اسی بات کی طرف لگی رہی ہے کہ انہیں جمیلہ حسینہ صالحہ بیوی میسر آوے جس سے گویا انہیں ایک قسم کا عشق ہو۔ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت ایک مشہور واقعہ ہے اور لکھا ہے کہ اسلام میں پہلے وہی محبت ظہور میں آئی۔سو میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اللہ جل شانہ آپ کو یہ نعمت عطا کرے۔میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کی اصل الاصول ہے اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا طالب و جویاں بلکہ عاشق و حریص ہوتا ہے اس لیے میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں کا بھرا ہوا ہے جسمیں مرد اور عورت میں محبت و اخلاص و موافقت ہو۔''

(مکتوبات احمد جلد دوم مکتوب 37 صفحہ 59)

اسی طرح آپ نے نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کی زوجہ اول کی وفات پر ان کے نام ایک تعزیتی خط میں تحریر فرمایا:

''میاں بیوی کا علاقہ ایک ایسا علاقہ ہے جس کے درمیاں اسرار ہوتے ہیں۔بیوی میاں ایک ہی بدن اور ایک ہی وجود ہو جاتے ہیں۔ان کو صدہا مرتبہ اتفاق ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی جگہ سوتے ہیں وہ ایک دوسرے کا عضو ہو جاتے ہیں۔بسا اوقات ان میں ایک عشق کی سی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔اس محبت اور انس پکڑنے کے زمانہ کو یاد کر کے کون دل ہے جو پر آب نہیں ہوسکتا۔یہی وہ تعلق ہے جو چند ہفتہ باہر رہ کر آخر فی الفور یاد آتا ہے۔ایسے تعلق کا خدا نے بار بار ذکر کیا کہ باہم محبت اور انس پکڑنے کا یہی تعلق ہے۔بسا اوقات اس تعلق کی برکت سے دنیوی تلخیاں فراموش ہو جاتی ہیں۔یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس تعلق کے محتاج تھے۔جب سرور کائنات بہت ہی غمگین ہوتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ کی ران پر ہاتھ مارتے اور فرماتے تھے ارحنا یا عائشہ۔یعنی اے عائشہ ہمیں خوش کر کہ ہم اس وقت غمگین ہیں۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنی پیاری بیوی، پیارا رفیق اور رئیس عزیز ہے جو اولاد کی ہمدردی میں شریک غالب اور غم کو دور کرنے والی اور خانہ داری کے معاملات کی متولی ہوتی ہے۔جب وہ یک دفعہ دنیا سے گذر جاوے تو کیسا صدمہ ہے اور کیسی تنہائی کی تاریکی چاروں طرف نظر آتی اور گھر ڈراؤنا معلوم ہوتا ہے۔''

(الحکم جلد 7 شمارہ 36۔ 3 ستمبر1903)

عائلی زندگی کو پیار اور محبت کی آماجگاہ بنانے کے لیے دعا ایک بہت بڑا ہتھیار ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اصلح لی فی ذریتی میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما، سو اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہیئے

کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدم پر عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔۔۔غرض ان کی وجہ سے اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہیے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔''

(تفسیر مسیح موعود علیہ السلام سورہ احقاف آیت 16)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک احمدی مرد کو کن اوصاف سے متصف دیکھنا چاہتے تھے۔اس کی ایک مثال ملاحضہ ہو آپ نے ایک مرتبہ نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرماتے ہوئے لکھا۔

''آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کی نسبت جو لکھا تھا کہ بعض امور میں مجھے رنج پیدا ہوتا ہے۔سو میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرا یہ مذہب نہیں ہے۔میں اس حدیث پر عمل کرنا علامت سعادت سمجھتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ یہ ہے خیرکم خیرکم لاھلہ یعنی تم میں سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔عورتوں کی طبیعت میں خدا تعالیٰ نے اس قدر کجی رکھی ہے کہ کچھ تعجب نہیں کہ بعض وقت خدا اور رسول یا اپنے خاوند یا خاوند کے باپ یا مرشد یا ماں یا بہن کو برا کہہ بیٹھیں اور ان کے نیک ارادہ کی مخالفت کریں۔سو ایسی حالت میں بھی ایک مناسب رعب کے ساتھ اور کبھی نرمی سے ان کو سمجھا دیں اور ان کی تعلیم میں مشغول رہیں۔لیکن ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کریں اور مروت اور جوانمردی سے پیش آویں اور ان کو سمجھاتے رہیں کہ مسلمان کے لیے آخرت کا فکر ضروری ہے تا خدا تعالیٰ مصیبتوں سے بچاوے۔وہ ہیبت ناک چیز جو خاوند اور بیوی اور بچوں اور دوستوں میں جدائی ڈالتی ہے جس کا دوسرے لفظوں میں نام موت ہے دعا کرنا چاہیئے کہ وہ بے وقت نہ آوے اور تباہی نہ ڈالے اور نرم دل رکھنا چاہیئے۔اور ان کو سمجھا دیں کہ نماز کی پابندی کریں۔نماز جناب الٰہی میں عرض معروض کا موقع دیتی ہے اپنی زبان میں دنیا اور آخرت کے لیے دعائیں کریں۔بدتقدیروں سے ڈرتے رہیں۔خدا تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے جو امن کے وقت میں ڈرتے رہیں۔اور نیز آپ ان کے واسطے نماز میں دعا کریں۔یہ نازیبا بات ہے کہ ادنیٰ لغزش دیکھ کر دل میں قطع تعلق کریں بلکہ وفاداری سے اصلاح کے لیے کوشش کریں اور سچی ہمدردی سے کام لیں۔''

(مکتوبات احمد جلد 2 صفحہ 235-234)

دیکھیئے احمدی مرد ہو یا عورت جو بھی چھوٹی چھوٹی بات پر اس رشتہ کو کاٹ دینا چاہے اسے امام الزمان علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''یہ نازیبا بات ہے کہ ادنیٰ لغزش دیکھ کر دل میں قطع تعلق کریں۔''

قطع تعلق کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔حضرت بابو محمد افضل صاحب رضی اللہ عنہ جو اخبار بدر کے بانی ایڈیٹر تھے۔افریقہ میں ملازم تھے اور بہت خوشحال زندگی بسر کرتے تھے۔ان کی دو بیویاں تھیں دونوں ہی قادیاں دارالاماں میں رہا کرتی تھیں۔1899 کی بات ہے انہوں نے حضرت حکیم مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھ کر ان سے درخواست کی کہ ان دونوں بیویوں کو ان کے پاس افریقہ بھجوا دیا جائے۔اس خط میں انہوں نے یہ بھی لکھ ڈالا کہ جو بیوی آنے سے انکار کرے اسے طلاق دیتا ہوں۔ان کا یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضور علیہ السلام کو بہت ہی دکھ پہنچا۔امام الزماں نے حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کو فرمایا وہ تو جب طلاق دے گا ان کو لکھ دیں کہ "ایسے شخص کا ہمارے ساتھ تعلق نہیں رہ سکتا کیونکہ جو اتنے عزیز رشتہ کو ذرا سی بات پر قطع کر سکتا ہے وہ ہمارے تعلقات میں وفاداری سے کیا کام لے گا"

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ253)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاص طور پر ایک احمدی مرد کو مردانگی کی خصلتوں سے آراستہ اور مزین دیکھنا چاہتے تھے۔آپ فرماتے ہیں:

''ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔اس کا شکریہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔''

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از یعقوب علی عرفانی صفحہ 400)

آپ فرماتے ہیں: ''فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔'' (ایضاً صفحہ 400)

فرماتے ہیں: ''میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دلآزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت کا نتیجہ ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 307)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔'' (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19)

فرماتے ہیں:۔

''شریعت میں حکم ہے کہ عورتوں کی عزت کرو اور ان کی بداخلاقی پر صبر کرو اور جب تک ایک عورت پاکدامن اور خاوند کی اطاعت کرنے والی ہو تب تک اس کے حالات میں بہت نکتہ چینی نہ کرو کیونکہ عورتیں پیدائش میں مردوں کی نسبت کمزور ہیں۔یہی طریق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم اپنی بیویوں کی بداخلاقی برداشت کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اپنی عورت کو تیر کی طرح سیدھی کر دے وہ غلطی پر ہے۔ عورتوں کی فطرت میں ایک کجی ہے وہ کسی صورت دور نہیں ہوسکتی"

(سیرت المہدی صفحہ737)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الحق مر یعنی سچی بات میں کرواہٹ ہوتی ہے۔اس لیے دور حاضر میں مرد اور عورت کے بیمار تعلقات کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے تجویز کردہ علاج کڑوا بھی لگے تو بھی ہر مرد و زن طوعاً او کرھاً اسے اپنے وجود میں اتارتے چلے جانے پر مجبور ہے یہاں تک کہ یہ شافی علاج ہر جوڑے کو صحت مند وجود میں تبدیل کر کے ہمارے خون کا مستقل حصہ بن کر ہر مرد و زن کے رگ و ریشہ میں دوڑنے لگے۔لیکن ہر وہ جوڑا جو حکم وعدل کے بیان فرمودہ نسخہ کے استعمال سے کلی گریز کرے یا نومن ببعض ونکفر ببعض کا مصداق بن کر آپ کی ہدایات کے اس حصہ کو تو جو دوسرے فریق سے متعلق ہے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے مگر انہی ہدایات کے اس حصہ کو جو اس کی اپنی ذات سے متعلق ہیں نظر انداز کرے بے چینی اس کے مقدر میں لکھ دی جائے گی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

لاشرقیۃ ولا غربیۃ کے مصداق امام الزماں اور حکم وعدل کے مقام پر فائز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گھروں میں پیار اور محبت کے ماحول کو قائم رکھنے کے لیے جہاں مردوں کو ان کی فطری کمزوریوں کی طرف بڑے زور سے توجہ دلا کر ان سے نجات پانے اور دنیا کے عام مرد سے ممتاز ہو کر اپنی عائلی زندگی کو مثل جنت بنانے میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہیں آپ نے بلا خوف لومۃ لائم عورتوں کو بھی ان کی بعض فطری کمزوریوں کی طرف توجہ دلا کر ان پر غالب آنے اور ان کے بدنتائج سے اپنے گھر کو بچانے کی نصیحت فرمائی ہے۔

مثل مشہور ہے کہ تالی صرف ایک ہاتھ سے نہیں بجا کرتی۔اس لیے جہاں ہر مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ حکم وعدل علیہ السلام کے مرد حضرات کے لیے تجویز کردہ علاج کو بخوشی قبول کرے وہیں ہر احمدی عورت کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی اس آب حیات کو اپنے لبوں سے لگائے تا کہ امن اور محبت کی پیاسی اس دنیا کو اس کے نمونہ سے حیات جاوداں نصیب ہو۔

آپ فرماتے ہیں: ''عورتوں میں ایک خراب عادت یہ بھی ہے کہ وہ بات بات میں مردوں کی نافرمانی کرتی ہیں اور ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہیں اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ برا بھلا ان کے حق میں کہہ دیتی ہیں۔ایسی عورتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک لعنتی ہیں۔ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہوسکتی جب تک پوری پوری خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم نہ بجالائے اور پس پشت اس کے لیے اس کی خیر خواہ نہ ہو۔

اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مردوں کی تابعدار رہیں ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں بدزبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اسکو دیکھتی ہے اور حکم ربانی سن کر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے۔خدا اور رسول اس سے ناراض ہیں۔عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچائیں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ بجز خاوند اور ایسے لوگوں کے جنکے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان انکے ساتھ ساتھ ہے۔عورتوں پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور نہ انکو اپنی خدمت میں رکھیں کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 48-ایڈیشن 2003ء)

مرد ہو یا عورت اس کا اپنے سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک رشتہ ازدواج میں پیار اور محبت کی فضا کو برقرار رکھنے اور خدا تعالیٰ کے رحم کو جذب کرنے کے لیے ضروری ہے۔چوہدری نذر محمد صاحب روایت کرتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اور دوست ملنے کے لیے آئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا کہ ان کے سسرال والوں نے ان کی بیوی بڑی مشکلوں سے ان کو دی ہے اس لیے اب وہ بھی اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ کے پاس نہ بھجوائیں گے۔چوہدری نذر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا چہرہ سرخ ہو گیا اور حضور نے بڑے غصے سے اس دوست کو فرمایا کہ فی الفور یہاں سے دور ہو جاؤ۔ایسا نہ ہو کہ تمہاری وجہ سے ہم پر بھی عذاب آ جائے۔اس پر وہ دوست باہر چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ وہ توبہ کرتا ہے جس پر حضور

نے اسے بیٹھنے کی اجازت عطا فرمائی۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 از محمد اکبر صاحب محلہ کبیر آباد ملتان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''جو لوگ لڑکی دیتے ہیں۔ان کی بداخلاقی قابل افسوس نہیں جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ہمیشہ سے یہی دستور چلا آتا ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے اوائل میں کچھ بداخلاقی اور کشیدگی ہوتی ہے اور وہ اس بات میں سچے ہوتے ہیں کہ وہ لڑکی کو بہت سوچ اور سمجھ کے بعد دیں۔کیونکہ وہ ان کی پیاری اولاد ہے اور اولاد کے بارے میں ہر ایک کو ایسا ہی کرنا پڑتا ہے۔'' (سیرت المہدی جلد اول صفحہ 737)

میاں بیوی میں محبت اور رحم کا رشتہ قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ دونوں اپنے سسرالی رشتہ داروں کا صدق دل سے احترام کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے سسرال سے حسن سلوک کی بہترین مثالیں قائم فرمائیں مثلاً آپ نے اپنی شدید مصروفیات کے باوجود بہت سے سفر صرف حضرت ام المومنین کو ان کے والدین سے ملانے کے لیے اختیار فرمائے۔

(سیرت المہدی حصہ اول روایت 422)

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا اپنے سسرالی رشتہ داروں سے مثالی سلوک ہی تھا کہ شروع میں مخالف ہونے کے باوجود وہ سب آخر کار آپ کے گرویدہ ہوگئے۔باقی رشتہ داروں کا ذکر چھوڑیں۔سوکن کا لفظ ہمارے معاشرہ میں اظہار نفرت کی علامت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔لیکن حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی بیوی کا بھی باقاعدہ خیال رکھتیں وہ بیمار ہوتیں تو ان کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتیں اور ان کے علاج معالجہ کا بندوبست فرماتیں۔حضور کے سبھی رشتہ داروں کے ساتھ انکے مخالفانہ رویہ کے باوجود آپ حسن سلوک سے پیش آتیں۔

گھروں میں پیار اور رحم کے جذبات کو تقویت دینے کے لیے قرآن کریم نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس بننے کا حکم دیا ہے۔انسان کی کمزوریوں کو ڈھانپ لینا اور پھر اسکی زینت اور حسن کو اجاگر کرنا لباس کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ مرد ہو یا عورت اپنے جیون ساتھی کے حسین پہلوؤں کو دیکھنے اور ان کا برملا اعتراف کرنے کی عادت ڈالے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ آپ اپنی بیویوں کی زندگی میں ہی نہیں ان کی وفات کی کے بعد بھی ان کی خوبیوں کا بار بار تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔

دور حاضر میں گھر میں بے سکونی کی ایک وجہ بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''ایک بیماری جس کی وجہ سے گھر برباد ہوتے ہیں' گھروں میں ہر وقت لڑائیاں اور بے سکونی کی کیفیت رہتی ہے وہ شادی کے بعد بھی لڑکوں کا توفیق ہوتے ہوئے اور کسی جائز وجہ کے بغیر بھی ماں باپ' بہن بھائیوں کے ساتھ اسی گھر میں رہنا ہے۔اگر ماں باپ بوڑھے ہیں' کوئی خدمت کرنے والا نہیں ہے' خود چل پھر کر کام نہیں کر سکتے اور کوئی مددگار نہیں تو پھر اس بچے کے لیے ضروری ہے اور فرض بھی ہے کہ انہیں اپنے ساتھ رکھے اور ان کی خدمت کرے۔لیکن اگر بہن بھائی بھی ہیں جو ساتھ رہ رہے ہیں تو پھر گھر علیحدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔آج کل اس کی وجہ سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔اکٹھے رہ کر اگر مزید گناہوں میں پڑنا ہے تو یہ کوئی خدمت یا نیکی نہیں ہے۔۔۔یہ چیز کہ ہم پیار محبت کی وجہ سے اکٹھے رہ رہے ہیں' اس پیار محبت سے اگر نفرتیں بڑھ رہی ہیں تو یہ کوئی حکم نہیں ہے' اس سے بہتر ہے کہ علیحدہ رہا جائے تو ہر معاملہ میں جذباتی فیصلوں کی بجائے ہمیشہ عقل سے فیصلے کرنے چاہئیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل یکم تا سات دسمبر 2006 صفحہ 7)

حضرت میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "میں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضور علیہ السلام کو حضرت ام المومنین سے ناراض دیکھا نہ سنا۔بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک آئیڈیل جوڑے کی ہونی چاہیئے۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 231)

حضرت امام بی بی صاحبہ فرماتی ہیں:۔ہم نے کبھی حضرت ام المومنین کو نہیں دیکھا کہ کسی بات پر بھی حضرت صاحب سے ناراض ہوئی ہوں۔حضرت صاحب کا ادب کرتیں اور آپ کو خوش رکھتیں۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 415-414)

اللہ کرے کہ ہم سب عائلی زندگی کے متعلق وہ حسین نمونے قائم کریں کہ ہمارے قرب و جوار میں رہنے والا ہر شخص یہ گواہی دینے لگے کہ ہر احمدی جوڑا اپنے آقا کی طرح ایک آئیڈیل جوڑا ہے۔خاوند اپنی بیوی کی دلداری کرتا ہے تو بیوی اپنے خاوند کا ادب کرتی اور اسے خوش رکھتی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''اسلام نے ہمیں اپنے گھریلو تعلقات قائم رکھنے اور محبت و پیار کی فضا پیدا کرنے کے لیے کتنی خوبصورت تعلیم دی ہے۔ایسے لوگوں پر حیرت ہے اور افسوس ہوتا ہے جو پھر بھی اپنی اناؤں کے جال میں پھنس کر دو گھروں' دو خاندانوں اور اکثر اوقات پھر نسلوں کی بربادی کے سامان کر رہے ہوتے ہیں۔اللہ رحم کرے۔'' آمین (خطبہ جمعہ 10 نومبر 2006ء)

ایک پیارا سا خط

مکرم منور خالد صاحب Koblenz

خط لکھنے کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ پتھر کی سلوں، ہڈیوں، لکڑی اور چمڑے کی کھالوں سے ہوتا ہوا، کاغذ قلم کی فراوانی اور تحریر کے قواعد کے بعد اب خط لکھنا بھی ایک فن بن گیا ہے۔ ذرائع مواصلات میں نت نئی سہولتوں کے بعد کبوتر کی واسطے کی بجائے ڈاکئے کا انتظار ہونے لگا۔ ایک وہ بھی وقت تھا کہ ہمارے دور دراز بھجوائے گئے مبلغین کرام سمندر کے کنارے جا کر کسی پیغام یا اطلاع کا انتظار کرتے۔ اب تو کمپیوٹر کے ذریعے ای میل وغیرہ نے بہت آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ اپنے بچپن میں ہمیں بھی اور آج کل بھی بچوں کو ایک نظم یاد کرائی جاتی ہے کہ

اللہ میاں کا خط ہے جو میرے نام آیا
استانی جی پڑھاؤ جلدی مجھے سپارہ

اس نظم میں قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کا خط قرار دے کر قرآن کریم کے ساتھ ساتھ خط کی اہمیت بھی واضح کی گئی ہے۔ قرآن کریم میں ایک بہت پرانے خط کا ذکر ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو لکھا تھا اور جس کے نتیجہ میں آخر کار وہ ایمان لے آئی تھی۔ انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں میں سے پطرس اور کرنتھیوں کے خطوط کا ذکر ملتا ہے۔

احادیث میں آنحضرت ﷺ کے اُس وقت کے بادشاہوں کے نام خطوط بھی محفوظ ہیں اور جس بادشاہ نے اُس خط سے جیسا سلوک کیا اُس سے اللہ تعالیٰ کے ویسے ہی سلوک کا حال بھی موجود ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملکہ برطانیہ کے نام اور دیگر مختلف لوگوں کے نام خطوط بھی محفوظ ہیں۔ ان خطوط کے مثبت اثرات اور ان کے ذریعہ رشد و ہدایت کے علاوہ معاندین سے اللہ تعالیٰ کا سلوک بھی تاریخ کا حصہ ہے۔ پسر موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر افغانستان کو جو معرکۃ الآراء خط لکھا تھا وہ دعوت الامیر کے شکل میں موجود ہے۔ خطوں کے ذریعہ حال احوال تو معلوم ہوتا ہی ہے اس کے ساتھ یہ پیغام ہدایت کا ذریعہ بھی بنتے ہیں نیز ان کے ذریعہ علم و ادب کے سوتے بھی پھوٹتے دکھائی دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سلطان القلم کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ کی تحریرات انقلاب انگیز، جاودانی، دلوں کو موہ لینے والی، بارعب اور بے مثل ہیں۔ اردو ادب میں غالب کے خطوط کا بہت چرچا ہے اور اردو ادب کا مرقعہ مگر جس نے جناب عبید اللہ علیم کے نام اُن کے خط کے جواب میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا جوابی ادبی خط پڑھا ہو وہ اس ادب عالیہ پر عش عش کر اٹھتا ہے۔

آج ہم اپنے پیارے امام کو خط لکھتے ہیں وہ ہستی جو ہمیں سب سے پیاری بھی ہے اور محترم بھی۔ اس سے اپنے والہانہ جذباتی اظہار کے ساتھ اُس کے ادب و مقام و مرتبہ کا خیال رکھا جانا بھی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں نوجوانوں اور نئے لکھنے والوں کی رہنمائی کے لئے چند بنیادی اصول پیش خدمت ہیں۔

- خط کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے پاک نام، آنحضرت ﷺ اور آپ کے غلام کامل علیہ السلام پر درود و سلام سے کریں۔
- جس کو خط لکھا جا رہا ہے اُس کے مقام و مرتبہ کا اظہار کریں یعنی بحضور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
- اس کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لکھیں۔
- پھر براہ راست خطاب کریں یعنی سیدی! پیارے حضور! پیارے آقا وغیرہ کے الفاظ سے۔
- خط مناسب سائز کے کاغذ مثلاً A4 سائز پر لکھیں۔ دونوں طرف حاشیہ چھوڑیں تا کہ حضور کوئی نوٹ دینا چاہیں تو جگہ ہو۔
- اپنا خط مختصر مگر جامع بناتے ہوئے اپنی درخواست اور عرض واضح کریں۔
- ذاتی اور دفتری باتوں کے لئے مناسب ہوگا کہ الگ الگ خطوط لکھیں۔

۞ ۔کوشش کریں کہ ہاتھ سے خوشخط لکھیں۔ہاتھ سے لکھے ہوئے خط میں اپنائیت اور پیار کی چاشنی محسوس ہوتی ہے۔

۞ ۔اگر کمپیوٹر سے لکھیں تو بھی قلم سے اپنے دستخط ضرور کریں تا کہ یہ احساس ہو کہ آپ نے بٹن دبا کر خط نہیں بھجوایا بلکہ پڑھا بھی ہے۔اسی طرح ایک بار کمپیوٹر سے لکھے ہوئے خط کو ہی بار بار نہ بھجوائیں کہ یہ رسمی سی کارروائی ہو جاتی ہے۔

۞ ۔خط کا اختتام بھی اپنے لئے دعا کی درخواست اور عجز کے اظہار سے کریں مثلاً حضور کا ادنیٰ غلام وغیرہ۔

۞ ۔خط پر اپنا پورا نام و پتہ انگریزی کے بڑے حروف میں لکھیں تا کہ جواب ضائع نہ ہو ہو سکے تو فیکس اور فون نمبر بھی لکھ دیں۔

۞ ۔اگر آپ کو یہ خیال ہو کہ مجھے تو حضور انور ذاتی طور پر جانتے ہیں پھر بھی اپنا نام و پتہ واضح طور پر لکھیں۔

۞ ۔ اگر خط کے ساتھ اردو یا انگریز ی زبان کے علاوہ کوئی Document ہے تو اُس کا ترجمہ کروا کے ساتھ بھجوائیں۔

حضور کی خدمت میں خط بھجوانے کے بعد انشاء اللہ چند دن کے بعد آپ کو ایک مستطیل سفید لفافہ ڈاک میں ملے گا جس کو دیکھتے ہی دل میں پیار و محبت کی ٹھنڈک محسوس ہوگی اور جب آپ اس لفافہ کو کھولیں گے تو ایک مخصوص کاغذ پر ایک دعاؤں سے بھرا ہوا بہت ہی پیارا خط آپ کے سامنے ہوگا جس کو بار بار پڑھنے اور سینے سے لگانے کا دل چاہے گا۔

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

’’اوّل اوّل جب میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تو آپؑ نے فرمایا کہ آپ کو ہمارے پاس بار بار آنا چاہئیے تا کہ ہمارا فیضان قلبی اور صحبت کے اثر کا پرتَو آپ پر پڑ کر آپ کی روحانی ترقیات ہوں۔مَیں نے عرض کی کہ حضور ملازمت میں رخصت بار بار نہیں ملتی۔فرمایا: ایسے حالات میں آپ بذریعہ خطوط بار بار یاددھانی کراتے رہا کریں۔تا کہ دعاؤں کے ذریعہ توجہ جاری رہے۔کیونکہ فیضانِ الٰہی کا اجرا قلب پر صحبت صالحین کے تکرار یا بذریعہ خطوط دعا کی یاددھانی پر منحصر ہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 264 روایت نمبر 895)

آپ کے خطوط

۞ ۔بخدمت مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ کرے آپ معہ اراکین مجلس انصاراللہ بخیریت ہوں۔آپ کی طرف سے ارسال کردہ دوماہی مجلّہ ’’الناصر‘‘ موصول ہوا۔جزاکم اللہ

ماشاءاللہ بڑا دیدہ زیب رسالہ ہے اور اچھی کاوش ہے۔اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو علمی و تربیتی لحاظ سے اراکین انصاراللہ اور افراد جماعت کے لئے مفید بنائے۔آمین۔

خاکسار اس غیر معمولی کاوش کے لئے آپ کو بہت بہت مبارک باد پیش کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کی کاوش میں غیر معمولی برکت عطا کرے۔میری طرف سے جملہ اراکین عاملہ مجلس انصاراللہ جرمنی کو السلام علیکم عرض کرتے ہوئے دعا کی درخواست پیش کر دیں۔جزاکم اللہ۔اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

والسلام۔خاکسار صدر مجلس انصاراللہ بھارت

۞ ۔مکرم ایڈیٹر صاحب الناصر مجلس انصاراللہ جرمنی ۔ السلام علیکم

جنوری، فروری 2013ء کا ’’الناصر‘‘ میرے سامنے ہے میں نے اسے مکمل طور پر پڑھا ہے۔ماشاءاللہ بہت اچھے مضامین ہیں۔معلوماتی ہونے کے علاوہ رسالہ کو بہت خوبصورتی سے پیش کیا گیا ہے۔تمام ہی مضامین نہایت معیاری ہیں۔بطور خاص مکرم قمر احمد عطا صاحب قائد صحت جسمانی کا صحت سے متعلق معلوماتی مضمون بہت پسند آیا۔آخر میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ براہ کرم مجالس، ریجنز اور شہروں کے نام اردو میں لکھنے کی بجائے جرمن یا انگلش حروف میں لکھ دیا کریں۔جزاکم اللہ۔جلیل ظفر Weiterstadt

۞ ۔محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی ۔ السلام علیکم

کافی عرصہ سے آپ کی خدمت میں خط لکھنے کا سوچ رہا تھا مگر ہمیشہ ہی سستی غالب آتی رہی۔ماہ جنوری، فروری کا الناصر موصول ہوا تو خط لکھے بغیر نہ رہ سکا۔ماشاءاللہ گزشتہ چند شماروں سے ہمارے رسالہ ’’الناصر‘‘ کا معیار علمی و تربیتی مضامین اور خوبصورت پیشکش ہر دو طرح سے نہایت شاندار ہے۔میں آپ کو اور تمام ممبران مجلس ادارت کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔خدا کرے کہ ہمارا پیارا رسالہ ہمیشہ ہی آسمان کی بلندیوں کو چھوتا رہے۔آمین۔

خیر اندیش ظہیر احمد خالد۔مجلس Rüsselsheim

گرد و پیش

مکرم نصیر احمد شاہد صاحب۔ ہنوور

آخری پوپ؟

تمام دنیا میں کیتھولک حلقوں میں اس وقت شور مچ گیا جب پوپ بینڈک XVI نے فروری 2013ء میں اچانک اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ انہوں نے جمعرات 28/فروری کو اپنے کام کا آخری دن قرار دے دیا۔ وہ 1415ء میں پوپ گریگوری XII کے بعد دستبردار ہونے والے پہلے پوپ ہیں۔ 27/فروری 2013ء کو ان کے آخری خطاب کی سماعت کے لئے ہزاروں زائرین ویٹیکن کے سینٹ پیٹر سکوائر پر موجود تھے۔ بعض کیتھولک اس بات پر بھی پریشان ہیں کہ پوپ کے متعلق تو یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا انتخاب آسمانی اشاروں اور خدائی تصرف سے ہوتا ہے۔ پھر یہ استعفیٰ کس امر کی غمازی کر رہا ہے۔

13/مارچ 2013ء کو پوپ فرانسس اوّل کا انتخاب ہوا۔ آپ 17/دسمبر 1936ء کو ارجنٹائن کے شہر بیونس آئرس میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام Jorge Mario Bergoglio ہے۔ پوپ فرانسس (Francis) 266ویں پوپ ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق اٹلی سے تھا۔ مذہبی تعلیم حاصل کرنے سے پہلے آپ کچھ عرصہ کیمیکل ٹیکنیشن بھی رہے۔ 1969ء میں پادری بنے۔ 1998ء میں بیونس آئرس کے آرچ بشپ بنے۔ 2001ء میں کارڈینل بنے۔ آپ لاطینی امریکہ سے تعلق رکھنے والے پہلے پوپ ہیں عالمگیر رومن کیتھولک چرچ کے مذہبی پیشوا ہیں۔ اس کے علاوہ آپ روم کے بشپ اور ویٹیکن کی ریاست کے حکمران بھی ہیں۔

اپنی تمام زندگی میں آپ کو ذاتی یا مذہبی طور پر ایک ایسے شخص کی صورت میں دیکھا جاتا رہا ہے جو غریبوں کا ہمدرد، عاجزی اور انکساری سے کام لینے والا اور مختلف قوموں، عقائد اور مذاہب کے لوگوں سے گفت وشنید کے ذریعے تعلقات میں بہتری کا خواہاں ہو۔ پوپ بننے کے بعد بھی انہوں نے سادگی اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور دفتری امور میں سادگی کے علاوہ رہائش بھی پوپ کی قیام گاہ کی بجائے ویٹیکن کے مہمان خانہ میں رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے ایک درجن سے زیادہ کتب بھی تصنیف کی ہیں۔

پوپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں میں سے ایک سینٹ پیٹر (Petrus) یا Simon pet کا جانشین تسلیم کیا جاتا ہے۔ جنہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں میں پہلا درجہ دیا ہوا تھا۔

بعض انجیلی امور پر گہری نظر رکھنے والوں نے اس استعفیٰ اور نئے پوپ کے انتخاب وک سینٹ میلاچی کی مشہور پیشگوئی کے تناظر میں دیکھنا شروع کر دیا ہے جس کے مطابق ان کے بعد 112 کیتھولک پوپ ہوں گے۔ نئے پوپ فرانسس اوّل ان کے بعد 112ویں پوپ ہیں۔ کیا پوپ فرانسس اوّل آخری کیتھولک پوپ ہوں گے؟ یہ ہے وہ سوال جو آج کل کیتھولک مذہبی ماہرین کے ذہنوں میں گردش کر رہا ہے اور اہم ترین موضوع گفتگو ہے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ انہیں سینٹ میلاچی کی ایک پیشگوئی ''مسیح'' کی آمد ثانی سے متعلق بھی ہے کہ وہ آکر دنیا کی خرابیاں دور کریں گے اور تمام مشکلات ختم کر کے زمین پر امن بحال کریں گے۔

(بشکریہ مسلم ٹائمز، انٹرنیٹ ایڈیشن)

برج خلیفہ

متحدہ عرب امارات کے شہر دبئی میں واقع برج خلیفہ دنیا کی بلند ترین عمارت ہے۔ جس نے 4/جنوری 2010ء کو تکمیل کے بعد تائیوان کی تائی پے 101 کو پیچھے چھوڑ دیا۔ یہ انسان کی تعمیر کردہ تاریخ کی بلند ترین عمارت ہے۔ اس عمارت کے افتتاح کے موقع پر متحدہ عرب امارات کے صدر شیخ خلیفہ بن زید النہیان کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ اگرچہ برج خلیفہ کی تعمیر کا آغاز 21/ستمبر

برج خلیفہ دبئی

2004ء کو برج دبئی کے نام سے ہوا تھا۔

برج خلیفہ کی کل بلندی 828 میٹر ہے جبکہ اس کی کل 160 منزلیں ہیں۔اس طرح یہ دنیا میں سب سے زیادہ منزلوں کی حامل عمارت بھی ہے۔ اس میں دنیا کی تیز ترین لفٹ ہے جو 65 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرتی ہے۔اس میں 30 ہزار رہائشی مکانات، 9 ہوٹل، 6 ایکٹر باغات، 19 رہائشی ٹاور اور ایک جھیل بھی ہے۔تعمیر پر آنے والی لاگت 8 ارب ڈالرز سے زیادہ ہے۔کل رقبہ 20 ملین مربع میٹر ہے۔اس کی 158 ویں منزل پر دنیا کی سب سے بلند مسجد ہے۔اس سے قبل دنیا کی بلند ترین مسجد ریاض سعودی عرب کے برج المملکہ میں واقع تھی۔

برج الخلیفہ کی تکمیل سے مشرق وسطیٰ نے ایک مرتبہ پھر دنیا کی بلند ترین عمارت کا اعزاز حاصل کرلیا ہے جو 3 ہزار سال تک ''اہرام مصر'' کی صورت میں خطے کو حاصل تھا۔1300ء میں لنکن کیتھڈرل کی تعمیر کے بعد سے مشرق وسطیٰ اس اعزاز سے محروم ہو گیا تھا۔

آیئے ہم آپ کو دنیا کی دس بلند ترین عمارات کا تعارف بھی کرواتے چلیں۔

نمبر	نام عمارت	مقام	بلندی میٹر	منزلیں	تکمیل کا سال
1	برج خلیفہ	دبئی	828	160	2010ء
2	مکہ رویال کلاک ٹاور ہوٹل	مکہ، سعودی عرب	601	95	2012ء
3	Taipai 101	تائی پائی	508	101	2004ء
4	شنگھائی کامرس سینٹر	شنگھائی، چین	492	101	2008
5	انٹرنیشنل کامرس سینٹر	ہانگ کانگ	484	118	2009
6	پیٹرو ناس ٹاور	کوالالمپور، ملائیشیا	452	88	1998
7	نانجنگ گرین لینڈ	نانجنگ، چین	450	89	2009
8	ولیز ٹاور	شگاگو، امریکہ	442	108	1973
9	کنگ کی 100	شن سن، چین	441	100	2011
10	گانگ زو انٹرنیشنل فنانس سنٹر	گانگزو، چین	438	103	2010

(بشکریہ Wikipedia)

مکہ رویال کلاک ٹاور ہوٹل

میں یہ نوشتہء دیوار پڑھ رہا ہوں کہ افریقی اقوام کا مستقبل انتہائی تابناک ہے

سفر غانا

اللہ تعالیٰ نے افریقی ممالک میں جماعت احمدیہ کو بہت عزت سے نوازا ہوا ہے

مکرم داؤد احمد صاحب۔ دفتر انصاراللہ جرمنی

خاکسار کو اپنے والد محترم مکرم محمود احمد صاحب اور برادرم مکرم مصطفیٰ احمد صاحب کے ساتھ حضور اقدس کی اجازت سے مورخہ 7/مارچ تا 25/مارچ 2013ء غانا جانے اور وہاں قیام کا موقع ملا۔ اس دوران وہاں نزدیک سے جماعت کی ترقیات کو مشاہدہ کرنے کی بھی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

اکرا (Accra) جو غانا کا موجودہ دارالحکومت ہے ایک مصروف شہر ہے۔ سڑکوں پر گاڑیوں کا ایک ہجوم رواں دواں رہتا ہے۔ ٹریفک جام یہاں کا معمول ہے جس کی وجہ سے بسا اوقات کافی دقت بھی محسوس ہوتی ہے، لیکن اکرا سے کیپ کوسٹ کی طرف سفر کریں تو مرکزی شاہراہ پر ایک انتہائی دلکش منظر آنکھ میں ٹھہر سا جاتا ہے۔ ٹال گیٹ سے چند سو میٹر کے فاصلہ پر امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایک بہت بڑی تصویر نہایت خوبصورتی سے آویزاں کی گئی ہے جو ہر آنے جانے والے کو مہدی دوراں کی آمد کا پتہ دیتی ہے۔ یہ گھانا کی رواداری کی ایک مثال بھی ہے اور یہاں کے لوگوں کی وسعت حوصلہ کی بھی، کیونکہ ایک عیسائی ملک ہونے کے ناطے عام طور پر ان کے خیالات ہمارے عقائد سے کافی مختلف نظر آتے ہیں۔

سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی روشنی دور تک پھیلتی چلی جاتی ہے، گلاب کی خوشبو ہوا کے دوش پر اپنے گلشن سے نکل کر گلیوں اور راستوں کو بھی معطر کر دیتی ہے۔ سچے الٰہی پیغام کے ساتھ ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ اس سچائی کا نور بھی علاقوں، ملکوں اور قوموں کی تجویز کردہ حدود تک نہیں ٹھہرتا بلکہ جوں جوں یہ نور طلوع کرتا چلا جاتا ہے پاک دلوں کی کھڑکیاں اس روشنی کو قبول کرنے کے لئے کھلتی چلی جاتی ہیں۔ اور اگر نور بھی ایسا طاقتور ہو جس کے بارے میں قرآن کریم نے بیان فرمایا کہ یہ نہ شرقی ہے اور نہ غربی تو پھر یہ بات ابتداء میں ہی معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ روشنی ملکوں ملک ہر ایک سعید دل تک پہنچ کر ضرور اس کے دل کو منور کرے گی۔ ہر علاقے میں پھیل کر رہے گی اور کوئی مخالفانہ کوشش اسے روک نہیں سکتی۔

اسلام کے طلوع کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ جو پیغام دنیا کے لئے لے کر آئے وہ کسی ایک علاقے یا قوم کے لئے نہیں تھا بلکہ تمام دنیا کے لئے تھا اسلئے دنیا بھر کی سعید روحوں نے اس وقت بھی اور بعد میں بھی جب یہ پیغام ان تک پہنچا اسے عزت کے ساتھ قبول کیا۔ مغربی افریقہ کا خوبصورت ملک غانا بھی انہی ممالک میں سے ایک ہے جنہوں نے اسلام کے پیغام کو محبت سے قبول کیا اور دور آخرین میں بھی مسیح محمدی کے پیغام کو قبول کرنے والے اولین ملکوں میں شامل ہوئے۔ 1921ء میں یہاں احمدیت کا پیغام پہنچا اور چند سال بعد اس روشنی کو یہاں پہنچے ایک صدی مکمل ہونے والی ہے۔ ہم بھی اسی غانا کو دیکھنے کے لئے جرمنی سے یہاں پہنچے تھے۔

جب ہم ایئرپورٹ پر اترے تو امیگریشن والوں نے کافی دیر لگائی میرے والد صاحب کا پاسپورٹ کلیئر کرنے کے بعد پھر لے لیا۔ جس پر میں نے کہا ہم نے احمدیہ مشن ہاؤس جانا ہے تو فوراً امیگریشن آفیسر نے پاسپورٹ واپس کر دیا۔ اس کے بعد آگے جا کر سامان کلیئر کرنے والوں نے کہا کہ دونوں سامان کی ٹرالیوں سے ایک ایک اٹیچی کیس کھولیں۔ جس پر میں نے کہا یہ اٹیچی کیس مولوی ڈاکٹر عبدالوہاب بن آدم صاحب کا ہے تو سنتے ہی ہاتھ کے اشارے اور زبان سے کہا Go اس طرح ہم بغیر سامان دکھائے باہر آ گئے۔ ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو کتنی عزت سے نوازا ہوا ہے۔

وہ قوم یا وہ ملک ہمیشہ ترقی کرتا ہے جس میں خود کما کر نہ کہ مانگ کر گزارہ کرتے ہوں۔ میں نے گھانا میں ایک بھی فقیر مانگتے ہوئے نہیں دیکھا۔ عورتوں کو دیکھا کہ اپنی کمر پر چھوٹا سا بچہ باندھ کر اور بسا اوقات فٹ پاتھ پر بٹھا کر سر پر کافی وزنی ٹوکری اُٹھا کر سڑک پر جب ٹریفک آہستہ ہوتی ہے تو ایک ایک، دو دو سی ڈی (غانا کی کرنسی) کی چیزیں بیچ کر گزارہ کرتی ہیں۔

ملک غانا میں ترقی پانی کم ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ ہورہی ہے۔اب سڑکیں بھی کافی حدتک بن چکی ہیں۔آمدورفت کے لئے اور ملک کی ترقی میں سڑکیں کافی بڑا کردار ادا کرتی ہیں۔جب میری غانا کے نیشنل امیر صاحب سے بات ہوئی تو میں نے انہیں کہا کہ اردو زبان میں ایک محاورہ ہے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرنا۔یہاں کی ترقی کی قدرے سست رفتار کو دیکھتے ہوئے میری خواہش ہے کہ غانا دن بھی چوگنی اور رات بھی چوگنی ترقی کرے۔جس پر امیر صاحب مسکرائے اور خوشی کا اظہار کیا۔جب میں وہاں سے واپس آنے کی تیاری میں تھا تو میرے دل میں یہ خواہش شدت سے پیدا ہوتی رہی کہ میرے پاس جو کچھ بھی ہے جماعت احمدیہ غانا کی ترقی کے لئے پیش کردوں۔اسی خواہش کے احترام میں کچھ رقم میں نے قائمقام نیشنل امیر صاحب کو پیش بھی کی کہ یہ رقم اگرچہ بہت معمولی سی ہے مگر میری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں اور ہمیشہ ساتھ رہیں گی۔

غانا میں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے ہمیں مختلف جماعتوں میں جانے کی توفیق ملی۔ان مقامات کی قدرے تفصیل احباب کی خدمت میں پیش ہے۔

جامعۃ المبشرین

پہاڑ کے دامن میں واقع ایکرافو (Ekrawfu) ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔اس پہاڑ کے اوپر جامعۃ المبشرین واقع ہے۔جس میں مدرسۃ الحفظ بھی موجود ہے۔نہایت دلکش عمارت کے ساتھ ساتھ پرنسپل صاحب اور اساتذہ جامعہ احمدیہ کی رہائش گاہیں بھی بنی ہوئی ہیں۔اس عمارت کو بے شمار پھل دار اور پھول دار پودوں نے گھیرا ہوا ہے جس کی وجہ سے ایک جنت نظیر نظارہ دکھائی دیتا ہے۔اس وقت جامعۃ المبشرین میں تین سالہ کورس میں مختلف ممالک سے 106 طلباء تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

مدرسۃ الحفظ کا آغاز یکم مارچ 2005ء میں ہوا۔جس سے اب تک 31 حفاظ تیار ہوچکے ہیں۔اس وقت حفظ کلاس میں 14 طلباء ہیں۔جس میں 8 طلباء 20 سپارے حفظ کرچکے ہیں۔

جامعۃ المبشرین میں پرنسپل مکرم مولوی حمیداللہ ظفر صاحب، وائس پرنسپل مکرم مولوی مبشر حسین صاحب کے علاوہ اساتذہ میں مکرم مولوی طاہر احمد ظفر صاحب، مکرم مولوی عبدالوحید بھٹی صاحب، مکرم مولوی نواز احمد صاحب، مکرم حافظ عبدالناصر بھٹی صاحب، مکرم مولوی الحسن بشیر صاحب (غانین) مکرم الحسن عطاء وینچی صاحب (غانین) مقرر ہیں۔ مدرسۃ الحفظ کے انچارج مکرم مبشر احمد جاوید صاحب ہیں۔ان کے علاوہ مکرم سید حافظ مشہود احمد صاحب اور مکرم حافظ عبدالمجید طاہر صاحب بھی بطور استاد خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔

احمدیہ قبرستان ایکرافو

اس گاؤں میں مقامی قبرستان میں بھی گئے جس میں پہلے غانین احمدی Chief Mehdi Appah کی قبر بھی موجود ہے جنہوں نے 1921ء میں بیعت کرنے کی سعادت پائی۔آپ کا انتقال 1926ء میں ہوا۔جماعت احمدیہ کے تین خلفاء بھی اس قبرستان میں دعا کی غرض سے تشریف لاچکے ہیں۔

جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل

جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل منکسم شہر کے قریب واقع ہے۔18/مارچ کو جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل دیکھنے کی توفیق ملی۔ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل بھی گھانا میں امسال ہونے والا ایک خوبصورت اضافہ ہے۔جو نہ صرف گھانا بلکہ افریقہ اور دنیا کے دیگر بہت سے ممالک کے لئے روحانیت اور علم کے فروغ کا باعث بنے گا۔حضور انور کی خاص دعاؤں اور توجہ کے سبب اپنے افتتاح کے بعد تھوڑے سے عرصہ میں ہی یہ ادارہ شہر میں معروف ہوچکا ہے۔منکسم کے مرکزی راستے سے ساحل کی جانب جانے والی ذیلی سڑک جو ابھی پختہ نہیں ہے پر یہ ادارہ واقع ہے۔جہاں سے ایک دورویہ سڑک جامعہ کی عمارت کی جانب جاتی ہے۔اس سڑک کے دونوں اطراف نہایت سلیقہ اور ترتیب سے رائل پام کے درخت لگائے گئے ہیں جو کچھ عرصہ میں اس عمارت کی خوبصورتی میں اضافہ کا باعث بن جائیں گے۔جامعہ کی مرکزی عمارت خوبصورت اور وسیع ہے جس میں فی الوقت دفاتر، لائبریری، میٹنگ روم، سٹاف روم، کلاس رومز، باتھ رومز کے ساتھ ساتھ طلباء کی رہائش بھی واقع ہے جبکہ آئندہ مراحل میں الگ ہوسٹل کی تعمیر کے بعد طلباء کی رہائش وہاں منتقل کردی جائیگی۔

عمارت میں داخل ہوتے ہی ایک لابی ہے جہاں ایک جانب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک خوبصورت تصویر اور تعارف آویزاں کیا گیا ہے، جبکہ دوسری طرف حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی بڑی تصویر اور تعارف لگایا گیا ہے۔نیز خلافت احمدیہ کے بارے میں بعض ارشادات بھی لکھے گئے ہیں۔اسی لابی کے ایک جانب پرنسپل اور انتظامیہ کے دفاتر ہیں جبکہ دوسری جانب ہوادار اور کشادہ کلاس روم واقع ہے۔اسی لابی کے ایک جانب سے بالائی منزل تک جانے کے لئے سیڑھیاں بنائی گئی ہیں جہاں طلباء کی رہائش، لائبریری اور کانفرنس روم واقع ہے۔جامعہ کی عمارت کے سامنے ایک فلیگ پوسٹ بھی بنائی گئی ہے۔

جامعہ میں ابھی ایک یعنی پہلی کلاس ہے جس میں 18 طلباء میں 6 (غانا) 3 (نائیجیریا) 1 (ٹوگو) 2 (سیرالیون) 1 (بینن) 3 (یوگنڈا) اور 1 (بورکینافاسو) سے تعلق رکھتے ہیں۔طلباء جامعہ کے ساتھ ملاقات ہوئی تو جو بات سب سے زیادہ اچھی لگی وہ ان کی اردو تھی۔تمام گفتگو اردو میں ہی ہوئی اور سوال وجواب بھی طلباء نے اردو میں ہی

پوچھے۔ چند ماہ کے عرصہ میں ہی یہ طلباء اللہ تعالیٰ کے فضل سے بغیر کسی جھجک کے اردو بولتے ہیں۔ ان کی اردو گو ابھی بہت اعلیٰ تو نہیں ہے لیکن عرصہ کے اعتبار سے ان کی محنت غیر معمولی ہے۔ خاکسار کے والد محترم نے سب طلباء کو تحفہ کے طور پر ایک ایک پیکٹ بادام پیش کئے۔

جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل، غانا

مکرم مولانا فرید احمد نوید صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل ہیں جبکہ دیگر اساتذہ کے طور پر مکرم مولوی مرزا خلیل احمد صاحب اور مکرم حافظ عبدالمجید طاہر صاحب خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اساتذہ اور پرنسپل صاحب بہت محبت سے ملے، طلباء کے ساتھ نشست کے بعد ہمیں ساحل سمندر پر لے گئے جہاں کے دلکش نظاروں نے ساری تھکان دور کر دی۔ رات کے کھانے کے بعد ہم اجازت لے کر جامعہ سے واپس اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے۔

سالٹ پانڈ (Saltpond)

گھانا کا سب سے پہلا ہیڈ کوارٹر ہے جو ساحل سمندر پر واقع ہے۔ جہاں 1921ء میں مکرم مولانا عبدالرحیم نیر صاحب نے آکر احمدیت کا پودا لگانے کی توفیق پائی۔ اس جگہ جلسہ سالانہ گھانا بھی شروع شروع میں منعقد ہوتا رہا ہے۔ اب یہاں مشنری انچارج مکرم محمد یٰسین ربانی صاحب ہیں۔

کیپ کوسٹ کاسٹل (Cape Coast Kastle)

یہ شہر بالکل ساحل سمندر پر واقع ہے۔ جہاں سے غانین باشندوں کو غلام بنا کر بذریعہ شپ (فیری) دیگر ممالک میں لے جایا جاتا تھا۔

ڈبواسی ہسپتال (Daboase Hospital)

یہ احمدیہ مسلم ہسپتال 1993ء میں قائم ہوا۔ اس ہسپتال میں 95 بیڈ ہیں۔ 85 ورکرز ہیں۔ ہسپتال میں مکرم ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ بھی ڈاکٹر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب روزانہ ڈیڑھ سو سے دو سو مریضوں کو چیک کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ان کی اہلیہ محترمہ بھی روزانہ ڈیڑھ سو سے دو سو مریضوں کو چیک کرتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ہسپتال کو وزٹ کروایا جس میں پرانی بلڈنگ کے ساتھ نئی بلڈنگ جو بنی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ابھی مزید توسیع کا کام بھی جاری ہے۔ جب وارڈ میں وزٹ کرنے گئے تو داخل مریضوں کی عیادت بھی کی گئی اور ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ ان مریضوں کو لوکل زبان میں ہماری طرف سے بتائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو صحت یاب کرے تو لیٹے ہوئے مریضوں نے بیٹھ کر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ ہسپتال کے ساتھ ایک مسجد صدیق جس کا 2008ء میں حضور اقدس نے افتتاح فرمایا۔ یہ مسجد ڈاکٹر صاحب کے والد محترم نے بنوائی ہے جس کا نام بھی حضور اقدس نے اُن کے نام سے ہی مسجد صدیق رکھا۔ اس مسجد میں ہسپتال کے تمام ورکرز کے علاوہ مختلف علاقوں سے آئے ہوئے مریض بھی اور رہائشی بھی باقاعدہ نمازیں ادا کرتے ہیں۔

لیبارٹری ہیومینٹی فرسٹ

ہیومینٹی فرسٹ کی طرف سے ایک جدید لیبارٹری تیار ہوئی ہے۔ ابھی مشینیں آنے والی ہیں۔ اس لیبارٹری میں مکرم وسیم احمد صاحب جو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں مینیجر

تھے جنہوں نے جدید ٹیکنالوجی کے مطابق بہت سے کورس کئے ہوئے ہیں۔ان کو حضور اقدس نے اس لیبارٹری میں بھجوایا ہے۔

سویڈرو (Swedru) ہسپتال

یہ احمدیہ مسلم ہسپتال آگونا شہر میں نصرت جہاں سکیم کے تحت 1971ء میں قائم ہوا۔اس ہسپتال میں مکرم ڈاکٹر مبشر ندیم صاحب ہیں۔جنہوں نے سارا ہسپتال وزٹ کروایا جس میں تمام دفاتر لیبارٹری اور وارڈ شامل ہیں۔یہ ہسپتال 50 بیڈز پر مشتمل ہے۔

باغ احمد (جلسہ گاہ)

یہ جگہ 460 ایکٹر رقبہ پر محیط ہے جہاں غانا کا جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے۔اس جگہ کو باغ احمد سے منسوب کیا جاتا ہے۔جہاں مختلف پھلوں کے باغ، مرغی خانہ اور فش کے تالاب کے علاوہ حضور انور کی رہائش گاہ بھی موجود ہے۔

مقبرہ موصیان

شہر کاسوا (Kasoa) میں جماعت احمدیہ گھانا کا مقبرہ موصیان ہے۔جس کو دیکھ کر بالکل ربوہ کا بہشتی مقبرہ یاد آ گیا۔قبرستان میں لگائے گئے پھولوں اور پھلوں کے بے شمار پودے اور درخت خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں۔

رقیم پریس ٹیما (Raqeem Press Tema)

شہر ٹیما میں جماعت کا اپنا پریس ہے جس میں لوکل اخبار کے علاوہ جماعت کا لٹریچر اور پمفلٹس چھپتے ہیں۔اس پریس کے مینیجر اور ریجنل مشنری مکرم مولوی راغب ضیاء الحق صاحب ہیں۔پریس میں دو شفٹوں میں آٹھ آٹھ ورکرز کام کرتے ہیں۔پریس کے ساتھ ریجنل مشنری صاحب کی رہائش گاہ اور ایک مسجد اور سکول بھی ہے۔

نیشنل ہیڈ کوارٹر اکرا

اکرا (Accra) ملک گھانا کا دارالحکومت اور جماعت احمدیہ کا نیشنل ہیڈ کوارٹر ہے۔اس سے قبل سالٹ پونڈ میں تھا۔1979ء میں اکرا میں شفٹ ہوا۔نیشنل ہیڈ کوارٹر میں ایک بہت بڑی خوبصورت مسجد اور دفاتر کی عالیشان بلڈنگ میں ہی نیشنل امیر و مشنری انچارج صاحب غانا مکرم مولوی ڈاکٹر عبدالوہاب بن آدم اور نائب امیر مکرم الحاج مولوی محمد یوسف یاسون صاحب کی رہائش گاہ ہے۔

کماسی سینٹرل مسجد اور مشن ہاؤس

کماسی شہر غانا کا دوسرا بڑا شہر ہے۔اس مشن ہاؤس کا قیام 1960ء میں ہوا۔جس میں بطور ریجنل مشنری مکرم مولوی مسرور احمد ظفر صاحب خدمت بجالا رہے ہیں۔جنہوں نے ٹی آئی احمدیہ سینئر ہائی سکول کا وزٹ کروایا جو کماسی شہر میں احمدیہ سٹریٹ پر واقع ہے۔جس میں 340 طلباء اور 118 استاد اور ورکرز ہیں۔اس سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب کی اہلیہ محترمہ صاحبہ کی وفات ہوگئی تھی اس لئے ان کی رہائش گاہ پر جا کر اظہار تعزیت بھی کیا۔بعد میں جمعہ سے قبل کماسی شہر کی ایک بہت بڑی بلند و بالا مسجد دکھائی جس کا افتتاح حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2008ء میں فرمایا۔اس مسجد میں تقریباً دو ہزار نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔گراؤنڈ فلور پر مردوں کا حصہ اور پہلی منزل پر خواتین کا حصہ اور دوسری منزل پر ریجن کی میٹنگز وغیرہ ہوتی ہیں۔

تبلیغی و تربیتی سنٹر بوآڈی (Boadi)

کماسی شہر سے واپسی پر غانا کے تبلیغی و تربیتی سنٹر کو وزٹ کیا جس میں 9 غانین موجود تھے جو 6 ماہ کی ٹریننگ لینے کے بعد غانا میں تبلیغ کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

ہومیوپیتھی کلینک بوآڈی (Boadi)

احمدیہ مسلم ہومیوپیتھی کلینک اور طاہر ہومیو پیتھک کمپلکس انسانیت کی خدمت کے لئے نصرت جہاں سکیم کے تحت 1991ء میں اکرا میں قائم ہوا۔جس کے بعد 1994ء میں بوآڈی کماسی میں شفٹ ہوگیا۔اس کلینک میں ڈاکٹر انچارج مکرم محمد ظفر اللہ صاحب ہیں۔ان کی اہلیہ محترمہ بھی ڈاکٹر ہیں۔کلینک میں Actupunture کے علاج کی سہولت بھی موجود ہے جس کے لئے 10 بیڈ مختص کئے گئے ہیں۔اسی طرح وزٹ کے دوران ہومیوپیتھی کلینک کے حصے میں بہت سارے مریضوں کی تعداد تھی۔اس میں 18 مریضوں کے داخل ہونے کی گنجائش موجود ہے۔کلینک میں بہت ساری دوائیاں خود تیار کی جاتی ہیں۔اس کے علاوہ سیرپ گولیاں، پلاسٹک کی شیشیاں بنانے کا سسٹم بھی دکھایا۔کچھ دوائیاں ہمیں تحفتاً پیش بھی کیں۔کلینک کے چاروں طرف موجود بے شمار اقسام کے پھول دار اور پھل دار پودے کلینک کے حسن میں چار چاند لگائے ہوئے ہیں جن میں انجیر

،کالاشہتوت ،آم ،لیمن ، مالٹا ،کیلا ،انار ،امرود وغیرہ قابل ذکر ہیں اور دیکھنے والا ان سے بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ڈاکٹر صاحب Kwame Nkrumah سائنس وٹیکنالوجی یونیورسٹی میں لیکچر بھی دیتے ہیں۔

آسوکورے ہسپتال اور سکول

احمدیہ مسلم ہسپتال بھی نصرت جہاں سکیم کے تحت Asokore ابتدائی ہسپتالوں میں سے ہے۔1971ء میں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور 1974ء میں اس کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔اس ہسپتال کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین خلفاء احمدیت بھی وزٹ فرما چکے ہیں۔ہسپتال میں 80 بیڈ۔میڈیکل لیبارٹری، فارمیسی، ای سی جی، الٹراساؤنڈ اور آپریشن تھیٹر کی سہولتیں موجود ہیں۔ہسپتال میں مکرم ڈاکٹر محمود احمد بٹ صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ 2004ء سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔دونوں کا تعلق انڈیا سے ہے۔

کوکوفو (Kokofu) ہسپتال

اس ہسپتال کا شمار بھی ابتدائی ہسپتالوں میں ہوتا ہے۔ہسپتال میں ایک مردوں کا وارڈ اور دوسرا عورتوں کا وارڈ ہے۔جس میں ایمرجنسی وارڈ بھی ہے۔مریضوں کے لئے 30 بیڈ ہیں۔4 پرائیوٹ کمرے ہیں۔بچوں کا وارڈ بھی علیحدہ موجود ہے۔ہسپتال میں 90 مریضوں کی گنجائش ہے۔لیبارٹری کے ساتھ الٹراساؤنڈ کی سہولت بھی موجود ہے۔ ہسپتال کے حسن میں ایک خوبصورت مسجد بھی اضافہ کئے ہوئے ہے۔یہاں ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ بھی ہے جس میں مکرم ڈاکٹر نعیم احمد صاحب رہائش پذیر ہیں۔ڈاکٹر صاحب نے ہمیں اپنے علاقہ میں ایک جھیل بھی دکھائی جو بلند و بالا پہاڑوں کے درمیاں واقع ہے۔اس جھیل کو دیکھنے اور اس میں نہانے کا بھی موقع ملا۔

ٹی آئی احمدیہ سینئر ہائی سکول فومینہ (Fomena)

غانا کے نیشنل امیر مولوی ڈاکٹر عبدالوہاب بن آدم صاحب Fomena گاؤں میں پیدا ہوئے۔جس میں ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول 1968ء میں قائم ہوا۔اس سکول میں ہاسٹل کی سہولت بھی ہے۔سکول میں طلباء کی تعداد 1260 ہے۔ٹیچرز اور ورکرز کی تعداد 126 ہے۔گھانا کے ہر سکول میں یونیفارم پہننا لازمی ہے۔سکول کی موجودہ ہیڈ مسٹرس مکرمہ میڈم زینب آدمز صاحبہ ہیں جنہوں نے سکول کا وزٹ کروایا۔

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول ایسارچر (Essarkyir)

یہ سکول بھی نصرت جہاں سکیم کے تحت 1972ء میں قائم ہوا۔سکول میں طلباء کی تعداد 300 اور طالبات کی 338 ہے۔اساتذہ کی تعداد 27 اور ورکرز کی تعداد 25 ہے۔اس کے علاوہ سکول میں ہاسٹل کی سہولت بھی موجود ہے۔ایسارچر سکول کو ایک بہت بڑا اعزاز حاصل ہے۔اس سکول کے دوسرے ہیڈ ماسٹر کی حیثیت سے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو 1979-1983ء تک خدمت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔2004ء میں حضور اقدس نے غانا کے دورے کے دوران اس سکول کو بھی وزٹ فرمایا۔اس سے قبل بھی دو خلفاء احمدیت اس سکول کا دورہ فرما چکے ہیں۔

نیشنل کاقوم پارک (Kakum Park)

غانا کا مشہور پارک ہے جہاں گھنے جنگل میں بہت سے پل بنائے گئے ہیں جو تقریباً ایک فٹ چوڑائی کے لکڑی کے تختوں کو رسی کی مدد سے اور اطراف پر جال لگا کر بنائے گئے ہیں۔ان پر چلتے وقت پل بہت زیادہ ہلتے ہیں اور ان پر چلنا نہایت دشوار ہے۔پلوں کے نیچے موجود گھنے جنگل کی موجودگی چلنے والوں پر خوف کی کیفیت طاری کر دیتی ہے۔

1955 میں حضرت مصلح موعودؓ نے اہل افریقہ کے لئے اپنے پیغام میں یہ خوشخبری بھجوائی تھی کہ میں یہ نوشتہء دیوار پڑھ رہا ہوں کہ افریقی اقوام کا مستقبل انتہائی تابناک ہے ، اپنے افریقہ کے سفر کے دوران حضرت مصلح موعودؓ کی بیان فرمودہ خوشخبری کے مناظر واضح ہوتے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ مذہبی رواداری، بھائی چارے اور ہمدردی خلق کی صفات اپنائے ہوئے یہ ممالک ترقی کی شاہراہ پر آگے سے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ احمدیت بھی ان ممالک میں مستحکم تر ہوتی چلی جا رہی ہے اور وہ دن دور نہیں جب احمدیت یعنی حقیقی اسلام غانا اور دیگر افریقی ممالک کے باسیوں کے دِلوں میں اہم ترین اور اعلیٰ ترین مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی اور کلمہ توحید اور لا الہ الا اللہ کی صدائیں ہر زبان سے بلند ہو رہی ہونگی۔انشاء اللہ تعالیٰ۔

مختصر رپورٹ

شجرکاری 2013ء

مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب۔ قائد ایثار مجلس انصاراللہ جرمنی

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

مورخہ 17 رجنوری 2013ء کو مجلس Steinbach میں پودا لگایا گیا۔ مکرم شعیب احمد صاحب زعیم مجلس اور مکرم وسیم احمد ناظم علاقہ Taunus کی کوششوں سے یہ اس سال کی پہلی شجرکاری کی تقریب تھی ۔ برگرماسٹر Dr.Stefan Naas اپنے ساتھیوں کے ساتھ شامل ہوئے ۔انہوں نے کہا کہ ''درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے ۔ جماعت کا عزم بہت اعلیٰ ہے جس کا مقصد ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اور باہمی عزت اور رواداری کے ساتھ رہنا ہے۔'' اس تقریب میں مرکزی نمائندگان مکرم مبارک احمد شاہد صاحب نائب صدر صف دوم ، مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب قائد ایثار اور مکرم داؤد احمد صاحب معاون دفتر نے بھی شرکت کی۔

جماعت ہمارے شہر کے دوسرے حصوں میں بھی پودے لگائے

مورخہ 20 رجنوری مجلس Gelnhausen نے اپنے علاقہ Gründau میں پودا لگایا۔ یہ پودا مکرم ملک افتخار محمود صاحب زعیم مجلس اور مکرم مبشر احمد صاحب ناظم علاقہ Mainfranken کی محنت کا نتیجہ تھا۔ برگرماسٹر Herr Heiko Merz نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہمیں خوشی ہے کہ اس پودے کا مقصد امن دوستی ہے۔ ہمارے شہر کے دوسرے حصوں میں بھی پودے لگائے جائیں، اس کے علاوہ جماعت ہر سال گیلن ہاؤزن میں وقار عمل بھی کرتی ہے، یہاں کوئی بھی جماعت کا ممبر نہیں رہتا لیکن ہماری خواہش ہے کہ جماعت یہاں بھی وقار عمل کیا کرے''۔ مرکزی نمائندگان میں معلم جماعت مکرم منور حسین طور صاحب اور مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب قائد ایثار شامل ہوئے۔

جماعت احمدیہ مل کر رہنے کا نمونہ پیش کر رہی ہے

مورخہ 22 رفروری کو مجلس Bonn میں پودا لگایا گیا۔ زعیم مجلس مکرم محمد عرفان رانا صاحب اور مکرم خالد محمود صاحب ناظم علاقہ Nordrhein Ost کی محنت رنگ لائی۔ یہاں پر شہر کی طرف سے Intergrationsbeauftragte محترمہ Coletta Manemann نے کہا ''بون ایک عالمی شہرت کا حامل شہر ہے اور اس میں 28,000 سے زائد مسلمان رہتے ہیں ، یہاں سب کو مل جل کر رہنا ہے اور جماعت احمدیہ اس کا عملی نمونہ پیش کر رہی ہے'' مرکزی نمائندگان نیشنل امیر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، ریجنل امیر مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب، مکرم محمد الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ اس پروگرام میں شامل ہوئے۔

اگرچہ پودا لگانا اپنی ذات میں چھوٹا سا قدم ہے لیکن بہت عظمت والا ہے

مورخہ 27 رفروری مجلس Renningen کے شہر Leonberg میں زعیم مجلس مکرم سلطان احمد صاحب اور ناظم علاقہ مکرم افتخار احمد صاحب نے پودا لگایا Oberbürgermeister جناب Bernhard Schuler نے پودا لگانے کی تقریب میں کہا کہ میں جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں بہت خوش ہوں کہ آپ ملک کے ساتھ وفاداری کا اظہار کرتے ہیں پودا لگانا اپنی ذات میں اگرچہ چھوٹا سا قدم ہے لیکن بہت عظمت والا ہے۔''

اس شہر کو آپ اپنا دوسرا وطن سمجھیں

مورخہ یکم مارچ مجلس Radevormwald میں زعیم مجلس مکرم ملک امتیاز احمد صاحب اور مکرم خالد محمود صاحب ناظم علاقہ Nordrhein Ost کی کوششوں سے پودا لگا۔ برگرماسٹر Dr. Josef Korsten نے شرکت کی اور کہا کہ ''ہمارے شہر میں مختلف قوموں کے لوگ اکٹھے امن اور عزت سے رہتے ہیں ، اس شہر کو آپ اپنا دوسرا وطن سمجھیں۔'' بطور مرکزی نمائندہ ریجنل امیر مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور مکرم محمد الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ شامل ہوئے۔

پودے لگانے سے جماعت احمدیہ کی وفاداری سامنے آتی ہے

مورخہ 6 رمارچ کو شہر Offenbach میں مجلس انصاراللہ کو دو پودے لگانے کی توفیق ملی ۔مکرم آصف محمود صاحب ناظم علاقہ نے بتایا کہ شہر کی انتظامیہ سے Herr Michael Sperber شامل ہوئے۔انہوں نے اس موقع پر کہا کہ ''پودے شہر کی خوبصورتی بڑھانے کا موجب ہیں اور اس کی

وجہ سے جماعت کی اس ملک سے وفاداری سامنے آتی ہے۔'' پودا لگانے کی جگہ کے قریب رہنے والے ایک جرمن دوست نے اپنی خوشی کا اظہار یوں کیا کہ ان پودوں کا میں خیال رکھا کروں گا۔ مکرم ملک اختر محمود صاحب نائب صدر اوّل اور مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب قائد ایثار بطور مرکزی نمائندگان شامل ہوئے۔ اس سے قبل مکرم شاہد محمود صاحب نائب صدر دوم نے مجلس کی طرف سے Herr Horst Oberbürgermeister آفن باخ Schneider کو ایک یادگاری شیلڈ پیش کی۔

درخت دوستی کا نشان ہے اور گلوبل وارمنگ کی حفاظت کا موجب ہیں

مورخہ 9 مارچ مجلس Stockstadt نے Gernsheim میں پودا لگایا۔ مکرم ممتاز احمد کاہلوں اور مکرم منور اکمل فانی صاحب ناظم علاقہ ریڈ شٹڈ کی محنت بار آور ہوئی۔ برگرماسٹر Herr Peterburger شامل ہوئے اور کہا کہ درخت دوستی کا نشان ہے اور گلوبل وارمنگ (عالمی ماحولیات) کی حفاظت کا موجب ہیں۔'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کا تفصیلی تعارف بیان ہوا جو اخبارت کی زینت بنا۔

پودا لگانے کے لئے شہر کے ایک بڑے پارک میں جگہ کا انتخاب کیا گیا

مورخہ 13 مارچ مجلس Bad Soden نے Kelkheim میں پودا لگایا یہاں مکرم امجد علی خان صاحب زعیم مجلس اور مکرم وسیم احمد صاحب ناظم علاقہ Taunus ہیں برگرماسٹر Herr Thomas Horn نے شرکت کی اور کہا کہ ''یہ پودا ایک امن کا نشان ہے اور میں نے اپنے شہر کے بڑے پارک میں جگہ کا انتخاب کیا ہے یہاں بہت سارے شہری تفریح کے لئے آتے ہیں جو اس پودے کو دیکھیں گے اور جماعت احمدیہ کہ نیک نامی سامنے آئے گی۔'' مرکز کی طرف سے مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب قائد ایثار شامل ہوئے۔

میری خواہش ہے کہ یہاں جلد ایک مسجد بھی تعمیر ہو

مورخہ 14 مارچ کو مجلس Pfungstadt میں پودا لگایا گیا مکرم رانا محمد الیاس صاحب زعیم مجلس، مکرم عبدالماجد سلیم صاحب ناظم علاقہ Pfalz کے علاوہ مقامی انصار کی کثیر تعداد نے بڑے منظم اور عمدہ طریق سے پروگرام کیا۔ برگرماسٹر Herr Horst Baier کے علاوہ پولیس کے ممبران اور چرچ کے پادری صاحب بھی شامل ہوئے۔ برگرماسٹر نے کہا کہ ''درخت ماحولیات کی حفاظت کا موجب ہے۔ مجھے جماعت کی نیک نامی کا علم ہے جامعہ احمدیہ جرمنی کا ایک دفعہ دورہ کیا ہے اور دوبارہ بھی جاؤں گا۔ میری خواہش ہے کہ یہاں جلد ایک مسجد بھی تعمیر ہو۔'' مرکز سے نیشنل امیر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، مکرم مبارک احمد شاہد صاحب نائب صدر صف دوم شامل ہوئے، ان کے علاوہ پرنسپل جامعہ احمدیہ مکرم شمشاد احمد قمر صاحب بھی شامل ہوئے۔ ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعلق میں بہت اضافہ ہوگا۔

مورخہ 15 مارچ کو مجلس Vechta میں پودا لگا۔ مکرم سید عقیل احمد صاحب زعیم مجلس اور راجہ محمد افضل صاحب ناظم علاقہ Niedersachsan اور مرکز کی طرف سے مکرم حبیب اللہ طارق صاحب شامل ہوئے برگرماسٹر Herr Helmut Gels نے بہت اچھے الفاظ میں میں تعریف کی اور کہا کہ اس طرح شہر Vechta اور جماعت کے افراد کے آپس میں نزدیک آنے اور ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعلق میں بہت اضافہ ہوگا۔'' مقامی میڈیا کے علاوہ 15 جرمن احباب بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔

جماعت احمدیہ اپنی تعلیم پر عمل کرنے والی جماعت ہے

مورخہ 19 مارچ کو مجلس Limburg میں Ginkgobaum لگا۔ زعیم مجلس چوہدری غلام محی الدین صاحب اور وسیم احمد صاحب ناظم علاقہ Taunus کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ برگرماسٹر Herr Martin Richard کے علاوہ شہر کے دوسرے نمائندوں نے شرکت کی۔ برگرماسٹر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ'' میں جماعت احمدیہ کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں اور خلیفہ وقت کو بھی مل چکا ہوں مجھے علم ہے کہ جماعت احمدیہ اپنی تعلیم پر عمل کرنے والی جماعت ہے اور اسلام کو بہت اچھے طریق سے پیش کرتی ہے۔'' مرکز کی طرف سے مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب قائد ایثار شامل ہوئے۔

آپ کا اسلامی تعلیم کا نصاب سکولوں پڑھایا جائے گا!

مورخہ 20 مارچ کو مجلس Wiesbaden West میں دو پودے لگانے کی توفیق ملی۔ زعیم مجلس مکرم ڈاکٹر ناصر احمد خان صاحب اور مکرم مسعود احمد سیبا صاحب ناظم علاقہ کی کوشش سے یہ ممکن ہوا۔ Oberbürgermeister Dr. Helmut Müller اور Integrationsdezernentin محترمہ Rose-Lore Scholz نے شرکت کی۔ لارڈ میئر نے کہا: ''پچھلے سال بھی ایک پودا لگایا تھا اور اس سال بھی بہت خوشی کے ساتھ آپ کی خواہش کے مطابق پودے لگا رہے ہیں۔ ہم بغیر تکلفات کے مل کر قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔ آپ کا مل جل کر رہنا اور آپ کا گھل مل جانا ایک نمونہ ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مستقبل میں بھی ہمیں جماعت کا تعاون حاصل رہے گا۔'' محترمہ شولس نے کہا: ''میں جماعت احمدیہ کو بہت عرصے سے جانتی ہوں اور مختلف مواقع پر جماعتی خواتین سے ملتی رہتی ہوں۔'' مرکزی نمائندگان مکرم ملک اختر محمود صاحب نائب صدر اوّل اور مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب قائد ایثار بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔

میری خواہش ہے کہ شہر کے چاروں طرف پودے لگیں

مورخہ 21 مارچ کو مجلس Calw میں ایک پودا لگا۔ مکرم کلیم احمد صاحب زعیم مجلس اور مکرم افتخار احمد صاحب کو یہ توفیق ملی۔ مرکز سے مکرم شیخ منیر احمد

صاحب نائب صدر سوم نے لارڈ میئر کو شیلڈ پیش کی۔ لارڈ میئر Herr Ralf Eggert نے اس موقع پر کہا کہ ''میرے خیال میں یہ پروگرام بہت احسن قدم ہے اور میری خواہش ہے کہ شہر کے چاروں طرف پودے لگانے کی تقریب ہو اور تمام شہری اس میں شرکت کریں۔''

خلیفہ سے ملاقات کے لمحات میرے لئے یادگار ہیں

مورخہ 23 مارچ کو مجلس Rüsselsheim Ost میں مکرم عبدالسبوح صاحب زعیم مجلس اور بشارت نوراللہ صاحب ناظم علاقہ ہیسن ویسٹ کو پودا لگانے کی توفیق ملی۔ Oberbürgermeister Herr Patrick Burghardt نے تقریب میں شمولیت اختیار کی۔ اور کہا کہ میں بہت خوش ہوں جماعت احمدیہ اپنا دوستانہ رویہ اس پودے کے ساتھ پیش کر رہی ہے، میری خوش قسمتی ہے کہ میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ سے بھی ملا ہوں اور وہ لمحات میرے لئے یادگار ہیں'' مرکز کی طرف سے مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب قائد ایثار نے جناب برگ ہارٹ کو یادگاری شیلڈ بھی پیش کی۔

ہمیں اُن باتوں کو دھراتے رہنا چاہیے جو ہمارے درمیان مشترک ہیں

مورخہ 25 مارچ کو مجلس Reutlingen کو Pfullingen میں سیب کا پودا لگانے کی توفیق ملی۔ مکرم چوہدری عبدالغفور صاحب زعیم مجلس اور مکرم مسعود احمد گل صاحب ناظم علاقہ Würtemberg Süd کی محنت سے یہ ممکن ہوا۔ مرکز سے مکرم شیخ منیر احمد صاحب نائب صدر سوم اور مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب قائد ایثار کو اس تقریب میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ برگر ماسٹر کے نمائندہ Herr Manfred Wolf نے برگر ماسٹر کی طرف سے نیک خواہشات پہنچائیں اور بتایا کہ یہ پودا جماعت احمدیہ اور ہمارے شہر کے درمیان پارٹنرشپ کا سمبل ہے۔ ہمیں اُن باتوں کو دھراتے رہنا چاہیے جو ہمارے درمیان مشترک ہیں اور جن باتوں میں اختلاف ہے ان سے اجتناب کرنا چاہیے''

جرمنی میں مذہب کی آزادی ہے

مورخہ 25 مارچ کو مجلس Limburg نے Waldbrunn میں پودا لگانے کی توفیق پائی۔ مکرم چوہدری غلام محی الدین صاحب زعیم مجلس کو پودا لگانے کی توفیق ملی۔ اس میں مرکز کی طرف سے مکرم محمد اکبر بیگ صاحب قائد وقف جدید اور مکرم وسیم احمد صاحب ناظم علاقہ ٹاؤنس نے شیلڈ پیش کی۔ برگر ماسٹر Herr Lothar Blättel نے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ '' جرمنی میں مذہب کی آزادی ہے اور اس لئے ہم ہر مذہب کے ماننے والوں کے ساتھ مل کر امن کی طرف قدم بڑھاتے ہیں ''

جماعت قرآن کی اصل تعلیم بغیر خوف وخطر دنیا میں پیش کر رہی ہے

مورخہ 26 مارچ مجلس Freising کو پودا لگانے کی توفیق ملی مکرم عبدالمجید صاحب زعیم مجلس اور مکرم ملک نثار محمود صاحب ناظم علاقہ اور ریجنل امیر مکرم ظفر احمد ناگی صاحب مرکز کی طرف سے اس تقریب میں شامل ہوئے Oberbürgermeister Herr Tobias Eschenbacher اپنی پوری عاملہ کے ساتھ شامل ہوئے اور کہا کہ یہ پودا ہم دونوں کی امن پرستی کے ارادوں کا نشان ہے۔ جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ جماعت قرآن کی اصل تعلیم بغیر خوف وخطر دنیا میں پیش کر رہی ہے۔

آپ سے ہمیشہ تعاون کرنے کو تیار ہوں

مورخہ 27 مارچ کو مجلس Neuss میں پودا لگا یہاں مکرم ملک سرفراز محمود صاحب زعیم مجلس کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مرکز کی طرف سے ریجنل امیر مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور مکرم منیر احمد طاہر ناظم علاقہ Nordrhein West نے جماعت کا تعارف اور برگر ماسٹر کو یادگاری شیلڈ پیش کی، برگر ماسٹر Herr Herbert Napp نے کہا کہ میں نے یہاں آنے سے پہلے آپ کی جماعت کے متعلق پڑھا ہے آپ پُر امن لوگ ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت کا حوالہ دیتے ہوئے کہ ایک اچھا درخت اچھے انسان کی طرح انسانوں اور حیوانوں کو فائدہ دیتا ہے جماعت کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا اور کہا کہ میں آپ سے ہمیشہ تعاون کرنے کو تیار ہوں۔

فلاحی کاموں کو مستقبل میں بھی فروغ دینا چاہیے

مورخہ 3 اپریل کو مجالس Groß Gerau کو مجموعی طور پر 45 پودے لگوانے کی توفیق ملی اس میں مرکزی بھی عہدیداران شامل ہوئے جن میں نیشنل امیر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، صدر مجلس مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب اور عاملہ مجلس انصاراللہ جرمنی کے ممبران بھی شامل ہوئے۔ شہر کی طرف سے برگر ماسٹر Herr Stefan Sauer کے ساتھ دیگر افسران نے شمولیت اختیار کی۔ شجر کاری کے بعد قریبی ریسٹورنٹ میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ میئر نے نیک تمناؤں کا اظہار اس طرح کیا کہ ''یہ پودے میرے علاقہ میں لگائے گئے ہیں اس بات کی مجھے زیادہ خوشی ہے۔ ایسے فلاحی کاموں کو مستقبل میں بھی فروغ دینا چاہیے۔'' اس تقریب میں تمام جرمن مہمانوں کو سیرتِ آنحضرت ﷺ پر لکھی گئی کتاب ''محمد ﷺ'' تحفۃً پیش کی۔ اس پروگرام کو مقامی اور ریجنل میڈیا نے کوریج دی۔ اور کثیر الاشاعت اخبارات نے شائع بھی کیا۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے مکرم عبدالسلام خان صاحب ناظم علاقہ اور انکی ٹیم کی مشترکہ کوشش شامل ہے۔

آپ شہر میں بھی اپنا تعارف کرائیں

مورخہ 4 اپریل کو مجلس Delmenhorst میں پودا لگانے کی تقریب ہوئی۔ مکرم مسعود احمد صاحب یہاں زعیم مجلس ہیں۔ مرکزی نمائندہ مکرم راجہ محمد

افضل صاحب ناظم علاقہ نیدرساکسن شامل ہوئے۔شہر کے Erster Stadtrat جناب Gerd Linderkamp تشریف لائے تھے۔ اخباری نمائندے بھی شامل ہوئے شہر کی انتظامیہ کے افراد بھی شامل ہوئے .جناب Gerd نے افراد جماعت کو دعوت دی کہ آپ شہر میں بھی اپنا بھرپور تعارف کرائیں تا کہ نیکی کاموں میں ہم مل جل کر آگے بڑھیں۔انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ یہ درخت دوستی کے اقدام کو بڑھانے والا ہو۔

شہر کے بڑے پارک میں درخت لگائے گئے

مورخہ 6/اپریل کو مجلس Mannheim Ost میں مکرم منور احمد کاہلوں صاحب زعیم مجلس اور دیگر مقامی انصار کے تعاون سے ایک درخت لگایا گیا۔شہر کے بڑے پارک میں مختلف لوگوں اور کمپنیوں کی طرف سے اور بھی درخت لگائے گئے۔شہر کی انتظامیہ کی طرف سے اس موقعہ پر ایک بہت بڑا پروگرام ترتیب دیا کیا گیا تھا جس میں Bürgermeistrin محترمہ Frau Kubala نے مجموعی طور پر سب کا شکریہ ادا کیا اور درخت لگانے والے تمام اداروں اور افراد کو شہر کی طرف سے اسناد بھی دیں۔ناظم علاقہ مکرم ظہور احمد صاحب نے بھی تیاری میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب رکن خصوصی نے بطور مرکزی نمائندہ شرکت کی۔اس موقع پر انہوں نے مہمان خصوصی کو مجلس کی طرف سے ایک یادگاری شیلڈ بھی پیش کی۔

درخت لگانا ایک اچھی روایت ہے

مورخہ 11/اپریل کو مجلس Iserlohn نے بمقام Hemer میں پودا لگوایا۔مجلس کے زعیم مکرم محمد غفور صاحب ہیں۔مرکز کی طرف سے مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ریجنل امیر، مکرم محمد الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم خالد محمود صاحب ناظم علاقہ Nordrhein Ost شامل ہوئے اور شہر کے برگر ماسٹر Herr Esken نے مرکزی نمائندگان سے مل کر پودا لگایا۔برگر ماسٹر نے کہا کہ ”Sauerlandpark میں لوگوں کی آمد کافی زیادہ ہے اور درخت لگانا ایک اچھی روایت ہے۔شجر کاری کو فروغ دینا چاہیے“

آپ نے اس ملک کو اپنا وطن بنالیا ہے

مورخہ 11/اپریل کو مجلس Usingen نے Grävenwiesbach میں درخت لگوایا۔اس تقریب کی کوریج Frankfurter Neue Presse نے کی اور بہت پیارے انداز میں تفصیلی خبر شائع کرتے ہوئے لکھا کہ جماعت احمدیہ کے زیادہ تر افراد پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں اور یہاں مہمان ہی نہیں بلکہ انہوں نے اس ملک کو اپنا وطن بنا لیا ہے۔اخبار نے جماعت کا تفصیلی تعارف بھی پیش کیا۔برگر ماسٹر Roland Sell نے کہا کہ ہمیں ایک دوسرے کو سمجھتے ہوئے زندگی کی شاہراہ پر قدم آگے بڑھانا ہوگا۔ مکرم مبارک جمیل احمد صاحب یہاں زعیم مجلس ہیں اور مرکز کی طرف سے مکرم وسیم احمد صاحب ناظم علاقہ ٹاؤنس نے مہمان خصوصی کو یادگاری شیلڈ پیش کی۔

ہم امن اور دوستی کے نام پر پودے لگا رہے ہیں

مورخہ 13/اپریل کو مجلس Pinniberg میں مکرم چوہدری فیض احمد صاحب زعیم مجلس کے ساتھ مجلس کے انصار کے تعاون سے 20 درخت لگائے جب کہ مجموعی طور پر 70 درخت لگے۔شجر کاری پروگرام سے پہلے برگر ماسٹر Herr Roland Krügel نے ہم سب کو خوش آمدید کہا اور تعارف پیش کیا۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا اور تقریب میں جماعت احمدیہ کا تعارف مکرم لئیق احمد منیر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ نے کروایا۔مکرم ناصر احمد بٹ صاحب ناظم علاقہ ہمبرگ بھی شامل ہوئے اور یادگاری شیلڈ بھی پیش کی، برگر ماسٹر نے کہا کہ ہم ہر سال درخت لگاتے ہیں یہ اس لئے کہ ہم اپنے علاقے کے ماحول کو صاف رکھنے کے طور پر بھی لگاتے ہیں پودے لگانے کے لئے جماعت کے 15 افراد نے معاونت کی۔اس وقت ہم سمبل کے طور پر امن دوستی کے نام پودے لگا رہے ہیں۔اس پروگرام میں شہر کے دیگر عمائدین بھی شامل ہوئے۔ جنہیں سیرت ﷺ کے موضوع پر کتب بطور تحفہ پیش کی گئیں۔

درخت لگانا Integration کے کام کو آگے بڑھانے کا ذریعہ ہے

مورخہ 15/اپریل کو مجلس Frankenberg نے بمقام Allendorf (Eder) میں شجر کاری کا پروگرام کیا۔مکرم حفیظ احمد صاحب زعیم مجلس نے پروگرام ترتیب دیا۔اس پروگرام میں ریجنل امیر مکرم مظفر احمد صاحب بھی شامل ہوئے جبکہ مرکز کی طرف سے مکرم رفیع احمد خان صاحب نمائندہ تھے۔برگر ماسٹر Herr Claus Junghenn نے امن اور دوستی کے سمبل کے طور پر پودا لگایا۔انہوں نے کہا کہ درخت لگانا Integration اور باہمی تعلق بڑھانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

جماعت احمدیہ نے ایک نمونہ دکھایا ہے

مورخہ 16/اپریل کو مجلس Kiel میں ایک پودا لگانے کی تقریب منعقد ہوئی۔جس میں Kiel شہر کی Oberbürgermeisterin محترمہ Dr. Susanne Gaschke مہمان خصوصی تھیں۔اس موقع پر اپنے خطاب میں انہوں نے کہا کہ درختوں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر طرح کے پھل عطاء کئے ہیں۔درخت لگانے سے ہی پھل مل سکتے ہیں اور ہر انسان اس کے لئے کوشش کر سکتا ہے۔جماعت احمدیہ نے ایک نمونہ دکھایا ہے کہ سیب کا درخت بطور تحفہ شہر کو پیش کیا ہے یقیناً یہ قدم دوستی اور امن کی علامت سمجھا جائے گا۔مجلس کے زعیم مکرم محمد امجد ناصر بٹ صاحب اور مکرم بشیر الدین صاحب ناظم علاقہ کی کاوش سے بہت کامیاب پروگرام ہوا جس میں کثیر تعداد میں مہمان شامل ہوئے۔مرکز کے نمائندہ مکرم لئیق احمد منیر صاحب مبلغ سلسلہ

نے جماعت کا تعارف اور شیلڈ پیش کی۔

دوستی، جس کو کہ آج مضبوط کیا جارہا ہے

مورخہ 16/اپریل کو مجلس Mainz میں مکرم مشتاق احمد صاحب زعیم مجلس اور دیگر انصار کے تعاون سے پودا لگا۔ مرکز سے مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب قائد ایثار شامل ہوئے اور جماعت کا بہت عمدہ طریق سے تعارف پیش کیا۔ شہر کی طرف سے ماحولیات کی افسر محترمہ Frau Katrin Eder کے علاوہ پولیس ڈائریکٹر Herr Achim Zahn اور شہری انتظامیہ کے دیگر افسران شامل ہوئے۔ Frau Katrin نے کہا کہ ''جس طرح درخت کی مضبوطی کے لئے ضروری ہے کہ اس مناسب طور پر پانی دیا جائے حفاظت کی جائے اسی طرح دوستی جس کو آج مضبوط کیا جارہا ہے اس کو ہمیشہ حفاظت کی ضرورت ہے'' اسی طرح دیگر عمائدین نے بھی جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

بے مقصد تنقید کرنے والوں کو خاموش جواب

مورخہ 17/اپریل کو مجلس Delmenhorst نے بمقام Elsfleth ایک اور پودا لگایا۔ مکرم مسعود احمد صاحب یہاں کے زعیم مجلس ہیں۔ مرکزی نمائندہ مکرم راجہ محمد افضل صاحب ناظم علاقہ Niedersachsan شامل ہوئے۔ شہر کی میئر Frau Traute von der Kammer نے جماعت کے ساتھ مل کر پودا لگایا۔ انہوں نے کہا کہ شجر کاری کا یہ پروگرام بے مقصد تنقید کرنے والوں کے لئے ایک خاموش جواب ہے۔ جس جگہ کا انتخاب ہوا ہے یہاں پر مختلف قومیتوں کے لوگ آتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ یہ ایک نشان ہے اور خیالات میں بہتری لانے کا موجب ہے۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ انسانی حقوق کی حفاظت کو عالمی تحفظ کی ضرورت ہے۔

اس پودے پر ہر آنے والے کی نظر پڑے گی

مکرم شبیر احمد صاحب زعیم مجلس بالنگن اور انصار نے مورخہ 18/اپریل کو Balingen میں پودا لگایا۔ شہر کے لارڈ میئر Herr Helmut-Reitemann تشریف لائے۔ مرکز سے مکرم شیخ منیر احمد صاحب نائب صدر سوم شامل ہوئے۔ ایک خادم کو نہایت اچھے انداز میں جماعت کا تعارف پیش کرنی کی توفیق ملی۔ اس موقع پر جناب میئر نے اپنے خطاب میں کہا کہ ''جماعت کی طرف سے یہ دوسرا پودا ہے اور یہ کھلے سوئمنگ پول میں لگایا گیا ہے جہاں ہر آنے والے کی نظر پڑے گی۔ جماعت کی طرف سے ایک لمبے عرصے سے یہاں نئے سال کے مقع پر وقار عمل بھی کیا جاتا ہے۔ میں جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔''

مورخہ 18/اپریل کو ہی مجلس Wiesbaden Süd نے بمقام Biebrich پودا لگایا۔ مکرم قدیر احمد صاحب زعیم مجلس اور مکرم مسعود احمد سیبیا صاحب ناظم علاقہ ویژبادن نے اس پروگرام کو ترتیب دیا تھا۔

برگر ماسٹرز کو یادگاری شیلڈز دی گئی

مورخہ 23/اپریل کو مجلس Datteln نے Gelsenkirchen میں پودا لگایا۔ مکرم ملک سرفراز احمد صاحب زعیم مجلس ہیں مکرم چوہدری عبدالواسع صاحب ناظم علاقہ Westfalen Süd ہیں۔ برگر ماسٹر Herr Joachim Gill نے مرکزی نمائندہ مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ریجنل امیر کے ساتھ مل کر پودا لگایا۔ اس موقع پر برگر ماسٹر کو یادگاری شیلڈ بھی دی گئی۔ تقریب میں حاضرین کے سوالوں کے جواب بھی دیے گئے۔

مورخہ 23/اپریل کو مجلس Dithmarschen نے Brunbüttel میں پودا لگایا۔ یہاں زعیم مجلس مکرم خورشید احمد صاحب ہیں۔ مکرم بشیر الدین صاحب ناظم علاقہ شلیس وگ ہولشٹائن مرکزی نمائندہ کے طور پر شامل ہوئے اور برگر ماسٹر Herr Mohrdieca کے ساتھ مل کر درخت لگایا اور برگر ماسٹر کو یادگاری شیلڈ بھی دی گئی۔

مورخہ 25/اپریل کو مجلس مہدی آباد نے بمقام Henstedt-Ulzburg پودا لگایا۔ زعیم مجلس مکرم عبدالرؤف صاحب اور ان کی ٹیم کے بھرپور تعاون کے نتیجہ میں یہ پروگرام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت کامیاب رہا۔

"Der Tag des Baum"

مورخہ 25/اپریل کو مجلس Pinniberg نے Halstebeck کے مقام پر پودا لگایا گیا۔ 25/اپریل کو Der Tag des Baum کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کا آغاز 1951ء میں جرمنی کے صدر مملکت Herr Theodor Heuss اور اُس وقت کے ایک وزیر مملکت Herr Robert Lehr نے کیا تھا۔ آج کی تقریب میں خاتون میئر Frau Linda Hoß-Rickmann نے مرکزی نمائندہ جناب لئیق احمد منیر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ کے ساتھ مل کر درخت لگا کر اس دن کی یاد کو تازہ رکھا۔ محترمہ Linda نے اپنے خطاب میں کہا کہ'' آج ''پودے کے دن'' جماعت احمدیہ کی طرف سیب کا درخت بطور تحفہ دیا گیا ہے۔ ہم جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جماعت میں تحمل اور بردباری کی تعلیم اس کے دوررس نظر ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ہم اس قسم کے مزید تحائف بھی ایک دوسرے کو دیتے رہیں گے۔

مجلس Oldenburg نے Hillkenbrook میں مورخہ 27/اپریل کو پودا لگایا۔ یہاں زعیم مجلس مکرم ظہیر احمد خان صاحب ہیں۔ مرکز کی طرف سے مکرم راجہ محمد افضل صاحب ناظم علاقہ نیدرساکسن نے برگر ماسٹر Herr Bernhard Dürel کے ساتھ مل کر پودا لگایا۔ ایک یادگاری شیلڈ بھی مہمان خصوصی کو پیش کی گئی۔

Propheten unterstützte. Es gibt niemanden, der gegen mich Erfolg haben kann. (Ek Ghalti ka Izala, Ruhani Khazain Band 18, S. 210)

Er hat mich mit leuchtenden Zeichen geschickt

Der erhaben Prophet Muhammad (saw) bleibt ewig am Leben. Die Grundlage zur Erhaltung seines ewigen Lebens ist die Tatsachen, dass die Segnungen seiner Lehren bis zum jüngsten Tag erhalten bleiben. Und letztendlich wurde durch seine spirituellen Segnungen dieser Messias auf die Welt gesandt, dessen Kommen für die Vollendung des islamischen Gebäudes notwendig war. Denn es war notwendig, dass sich die Welt nicht vergeht, bevor nicht in der Ära Mohammeds (saw) ein Messias erscheint, so wird der Ära von Hazrat Musa (as) ein Messias gegeben wurde. Hierauf verweist der folgende Vers: „ Ihdinas sirat al-mustaqim sirat allazina an´amta alaihim.“ Musa (as) hat das erlangt, das die Zeiten vor ihm verloren hatten und der Heilige Prophet (saw) hat da erlangt, dass die Ära Musas (as) verloren hatte. Nun ist die Ära Muhammads (saw) stellvertretend für die Ära Musas (as), jedoch in seiner Majestät tausendfach erhabener. Derjenige, der Musa entspricht, ist erhabener als der Sohn der Maria. Der Verheißene Messias 8as)(kam nicht nur 14 Jahrhunderte nach den heilige Propheten (saw), so wie Hazrat Isa (as) 14 Jahrhundert nach Hazrat Musa (as) erschien, sondern er erschien in einer solchen Zeit, in der sich die Muslime in dem Zustand befanden, wie die Juden zur Zeit der Erscheinung von Hazrat Isa (as). Also bin ich es! Gott macht, was er will. Unwissend ist derjenige, der ersucht, ihn zu bekämpfen. Und ignorant ist derjenige, der ich gegenüber kritisiert, dass etwas nicht auf diese, sondern auf jene Art und Weise hätte sein sollen. Und Er hat mich mit klaren und deutlichen Zeichen gesandt. Deren Anzahl über 10.000 beträgt. (Kashti-e-Nooh, Ruhani Khazain Band 19, S. 14)

Hazur-e-Anwars[atba] Botschaft

Hazur[atba] hat in seiner Freitagsansprache vom 08. März 2013 alle Ahmadi-Muslime dazu aufgefordert, folgende drei Gebete sehr häufig zu beten:

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠٢﴾

„Andere unter ihnen sprechen: „Unser Herr, beschere uns Gutes in dieser Welt und Gutes in der künftigen und bewahre uns vor der Pein des Feuers.“

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٧﴾

„Allah belastet niemanden über sein Vermögen. Ihm wird, was er verdient, und über ihn kommt, was er gesündigt. „Unser Herr, strafe uns nicht, wenn wir uns vergessen oder vergangen haben; unser Herr, lege uns nicht eine Verantwortung auf, wie Du sie denen auferlegtest, die vor uns waren. Unser Herr, bürde uns nicht auf, wozu wir nicht die Kraft haben, und lösche unsere Sünden aus und gewähre uns Vergebung und habe Erbarmen mit uns; Du bist unser Meister; also hilf uns wider das ungläubige Volk.“

Zudem wurde Hazur[atba] von Gott dazu bewogen, das Gebet zu sprechen, das dem Verheißenen Messias (as) offenbart wurde und das auch alle Jamaat-Mitglieder sprechen sollten „O Gott, alles dient Dir. O Gott, beschütze uns, hilf uns und habe Gnade mit uns.“

Der Stellenwert

Des Verheißenen Messias (as)

„Derjenige der sich nicht anerkennt, ist nicht mir, sondern demjenigen gegen-über ungehorsam, der meine Ankunft prophezeit hat!“

Da ich der Verheißene Messias bin und Gott allgemein für mich Zeichen vom Himmel gezeigt hat, ist jeder, der vor Gott genug Beweise erhalten hat und meinen Anspruch kennt, vor Gott verantwortlich. Denn sich von den Gesandten Gottes abzuwenden ist keine Tat, für die man nicht zur Rechenschaft gezogen wird. Ich bin nicht derjenige, der sie wegen dieser Sünde anklagt, sondern der, zu dessen Unterstützung ich gesandt worden bin d.h. der Heilige Prophet, auf ihm seien Gottes Segnungen und Frieden. Wer mich nicht akzeptiert, ist demgegenüber ungehorsam, der meine Ankunft prophezeit hat. Genauso habe ich die Überzeugung, wer die Botschaft des heiligen Propheten (saw) gehört hat und über seine Ankunft Kenntnis erhalten hat und vor Gott bezüglich der Prophetenschaft des Heiligen Propheten (saw) genug Beweise erhalten hat, wenn dieser im Zustand des Unglauben stirbt, so gebührt ihn die ewige strafe der Hölle.“ (Haqeeqatul-Wahi, Ruhani Khazain Band 22, S. 184 – 185)

Dies ist das Erzeugnis jenes Gottes, der Himmel und Erde erschaffen hat

„Manche Toren glauben, dass ich beim Anspruch der Offenbarung von Gott gelogen habe, Dies ist falsch. Die Tatsache ist, dass dies das Werk des allmächtigen Gottes ist, der die Erde und Himmel und diese Universum erschaffen hat. In einer zurzeit, in der die Menschen den Glauben an Gott verlieren, wird ein Mensch wie ich, geboren, mit den Gott spricht und den Er außergewöhnlichen Taten vollbringen lässt, so dass die Menschen erkennen, dass es einen Gott gibt.

„Ich verkünde hiermit öffentlich, dass jeder, der in meiner Gesellschaft lebt, gleich ob Asiat oder Europäer, er sicherlich in kürzester Zeit die Wahrheit meiner Aussagen herausfinden wird.“ (Kitab-ul-Ba-riah, Ruhani Khazain Band 13, S. 18)

Ich bin der Khalif Allahs

„Da ich bis zu diesem Zeitpunkt ca. 150 Voraussagen von allah erhalten habe und deren vollständige Erfüllung mit meinen eigenen Augen gesehen habe, wie kann ich dann den Titel eines Propheten oder Gesandten leugnen. Und wenn doch Allah selbst mir diesen Namen gegeben hat, oe kann ich sie zurückweisen oder außer allah jemand anderen fürchten? Ich schwöre bei Gott, der mich geschickt hat und über den zu lügen die Tat der Verdammten ist, dass Er mich als den Verheißenen Messias gesandt hat. Und genauso, wie ich an die Verse des Heiligen Koran glaube, do glaube ich auch ohne jegliche unterschied an diese deutliche, klare Offenbarungen Gottes, die ich erhalten habe. Diese bewahrheiten sich mir gegenüber durch die zahlreichen Zeichen. Ich kann mich in die Khana Ka´aba stellen und schwören, dass diese reine Offenbarung, die auf mich herabgesandt wird, das Wort diese Gottes ist, der auch schon zu Hazrat Moses (as), Hazrat Jesus (as) und zum Heiligen Propheten (saw) sprach. Sowohl die Erde als auch der Himmel sind Zeugen meiner Ankunft. Der Himmel und die Erde bestätigen, dass ich der Kalif Gottes bin. Aber laut den Offenbarungen war auch meine Ablehnung vorgesehen. Deshalb glauben jenen nicht, deren Herzen verhüllt sind. Ich bin mir sicher, dass Gott mich unterstützen wird, so wie Er schon immer seine

Hazrat Massihe Maud as. sagt:

Wenn es keine Erfüllung der Bittgebete gäbe, könnte kein Mensch an die Existenz Allahs glauben. Durch das Bittgebet bekommt man Offenbarungen. Durch das Bittgebet können wir mit Allah ein Gespräch führen. Wenn ein Mensch mit treuem Herzen, mit Liebe gefülltem Herzen, wahrem Herzen und mit fester Überzeugung an die Einheit Gottes so lange betet, bis für ihn alles andere gleichgültig wird, dann zeigt sich dieser lebendige Allah, der für die Anderen nicht erkennbar ist.

Hazrat Massihe Maud as. sagte der Welt, dass der Segen und die Wirkung der Bittgebete stärker ist als die Kräfte von Wasser und Feuer. Den Segen und den Vorteil der Bittgebete sieht man in jedem Teil der Welt. Hazrat Masihe Maud as. sagt das er aus eigenen Erfahrungen sagen kann, dass die Wirkung der Bittgebete stärker ist als die Kräfte von Wasser und Feuer. Es gibt gar nichts, was größere Wirkung hätte als das Gebet. Ohne Zweifel gibt es große Wirkung im Gebet. Wenn ein Toter lebendig werden kann, dann nur durch das Gebet. Wenn (Aseer) unschuldig Gefangene, frei werden können dann nur durch Bittgebete. Wenn Menschen mit schlechten Taten auf den rechten Weg geleitet werden können, dann nur durch Bittgebete. Aber es ist gleich, ob man so intensive Bittgebete macht oder stirbt. (Lecture Zialot Rohani Khazain Band 20 S.234)

Dua ist so ein Kampfmittel, zu dem es nichts Vergleichbares gibt. Kurzum das Gebet birgt solch eine Kraft in sich die im Stande ist die Berge in Staub zu verwandeln. Die Segnungen des Dua können den Fluss der Meere ändern und die Fluten zum Stillstand bringen.

→Das Dua kann die unmöglichsten Aufgaben ermöglichen.

→Durch das Dua kann man den spirituell Toten zum Leben erwecken.

→Die Todkranke können geheilt werden und letztlich das Leben genießen.

→Das Dua ist solch ein Schatz, aus dem je mehr geschöpft wird, dass umso mehr wächst.

→Das Dua enthält solch eine Kraft, die es ermöglicht die Gnade und Segnung Allahs, in sich auf Zunehmen.

→Das Dua und Sadqa können die Schwierigkeiten abwenden.

→Das Gift der Sünde kann durch Dua geheilt werden.

→Das Dua verhilft den seit Ewigkeiten Sündigen die Eigenschaften Allahs anzunehmen.

→Das Dua ist die Wurzel jeglicher Erfolge und Fortschritte.

→Das Dua stellt die wichtigste Verbindung zwischen den Menschen und Allah her.

→Und das Größte ist, das durch das die Menschen Visionen erhalten.

Die großartige spirituelle Revolution die unser Hl. Prophet Mohammad sws. wurde durch das Dua herbeigeführt. Die seit Generationen spirituell Tote nahmen die Eigenschaften Allahs in sich auf und sahen ihren Herrn mit dem Auge des Herzens.

Der Verheißene Messias as. Sagt im Zusammenhang zu den Segnungen des Gebetes: Das Bittgebet enthält solche Segnungen, die zur Erlösung führen.

Jeder Schritt führt hiermit zum Erfolg. Die Segnungen gehen so weit, dass der Mensch zum Geliebten Allahs wird und seine Glaubenskraft geht so weit, als ob er Allah sehen würde. (AyameSalehRohanikizain Band 14 Seite 250).

Möge Allah uns die Kraft geben das Wesen des Dua kennenzulernen und den Anweisungen Folge zu leisten. Amin

Eines was man immer im Hinterkopf behalten sollte ist, dass die Pflicht zu Gebet aus vier Gründen erfolgt.

1. Dass man jederzeit und in jeder Situation an Allah denkt und damit die Einheit Gottes im Herzen gefestigt wird. Denn das Bittgebet, das an Allah gerichtet ist, ist auch ein Zeugnis dafür, dass nur Allah die Macht hat, die Gebete zu erfüllen.
2. Zweitens wird der Glaube nach der Erfüllung der Gebete und Wünsche gestärkt.

3. Dass man jederzeit und in jeder Situation an Allah denkt und damit die Einheit Gottes im Herzen gefestigt wird.

4. Wenn man nach dem Gebet Wahrträume und Visionen erhält stärkt dies die Kenntnisse über Allah und da durch den Glauben an Allah und wiederum dadurch die Liebe und dadurch wird man von der Sünde und Glaube an Fremde befreit. Das ist die Frucht der wirklichen Erlösung. (Ayam A Salleh Luhani Kizain Band 14 Seite 242)

Man sollte nicht denken, dass man doch täglich das Gebet verrichtet und Das Gebet eine Form von Dua ist, denn das Dua, dass aus der Kenntnis Allahs erfolgt, enthält ein anderes Gefühl. Es ist ein Gefühl des Sterbens. Es ist ein Feuer, das verbrennt und es enthält eine magnetische Anziehungskraft, mit der die Segnungen Allahs angezogen werden. Es ist eine Form des Todes aber es führt zu einem neuen Leben. Mit diesem Dua kann jede unmögliche Sache ermöglicht werden und jegliches Gift aufgelöst werden. (Lektüre Sialkot Rohani Kizain Band 20 Seite 222).

Wenn das Gebet vor der Erfüllung steht, dann wird das Herz in Wallungen versetzt und schmerzerfüllt. Es kommt auch vor, dass Allah selbst ein Dua lehrt so, wie er an einer Stelle sagt: "Dann empfing Adam von seinem Herrn gewisse Worte (des Gebets). So kehrte Er Sich gnädig zu ihm; wahrlich, Er ist der oft gnädig Sich Wendende, der Barmherzige." **2:38**

Dadurch wird belegt, dass Allah seinen Dienern auch einige Gebete durch Visionen lehrt. Es kommt auch vor, dass der Betende einen Teil dieses Gebetes nicht mag, aber nach der Erfüllung der Gebete merkt er, dass dieses Gebet dem folgenden Vers entspricht: "Der Kampf ist euch befohlen, auch wenn er euch missfällt; aber es ist wohl möglich, dass euch etwas missfällt, was gut für euch ist; und es ist wohl möglich, dass euch etwas gefällt, was für euch übel ist. Allah weiß, ihr aber wisset nicht." **2:217**

Wenn wir eine Sache nicht verstehen oder wenn eine Schwierigkeit besteht, dann lasse ich alle Sorgen beiseite und bete inbrünstig vor Allah. Dann löst sich auch die Schwierigkeit. (Malfuzat Band 1 Seite 542 Edition 2003)

Die Segnungen des Gebets und seine Wirkung

Das Dua enthält unendliche Segnungen und Früchte und es ist eine Quelle aus der jeder nach seinem Vermögen schöpfen kann. Bei dieser wir nicht zwischen hochwertig oder minderwertig oder zwischen stark oder schwach unterschieden. Das Dua ist frei von den weltlichen Grenzen, Staaten, Völkern, Rassen oder Hautfarbe.
Allah sagt im Hl. Quran: "Ihnen allen, diesen und jenen, gewähren Wir von der Gabe deines Herrn. Und die Gabe deines Herrn ist unbeschränkt." **17:21**

Der Hl. Prophet Mohammad sws. sagte über das Gebet und seine Segnungen folgendes:

Hazrat Ibn Umar ra sagt dass Hazrat Mohammad saw. sagte: Für denjenigen unter euch, für den die Tür der Erhörung des Bittgebets eröffnet wurde, für denjenigen öffnen sich die Türen der Barmherzigkeit Allahs. Das Gebet, welches bei Allah am meisten Gefallen findet, ist das Gebet für Bewahrung vor dem Schlechten. Und Hazrat Mohammad saw. sagte, dass das Bittgebet bei eingetroffener Besorgnis und auch bei zu erwartender Besorgnis vorteilhaft ist. O ihr Menschen Bittgebete sind für euch verpflichtend.
In diesem Zeitalter werden unglücklicherweise die Wichtigkeit und die Erhörung der Bittgebete verleugnet. Dies geht sogar soweit das die Anhänger des Heiligen Propheten Mohammad saw. aufgehört haben an die Existenz der Bittgebete zu glauben. Dann wurde ein Jari Ullah (Mutiger Allahs) durch die Wunder der Gebete hinab gesandt. Er lud alle Vertreter der Religionen und Glaubensrichtungen ein, die nicht an die Erhörung der Gebete glauben, dass diese zu ihm kommen, um die Zeichen der Erhörung selbst zu sehen.

Dua war das Ziel und der Zweck seines Lebens. Die beste Vorgehensweise für Dua stellte der Hl. Prophet folgendermaßen vor.

Wenn ihr das Gebet verrichtet dann beginnt mit der Lobreisung Allahs und dem Darud für den Hl. Propheten sws. und danach können die Bittgebete vorgetragen werden.

Wenn diese Vorgehensweise auch außerhalb der Gebetes verfolgt wird, führt dies zu Segnungen Allahs und das Dua wird wirkungsvoller.

Hazrat Abdulla bin Abbas berichtet, dass der hl. Prophet sws. sagte: Wenn ihr vor Allah das Dua verrichtet, dann sollten die Handflächen eurem Gesicht zugewandt sein und nicht die Rückseite und nach dem Dua solltet ihr mit den Händen über euer Gesicht streichen. (Sunan Abu Daud Buch: Al Witr- Kapitel Al Dua)

Der Verheisene Mesias as. sagt über das Vorgehen beim Dua folgendes. Das Dua sollte mit schmerzhaften Worten verrichtet werden. Es ist nicht angebracht die Gebete wir Hokus Pokus vorzutragn ohne den Sinn des Gebetes zu verstehen. Es ist wichtig dem Sunna des Propheten zu folgen aber das Gebet mit schmerzhafter Stimme ist auch aus der Sunna des Propheten sws. belegt. Man sollte in der Sprache beten, die man sehr gut versteht da man dadurch den Schmerz beim Gebet besser fühlt. Man sollte sich nicht nur auf Wörter konzentrieren, man sollte realistisch sein. Also sollte man auch die Gebete auf arabisch sprechen wenn man über die nötigen Sprachkenntnisse verfügt. (Malfuzat Band 1 Seite 538- Edition 2003)

Beim Gebet sollte man sich im Sinn behalten, dass ausschließlich Allah die Macht hat die Schwirigkeiten zu lösen. Es gibt nichts unter der Himmelsdecke, was außerhalb der Macht Allahs stehen würde und Allah folgt immer seiner Sunna und dem entsprechend geht er mit seinen Dienern um.

Unser geliebter Prophet Mohammad sws. sagte, dass wenn man betet sollte man nicht die konjuktive Form im Gebet vortragen sondern, man sollte immer fest entschlossen seine Bitte an Allah richten, denn Allah wird sowieso das Gebet nur dann erfüllen wenn er es für richtig hält.

Hazrat Massihe Maud as. sagte: Es gibt einige Menschen die das Gebet verrichten aber sie sind kenntnislos über die Wichtigkeit und der Segnungen des Gebetes. Der Grund hier für ist, dass sie über die Manieren beim Gebet unwissend sind und die Wirkung und das Ergebnis des Dua schnell herbeisehnen und zum Schluss geben sie erschöpft auf. Das wichtigste ist, dass wenn man betet sollte man auch fest an den Herren Glauben. Er sollte daran festen Glauben haben dass Allah hört und sieht, dass er allwissend und weise ist und dass er Allmächtig ist und die Gebete erhört und die Gebete annimmt. (Malfuzat Band 3 Seite 522 Edition 2003)

Allah sagt: "Euer Herr spricht: < Betet zu Mir; Ich will euer Gebet erhören. Die aber, die zu stolz sind, um Mich zu verehren, die werden in die Hölle eintreten, Erniedrigte.>" (Sura Al-Mo´min, Vers 61)

Schaut man auf dem reinen und makelloses Leben des hl. Propheten Mohammad sws., sieht man dass das Leben durch Gottesdienst und Dua geprägt war. Jedes Moment seines Lebens verbrachte er nur mit der Unterstützung Allahs. Schließlich führen die damals verrichten Gebet heute noch die Anhänger auf dem rechten Pfad. Er hat versunken in die Eigenschaften Allahs mit solcher Intensivität gebetet, dass seine Persönlichkeit in Allah aufging. Des Weiteren wollte er auch seine Anhänger auf dem gleichen Niveau sehen. Deshalb werden wir mit der Zunahme in der Intensität unserer Gebete auch in der Maßen Anteil an den Segnungen der Gebete des Propheten erhalten.

Unser Hl. Prophet Mohammad sws. sagte einst, dass Allah den Bittenden niemals leer ausgehen lässt, denn er geniert sich den Menschen zurückzuweisen, der mit erhobenen Händen zu ihm betet.

Deshalb ist es wichtig, dass man diszipliniert betet und an dem Bittgebet festhält, denn dadurch kann man die Segnungen Allahs erhalten. Gemäß dem Vers „Und bittet Allah um seine Huld“ (Al Nisa Vers 33) sollte man niemals müde werden und aufgeben.
Der Verheißene Messias as. Sagte über die Wichtigkeit des Dua und die Vorgehensweise beim Dua Folgendes. Sowie das Gift in einer Schlange, trägt auch der Mensch das Gift der Sünden in sich und das Gegengift ist das Dua. Das Dua öffnet eine Quelle des Himmels und derjenige der nicht betet ist Tot. Derjenige, der einen Tag und Nacht nicht betet, ist dem Satan ein Schritt nähr. Man sollte deshalb täglich danach schauen, ob man genug gebetet hat oder nicht. (Malfuzat Band 3 Seite 591 Edition 2003)

Hadith:

Allah ist schamhaft, gnädig und freigiebig. Wenn eine Person seine Hände zum Gebet erhebt, dann geniert sich Allah diese leer und erfolglos zurückzuweisen.

Grammatikalische Bedeutung:

Das Wort Dua bedeutet, sich etwas zu wünschen, rufen, anrufen, Hilferuf, Beantragen oder zu etwas anregen. Das Wort „Da au tullah" bedeutet z.B. von Allah Segnungen zu erflehen. Hazrat Imam Buchari rh hat auch „Imaan" als eine mögliche Bedeutung des Dua hingewiesen.

Der Verheißene Messias as sagte:

Das Dua bedeutet, dass der Mensch ein Wunsch äußert. Nun mal hat die Bestimmung Allahs den Vorrang und mal erfüllt Allah den Wunsch des bittenden. (Malfuzat Band 1 Seite 436 Edition 2003)

Das Wesen des Dua und die Wichtigkeit

Der Mensch ist ein sehr Schwaches und nichtig der auf jedem Schritt hilflos und bedürftig ist und jedes Moment seines Lebens hilfsbedürftig und abhängig von Allah aber Allah ist nicht hilfsbedürftig und er ist unabhängig. Wir sind bedürftig und er ist der Erlöser dieser Bedürftigkeit und er ist freigiebig und der Beisteher der Armen.

Allah sagt: O ihr Menschen, ihr seid Allahs bedürftig, Allah aber ist der Sich Selbst Genügende, der Preiswürdige. **35:16**

Das Dua ist solch eine wirkungsvolle und universelle Waffe, die zu jedem Anlass eingesetzt werden kann. Die Wichtigkeit von Dua kann man daran messen, dass der Beginn und Höhepunkt des Hl. Quran das Dua ist. Der Hl. Prophet sws. Sagte, dass das Dua auch zum Gebet zählt. Also war jede Aussage, jede Handlung und Vorgehensweise des Hl. Propheten wegweisend.

Der Hl. Prophet sws. sagte, dass vor Allah nichts angesehener ist als das Dua. Es ist von Hazrat Ibne Umar ra. überliefert, dass der Hl. Prophet sws. Sagte: Für den von euch das Tor des Gebet geöffnet ist für diesen ist das Tor der Segnungen geöffnet.

(Jame Al Tirmazi, Kitabul Da´ud, Kapitel Fi Dua Alnabi)

Der erste Khalif ra hat unter anderem eine Eigenschaft der Menschen des barmherzigen Allahs folgendermaßen erwähnt, die Menschen des Barmherzigen beten zu ihm für Ihre Frau, Kinder und seinen liebenden. Und warum sollten sie denn nicht beten? Wenn Ihr nicht betet, was kümmert es Allah und was denkst du, was du wert bist? (Khutbate Noor Seite 580).

Der Sinn für die Erschaffung des Menschen ist der Gottesdienst und unser geliebter Prophet sws hat das Gebet als Gottesdienst bezeichnet.

Hierzu heißt es, dass das Dua zum Gottesdienst gehört.

Deshalb ist es wichtig, dass wir unser jedes Atemzug mit dem Dua gefüllt ist. Unser stehen, unser Sitzen, unser gehen, unser laufen, unser schlaf und unser Bewusstsein, unser Essen und Trinken also unsere jegliche Aussage und Handeln sollten durch Dua geprägt sein und wir sollten niemals aus dem Schutzwall des Dua verlassen. Der Verheißene Messias as. sagt: gedenket, sicherlich ist Dua solch ein Reichtum das vor jegliche Schwierigkeit des Glaubens und in den weltlichen belange geschützt werden. Derjenige befindet sich in solch einer Burg, die von bewaffneten Soldaten bewacht wird. (Malfuzat Band 4 Seite 148 Edition 2003)

Die Vorgehensweise für Dua

Durch seine Lebensweise machte unser geliebter Prophet Mohammad sws., seine Anhänger auf Dua aufmerksam. Jeder Moment seines Lebens war mit Dua gefüllt. Schon vor seiner Prophetenschaft betete der Hl. Prophet Mohammad sws. tagelang in dem dunklen, engen und abgelegenen Höle „Hira". Kurzum das

Derjenige, der nicht betet erregt das Missfallen Allahs.

Die Philosophie des Gebetes

Durch das Dua kann man die Nähe Allahs erlangen.

Von: Herrn Zaheer Ahmad Tahir - Qaid Ishaat Majlis Ansarullah Deutschland

Was ist Dua?
Wenn jegliche Unterstützungen wegfallen und jegliche Hoffnung schwindet und die Hoffnungslosigkeit sich ausbreitet und die Dunkelheit verbreitet ist. Wenn das Herz fleht und das Leben schwindet in dem Moment bleibt nur die eine Unterstützung und der Blick richtet sich dieser, ob das jemand glaubt oder nicht aber in der Zeit der Trauer und Schmerz erheben sich die Hände von selbst zu Allah. Die Seele schmilzt und beugt sich im Hofe Allahs und hofft auf einen Ausweg aus der fatalen Lage.

Dua ist die Anerkennung der kleinen unbedeutenden Person gegenüber den überlegenen und allmächtigen Wesen Gottes. Wenn dieser durch mit größter Erbittung und Demut seine Bitte vor Allah bringt. Wenn er in voller Ergebenheit und in Tränen aufgelöst seine Beschwerde und Schwierigkeit vor Allah bringt mit der Überzeugung, dass nur Allah einen Ausweg darstellt. Dann wird er eines Tages erfahren das eines Tages der seelisch tote Zustand des Körpers zum Leben erweckt wird.

Hazrat Massihe Maud as sagt: Dua ist etwas Großartiges, denn wenn der Mensch von allen Seiten enttäuscht wird, greift er zu der letzten Lösung, die alle Schwierigkeiten löst das ist das Gebet. Die Voraussetzung für solch ein Gebet benötigt eine gewisse Zeit. Es liegt nicht in der Macht des Menschen, dass er für jemanden Schmerz in seinem Herzen empfindet. (Malfuzat Band 5 Seite 50-51 Auflage 2003)
Gedenken Sie, wenn das Feuer der Liebe entfacht und das einzige Ziel die Erreichung der Gefälligkeit Allahs ist, entsteht eine Verbindung, die schreitweise zu dem Lichte führt.

Gibt es eine Gabe, die besser ist als das Ziel, dass man Allahs Wohlgefallen erlangen möchte und das Herz nur noch danach bestrebt, ist damit den Lebenszweck zu erfüllen. Deshalb ist es wichtig, dass Allah in jedem Winkel des Körpers und der Seele platz findet und somit den Durst der Seele stillt.

Das Gebet ist ein kleines und oft genutztes Wort. Aber schaut man genau hin dann sieht man die tiefgründige Bedeutung des Wortes. Man stellt fest, dass es sich dabei um ein Meer der reinen Liebe Allahs, ein Genuss vollkommenen Freiedens handelt. Es ist ein Weg der die Nähe Allahs beschert und damit dem gewünschten Ziel näher bringt.

Das Gebet ist ein kleines und oft genutztes Wort. Aber schaut man genau hin, dann sieht man die tiefgründige Bedeutung des Wortes. Man stellt fest, dass es sich dabei um ein Meer der reinen Liebe Allahs, ein Genuss vollkommenen Friedens handelt. Es ist ein Weg der die Nähe Allahs beschert und damit dem gewünschten Ziel näher bringt.

Allah sagt: Euer Herr spricht: „Betet zu Mir; Ich will euer Gebet erhören. Die aber, die zu stolz sind, um Mich zu verehren, die werden in die Hölle eintreten, Erniedrigte."

Im Gegensatz dazu sind die Leute die Allah vergessen und sich Andere zu Freunden nehmen und an ihnen ihre Wünsche richten diese sind es die vom geraden Weg abgeirrt sind.

Über diese Menschen sagt Allah: Und wer ist irrender als jene, die statt zu Allah zu solchen beten, die sie nicht erhören werden bis zum Tage der Auferstehung und die ihres Gebets nicht achten?
Unser Hl. Prophet Mohammad sws. Sagte einst, dass Allah den Bittenden niemals leer ausgehen lässt, denn er geniert sich den Menschen zurückzuweisen, der mit erhobenen Händen zu ihm betet.

Zusammenfassung der Freitagsansprache vom 23. März 2012

In seiner Ansprache erwähnte Hadhur im Hinblick auf den 23.März, also den Tag der Gründung der Jamaat Ahmadiyya die zehn Bedingungen des Baiats (Treugelübde), die Hadhrat Massih-e-Maud (as) veröffentlicht hatte. Er erklärte anhand von Zitaten von Hadhrat Massieh-e-Maud (as) die Bedeutung der einzelnen Bedingungen.

Hadhur sagte, dass man nicht Götzen anbeten und lügen sollte. Man sollte stets die Wahrheit sagen. Man soll als Zeuge immer die Wahrheit sagen und im Gericht beispielsweise so für Gerechtigkeit sorgen. Nur wahrhaftige Männer und wahrhaftige Frauen können hohe Ränge erreichen. Schützt euch vor Ehebruch und Versündigung der Augen, sowie von allen Ursachen, die euch dahin führen könnten, denn dadurch entfernt ihr euch von Gott. Das Pardah-Gebot gilt sowohl für den Mann, als auch für die Frau. Entwickelt Frömmigkeit in euch, damit ihr für die Welt zu Vorbildern werdet.

Geht geduldig mit anderen um und schützt euch vor Veruntreuung, Rebellion und Unruhe. Verrichtet das Gebet. Sendet Segen auf den Heiligen Propheten Mohammad (saw). Verrichtet das Namaz Tahajjud. Macht es euch zur Gewohnheit für die Vergebung der Sünden zu beten. Folgt dem Pfad der Gottesfurcht. Fastet und zahlt das Zakat. Merkt euch, dass durch das Namaz der Himmel sich vor dem Menschen verbeugt. Gottesfurcht ist die Wurzel aller frommen Taten. Wenn diese Wurzel verloren geht, so gehen auch die Taten verloren.

Hadhur sagte weiter, dass Istighfar, also Allah um Vergebung für die Sünden zu bitten, den Sünder vor den schlimmen Folgen und der Strafe Allahs schützt. Denn wenn das Licht kommt, bleibt keine Dunkelheit mehr. Geht vergebungsvoll mit euren Mitmenschen um. Der Mensch sollte nicht unanständig sein. Er sollte keinen Hass und schlechten Umgang mit anderen Menschen pflegen, sondern milde und liebevoll umgehen. Er sollte sich vor der Strafe Gottes schützen. Die Menschen fürchten sich vor den weltlichen Gesetzen und Strafen, doch sie kümmern sich nicht um das Gesetz Gottes.

Man sollte Demut und Genügsamkeit in sich entwickeln. Durch Gebete und Reue der Sünden kann man an Allahs Segnungen teilhaben. Wer sein Leben für das Wohlgefallen Allahs aufgibt, der erhält seine besonderen Segnungen. Werdet vollkommen zu Allahs und legt die schlechte Traditionen und Gewohnheiten ab. Durch die vollkommene Befolgung des Heiligen Qurans und des Heiligen Propheten Mohammad (saw) öffnen sich die Tore der Gnade. Hochmut oder Stolz muss beseitigt werden. Ihr solltet zu dem Treugelübde eine solche starke Bindung entwickeln, so dass ihr Hadhrat Massieh-e-Maud (as) mehr liebt, als alle anderen. Die Auferstehung des Islams erfordert ein Opfer, nämlich das man auf seinem Weg stirbt. Ebenso sollten sie ihre Mitmenschen lieben und Mitgefühl zu ihnen zeigen.

Hadhur sagte, dass die Welt sich nur durch die Befolgung der Lehre, die uns Hadhrat Massieh-e-Maud (as) gebracht hat, vor den Schwierigkeiten der Endzeit befreien kann. Derjenige, der in diese Richtung kommt, ist vor den Gefahren sicher. Das sind die Erwartungen, die Hadhrat Massieh-e-Maud (as) von uns hat, nämlich das wir die Lehre befolgen und in uns reine Veränderungen hervorrufen.

Zum Schluss zitierte Hadhur aus einigen Büchern und Zeitschriften solche Aussagen von Nichtahmadis, die verdeutlichen, welche großen Dienste die Mitglieder der Jamaat Ahmadiyya bei der Gründung von Pakistan geleistet haben. Beten sie auch für Pakistan, möge Allah es vor der Zerstörung bewahren. Amin

بسم الله الرحمن الرحيم

Al-Nasir

März, April 2013

Vorsizender:
Ch. Iftikhar Ahmad

Aufsicht:
Malik Akhtar Mahmood
Naib Sadr Awwal

Vize Aufsicht:
Shahid Mahmood
Naib Sadr Doem

Redakteur:
Dr. Waseem Ahmad Tahir

Qaid Ishaat:
Zaheer Ahmad Tahir

Grafik Design:
Shahid Mahmood

Layout:
Sabahat Zaheer Tahir

Manager:
Rana Khalil Ahmad
Qaid Amoomi

Mitarbeiter:
Mubarak Ahmad Shahid, Sh. Munir Ahmad, Hadayt Ullah Shad, Sadiq Muhammad Tahir, Daud Ahmad.

Fotographie:
Shahid Abbasi, Sultan Ahmad,

Inhaltsverzeichnis

1. Zusammenfassung der Freitagsansprache vom 23. März 2012

2. Die Philosophie des Gebetes

3. Der Stellenwert - des Verheißenen Messias(as)

Majlis Ansarullah Deutschland
Genfer Str. 11
60437 Frankfurt am Main
Germany

Tel.: 069-259270-24271946
Fax: 069-24271317

Die Bedingungen des Bai´ats

I. Der/Die Bai´at-Leistende soll ernsthaft versprechen, dass er/sie sich des Schirk enthalten wird bis zu dem Zeitpunkt, wenn er/sie ins Grab hinabsteigt.

II. Dass er/sie sich fernhalten wird von Lüge, Unzucht, Ehebruch, Versündigung der Augen und jeder Art von Morallosigkeit und Unsittlichkeit, Unrecht, Veruntreuung, Unruhe und Rebellion; und dass er/sie sich selbst nicht erlauben wird, von Erregungen mitgerissen zu werden, wie stark sie auch sein mögen.

III. Dass er/sie regelmäßig die fünf täglichen Gebete in Übereinstimmung mit den Geboten Gottes und denen des Heiligen Propheten[saw] darbringen wird; und dass er/sie sich nach besten Kräften bemühen wird, regelmäßig Tahajjud darzubringen und Segensgebete für den Heiligen Propheten[saw] zu sprechen; dass er/sie es sich zur täglichen Gewohnheit machen wird, um Vergebung für seine/ihre Sünden zu bitten; und dass er/sie sich aus tiefster Liebe heraus jeden Tag der Wohltaten Gottes erinnern und Ihn lobpreisen und verherrlichen wird.

IV. Dass er/sie sich von den Leidenschaften seiner/ihres eigenen Egos nicht dazu verleiten lassen wird, den Geschöpfen Allahs im Allgemeinen und den Muslimen im Besonderen irgendeinen Schaden zuzufügen - sei es durch seine/ihre Zunge, seine/ihre Hand oder auf irgendeine andere Art.

V. Dass er/sie Gott unter allen Lebensumständen treu bleiben wird, in Sorgen und in Freuden, in Unglück und in Wohlergehen, in Gnadenfülle und in harten Prüfungen; und dass er/sie unter allen Bedingungen dem Ratschluss Allahs ergeben bleiben wird und sich selbst bereithalten wird, allen möglichen Beleidigungen und Leiden auf Seinem Wege mutig gegenüberzutreten und dass er/sie sich niemals von diesem Wege abwenden wird, sei die Intensität irgendeines Unglücks auch noch so heftig; im Gegenteil, er/sie wird vorwärts schreiten.

VI. Dass er/sie (nicht-islamische) Gebräuche und die Befolgung seiner/ihrer niederen Gelüsten aufgeben wird, und dass er/sie sich selbst vollkommen der Autorität des Heiligen Qur´an unterwerfen wird, und dass er/sie das Wort Gottes und die Aussprüche de Heiligen Propheten[saw] zu den bestimmenden Grundsätzen auf jedem Schritt seines/ihres Lebenswegen machen wird.

VII. Dass er/sie Stolz und Eitelkeit völlig aufgeben wird und sein/ihr ganzes Leben in Bescheidenheit, Demut, Freundlichkeit, Milde und Genügsamkeit verbringen wird.

VIII. Dass er/sie den Glauben, die Hochschätzung des Glaubens und die Sache des Islam für sich kostbarer erachten wird als das eigene Leben, den eigenen Reichtum, das eigene Ansehen, die eigenen Kinder und alle anderen liebenswerten Dinge.

IX. Dass er/sie sich nur um Allahs Willen dem Dienst an Allahs Geschöpfen widmen wird; und dass er/sie sich bemühen wird, der Menschheit zu nützen nach dem besten seiner/ihrer ihm/ihr von Gott gegebenen Fähigkeiten und Kräfte.

X. Dass er/sie den Bund der Brüderlichkeit mit diesem Demütigen allein um Allahs willen mit dem Versprechen der Gehorsamkeit in allem Guten eingehen und sich verpflichten wird, diesem Bund treu zu bleiben bis zum Tage seines/ihres Todes; und dass er/sie sich mit einer solchen Hingabe für die Einhaltung dieses Bundes einsetzen wird, wie sie in weltlichen Verwandtschaften und Beziehungen und jeglicher Art von Untergebenenpositionen nicht zu finden ist.

Wissen-und Erziehungsmagazin
der
Majlis Ansarullah Deutschland

Al-Nasir

März, April 2013

Die Zeit war bestimmt für den Messias
und für niemanden sonst.
Wäre ich nicht gekommen, so wäre schon
jemand anderes da gewesen.

(Der Verheissene Messias)

Redakteur:
Dr. Waseem Ahmed Tahir